210

صحیفہ دعا

ترجمہ اردو عدۃ الداعی

تالیف علامہ احمد بن فہد حلی

مترجم السید حسین مہدی الحسینی

ابن فهد حلی، احمد بن محمد، ۷۵۷ - ۸۴۱ ق.
صحیفهٔ دعا ترجمهٔ عدة الداعی/تألیف احمد بن فهد حلی؛ مترجم حسین مهدی الحسینی.-قم: انصاریان، ۱۳۸۴=۱۴۲۶ق.
[٥٤٤] ص.
ISBN: 964-438-688-4
عنوان اصلی: عدة الداعی و نجاح الساعی.
۱. دعا. ۲. دعا - آداب و رسوم. ۳. قرآن - تلاوت.
٤. خدا - خداشناسی. الف. الحسینی، حسین مهدی، مترجم. ب. عنوان.
BP۲٦٦/ع٤٠٦٦ألف/۲۹۷/۷۷۲

صحیفهٔ دعا ترجمهٔ عدة الداعی

مؤلف: علامه احمد بن فهد حلي
مترجم: السيد حسين مهدي الحسيني
کتابت: جعفر مرزا لکهنوي
پبلشر: انصاریان پبلیکیشنز - قم
چاپ اول: ۱۳۸۴ - ۲۰۰۵ - ۱۴۲۶
چاپخانه: ثامن الائمة(ع) - قم
تعداد صفحات: ۵۴۴ ص.
تعداد: ۱۰۰۰ جلد
سایز: ۱۴۰ X ۲۱۰ mm
ISBN:۹٦٤-٤٣٨-٦٨٨-٤

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

انصاریان پبلیکیشنز
پوسٹ بکس نمبر ۱۸۷
قم - جمہوری اسلامی ایران
فون نمبر: ۷۷۴۱۷۴۴ فیکس نمبر: ۰۰۹۸_۴۵۱_۷۷۴۲۶۴۷
Email:ansarian@noornet.net
www.ansariyan.org & www.ansariyan.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

ظلم و سرکشی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے

میں

عدل و اعتدال کے مہر نیم روز

اپنے

امام منتظرؑ

کے

نام

خادم

حسینی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا عزّت ہے

کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا، بھیک مانگنا، ذلت ہے۔ اپنی ضرورتوں کے لئے دوسروں کے سامنے گڑگڑانے میں اور زیادہ ذلت و رسوائی ہے کبھی بھی کوئی بھیک مانگ کر عزیز نہیں ہوا ہے۔ ان لوگوں کا تذکرہ نہیں جن کے یہاں غیرت نام کی کوئی چیز نہیں اور جہاں غیرت نہیں وہاں عزت نہیں۔ جو مانگتا ہے اپنے کو ذلیل کرتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے بھیک مانگنے سے منع کیا ہے اور قرض کی اجازت دی ہے۔

لیکن خداوند عالم کی بارگاہ وہ بارگاہ ہے جہاں مانگنے میں عزت، گڑگڑانے میں سربلندی اور آہ وزاری میں سرفرازی ہے۔ یہ وہ بارگاہ ہے جہاں جتنی زیادہ تواضع، انکساری اور جبہ سائی کی جائے اتنا ہی زیادہ بلندی اور برتری ملتی ہے۔

دعا کیوں؟

جب انسان کو اپنے فقر اور دوسرے کی غنا کا احساس ہوتا ہے اس وقت فقیر امیر کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے لیکن اسے اگر یہ احساس ہو جائے کہ اس دنیا میں صرف اکیلا وہی ایک فقیر نہیں ہے بلکہ ہر ایک فقیر ہے عالم وجود میں اگر بے نیاز ہے۔ تو وہ بس اور صرف خدا کی ذات ہے۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کی طرف کس قدر بلیغ الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۔ (فاطر ۱۵)

اے لوگو! تم سب کے سب اللہ کے محتاج اور فقیر ہو اور اللہ ہی غنی و بے نیاز و صاحب حمد و ستائش ہے۔

دنیا کا امیر ترین خود بھی ایک فقیر کی ساری ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتا ہے۔ وہ مریض کو زیادہ سے زیادہ اسپتال تک پہنچا سکتا ہے اس کی دوا و علاج کا انتظام کر سکتا ہے مگر اس کو شفا نہیں دے سکتا۔ ایک غریب و بے نوا کو گھر دے سکتا ہے۔ مگر سکون دل نہیں۔

مگر خداوند عالم وہ غنی مطلق ہے جو جب چاہے۔ جہاں چاہے جس طرح چاہے۔ اسباب کے ساتھ یا اس کے بغیر چشم زدن سے کم کی مدت میں انسان کی تمام پریشانیاں دور کر سکتا ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی ایک کا محتاج نہیں ہے۔ وہ درد و غم

پریشانیاں دور کرنے کے لئے کسی بھی وسیلہ اور سبب کا پابند نہیں ہے۔

ہر وقت اور ہر جگہ

دنیا کا بڑے سے بڑا امیر و غنی کیوں نہ ہو۔ مگر حاجت لے کر اس کے یہاں جانا ہوتا ہے درخواست دینا ہوتی ہے۔ گھر بیٹھے بیٹھے ضرورتیں پوری نہیں ہوتی ہیں مگر یہ رحمٰن و رحیم خدا کی بارگاہ ہے۔ جہاں کہیں جانے اور درخواست لکھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ انسان جہاں بھی ہو خدا کو پکار سکتا ہے بلکہ اس کی بارگاہ میں عرضِ مدعا کے لئے زبان پر لانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ وہ شکستہ دلوں کی آواز کو سنتا ہے۔ وہ دل کی گہرائیوں میں پوشیدہ جذبات سے واقف ہے۔ خدا کی بارگاہ میں شکستہ دل کی ایک مخلصانہ توبہ اس کے سارے مسائل حل کر دیتی ہے۔ لیکن بدبخت انسان دوسروں کے در پر ذلیل ہونا پسند کرتا ہے مگر خدا کی بارگاہ میں گڑگڑانا اس کو اچھا نہیں لگتا ہے۔

مایوسی نہیں

اُس کے علاوہ دنیا میں ہر جگہ مانگنے پر کوئی انعام نہیں ملتا ہے۔ اگر مراد پوری ہو گئی تو کیا کہنا ورنہ خالی ہاتھ واپس آنا پڑتا ہے غرض حاجت کی ذلت الگ سے برداشت کرنا پڑتی ہے۔ مگر خدا کی بارگاہ میں ایک تو دعا رد نہیں ہوتی اور اگر بندہ کی مصلحت کی بنا پر

خدا اس دعا کی قبولیت میں تاخیر کر دے یا اس سے بہتر اس کو آخرت میں دے۔ پھر بھی وہ دعا کے بعد خدا کی بارگاہ سے خالی ہاتھ واپس نہیں آتا۔ دعا کرنے کا ثواب۔ گناہوں کی مغفرت، نیک کام کی توفیق کی سوغات لے کر آتا ہے۔

خدا نے دعا کو عبادت قرار دیا ہے۔ یعنی جس طرح نماز، روزہ حج، زکوٰۃ — تلاوت کلام پاک عبادت ہے اسی طرح دعا بھی عبادت پروردگار ہے۔ یہ خداوند کریم کا کرم ہے کہ انسان اپنی زبان میں اپنی حاجتوں کے لئے خدا کو پکار رہا ہے۔ خدا اس کو عبادت قرار دے رہا ہے۔ چونکہ خداوند عالم نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ اس بنا پر جو لوگ دعا کر رہے ہیں وہ اپنی خلقت کا مقصد پورا کر رہے ہیں اور وہ لوگ جو خدا کی بارگاہ میں دعا نہیں کر رہے ہیں وہ اپنی زندگی کو برباد کر رہے ہیں۔ نادان انسان تکبر سے پیش آتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں ہاتھوں کو نہیں پھیلاتا۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ کوئی اچھا کام کر رہا ہے۔ وہ تکبر سے نہ صرف اپنی خلقت کے مقصد کو پامال کر رہا ہے بلکہ خود اپنی ذات پر بہت بڑا ظلم کر رہا ہے۔ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا دعا نہ کرنا تکبر ہے اور تکبر جہنم میں ذلت کے ساتھ داخل ہونے کا سبب ہے۔

دعا تنظیم سعادت

خدا کی بارگاہ میں حاضری انسان کے لئے نہایت عظیم سعادت ہے یہ حاضری جسمانی حاضری نہیں بلکہ دل کی حاضری ہے۔ فکر و خیالات کی حاضری، احساس و جذبات کی حاضری ہے انسان کی پوری حقیقت کی حاضری جہاں صرف اور صرف عبدیت کا احساس ہو انانیت کا گذر بھی نہ ہو۔ تسلیم ہی تسلیم ہو۔ تمام عبادتوں میں یہ احساس پایا جاتا ہے۔ مگر جس طرح دعا میں یہ احساس نمایاں ہوتا ہے اور انسان کو اپنی عاجزی، لاچاری اور فقیری کا احساس ہوتا ہے اتنا کسی اور عبادت میں نہیں ہوتا ہے۔ اسی بنا پر دعا کو عبادت کی روح قرار دیا گیا ہے۔ الدعا مخ العبادہ۔ اور اس میں بھی وہ منزل اور وہ لمحہ خدا کو بہت زیادہ پسند ہے۔ جب عاجزی لاچاری، فقیری اور شرمندگی کا احساس اس منزل پر پہنچ جائے۔ انانیت چور چور ہو جائے، غرور پاش پاش ہو جائے اور دل اتنا منفعل ہو کہ آنسو اعتراف عبدیت کی صداقت کے گواہ بن کر آنکھوں سے چھلک پڑیں۔ یہ وہ منزل ہے جہاں بے زبان زبان ہے۔ دل کی ہر دھڑکن ہزار داستان ہے۔ یہاں انسان مجسم سوال ہے۔ صرف زبان سوالی نہیں ہے بلکہ ہر موئے بدن سوالی ہے۔ اور اس خدائے سمیع و بصیر کی بارگاہ میں سوالی ہے۔ جو ہر ذرّہ کی زبان جانتا ہے۔ جب بندہ نبی سے سوال کرتا ہے تو فرماتا ہے۔ "میں قریب ہوں" اذا سالك عبادی عنی فانی

قریب اجیب دعوۃ الداع اذ دعان " اے پیغمبر جب لوگ آپ سے میرے بارے میں دریافت کریں تو آپ فرما دیں کہ میں ان سے قریب ہوں ۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کو جواب دیتا ہوں ۔ خدا ہم سے ہمارے دل کی دھڑکنوں سے زیادہ قریب ہے ۔ واقعاً انسان ذرا غور تو کرے کہاں رب جلیل ۔ وہ صاحب عظمت و کبریائی ۔ وہ سبوحٌ وقدوسٌ وہ ہر عیب و نقص سے پاک و پاکیزہ ہر وہم و خیال سے بزرگ و برتر ۔ کہاں یہ انسان عبد ذلیل حقیر فقیر مسکین نقائص اور عیوب کا مجموعہ ۔ ابتدا و نجاست انتہا مردار ۔ لیکن جب یہی عبد ذلیل خدا کی بارگاہ میں دعا مانگتا ہے تو خدا خود فرماتا ہے ۔ "میں قریب ہوں" اس سے بڑھ کر عنایت کیا ہوگی ۔ اس سے بڑھ کر دعا کی دعوت کیا ہوگی ۔ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کی طولانی دعائیں اس دعوت کی تعمیل حکم ہیں وہ خدا شناس تھے انھیں مناجاتوں میں لذت ملتی تھی ۔ رات رات بھر مناجاتوں میں بسر کر دیتے تھے ۔ اور چونکہ ہمارے پاس خدا شناسی کی دولت نہیں ہے ۔ لہذا ہم مختصر سی دعا سے اکتا جاتے ہیں ۔

یہ کتاب

علامہ احمد بن فہد حلی اعلی اللہ مقامہ کی کتاب عدۃ الداعی دعا کے باب میں ایک نادر کتاب ہے ۔ اس موضوع پر ہزاروں کتابیں آئی ہیں مگر اس کتاب کی اہمیت اپنی جگہ برقرار ہے ۔

برادر عزیز جناب حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آقای سید حسین مہدی الحسینی کو خدا بہترین جزا عطا فرمائے کہ انھوں نے اس اہم کتاب کا اردو ترجمہ کرکے اردو زبان والوں کے لئے ایک گرانقدر تحفہ فراہم کیا ہے۔ اور اردو کے خزانہ میں ایک اور گرانبہا اضافہ کیا ہے۔

خدا ان کی توفیقات میں اضافہ کرے اور ہر آفت و بلا اور شر حاسدین سے محفوظ رکھے۔ آمین

آخر میں اس بات کی طرف توجہ نہایت لازم و ضروری ہے کہ ہم لوگ عام طور سے ایک دوسرے سے دعا کی فرمائش کرتے ہیں اور وقت دعا ان کے لئے دعائیں بھی کرتے ہیں۔ ان فرمائش دعا کرنے والوں میں ایک وہ امام بھی ہے جس کو خدا نے اپنی مصلحتوں کی بنا پر ہماری نگاہوں سے اوجھل رکھا ہے۔ انھوں نے فرمایا۔ ظہور میں جلدی کے لئے زیادہ سے زیادہ دعا کرو۔ واکثروا الدعا بتعجیل الفرج۔

اس کے علاوہ ہمارے امام وقت کا ہم پر ایک حق یہ بھی ہے کہ ہم اپنی دعاؤں میں ان کو مقدم رکھیں یعنی سب سے پہلے اپنے مولا کے لئے دعا کریں پھر کوئی اور دعا۔

والسلام

سید احمد علی عابدی

۱۰ رجب ۱۴۲۵ھ

دعا

لغوی اعتبار سے دعا کے معنی پکارنے کے ہیں لیکن اصطلاح میں دعا کے معنی کسی پست وحقیر کا اپنے سے بلند وبرتر سے عاجزی وخاکساری ولجاجت سے کسی چیز کا مطالبہ کرنا ہے۔

چونکہ اس کتاب کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں جذبۂ دعا بیدار ہو اور دعا کرتے وقت خدا سے حسن ظن بھی باقی رہے لہٰذا اس جگہ چند حدیث حسن ظن سے متعلق تحریر کر رہا ہوں۔

۱۔ جناب صدوق علیہ الرحمہ نے معصومین علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کسی کو کسی عمل سے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے کرنے کا یہ ثواب ہے اور اس ثواب کی لالچ میں وہ اس عمل کو بجالایا ہو تو خدا اس کو وہ ثواب مرحمت فرمائے گا اگرچہ اس عمل کا وہ ثواب نہ رہا ہو۔

اسی مضمون کی ایک حدیث صفوان نے امام جعفر صادقؑ سے بھی نقل فرمائی ہے جس میں حضرت نے فرمایا۔

۲۔ ۱ اگر کسی نے کسی عمل کو اس خیال سے انجام دیا کہ اس کے کرنے کا یہ ثواب ہے تو خدا اس کو وہ ثواب عطا فرمائے گا

آنحضرت کا اس طرح کا کوئی ارشاد نہ رہا ہو۔

۳۔ مرحوم کلینی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ

اگر کسی کو یہ خبر ہے کہ فلاں عمل انجام دینے کا یہ ثواب ہے اور اس نے اس ثواب کی امید میں اس عمل کو انجام دیا تو اس کو وہ ثواب خدا عطا فرمائے گا اگرچہ حقیقت میں اس عمل کا وہ ثواب نہ رہا ہو۔

۴۔ اہلسنّت نے بھی اس مضمون کی روایت جابر بن عبد اللہ انصاری کے حوالے سے نقل کی ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا اگر کسی نے کسی کو یہ خبر دی کہ فلاں اچھا کام کرنے کا یہ ثواب خدا بندوں کو عطا کرتا ہے اور اس شخص نے اس ثواب کی امید میں وہ کام کیا تو ذات اقدس الٰہی اس کو وہ ثواب عنایت فرمائے گی اگرچہ درحقیقت اس کے لئے یہ ثواب معین نہیں کیا گیا تھا۔

بہرحال شیعہ اور سنی دونوں اس پر متفق ہیں کہ اگر اسلام کے نقطہ نظر سے کوئی عمل رجحان و فضیلت رکھتا ہے اور عمل کرنے والے نے جو مقدار ثواب سنی تھی اس کی آرزو میں اس عمل کو انجام دیا اور ذات اقدس الٰہی کے نزدیک اس عمل کا ثواب کم تھا تو اپنے فضل و کرم سے اس کو وہی ثواب عنایت فرمائے گا جس کو سن کر اس نے اس عمل کو انجام دیا تھا۔

دعا کی ضرورت

اس سے تو کسی عقلمند کو انکار نہیں کہ جب تک دم میں دم ہے وہ خطروں سے دوچار ہوتا رہے گا اور اسے خود ہی ان خطروں سے بچاؤ کی تدبیریں بھی سوچنی پڑیں گی، دنیا میں کوئی ایسا نہیں جو یہاں کے زود و زیان اور حوادث و خطرات سے محفوظ ہو۔

خطرے۔ کبھی مرض کی شکل میں رونما ہوتے ہیں۔

کبھی دوسروں کی زیادتیوں کی وجہ سے سامنے آتے ہیں۔

کبھی روزی روٹی کی فراہمی میں درپیش ہوتے ہیں کبھی پڑوسیوں کی شرارت و آزار کی وجہ سے سر اٹھاتے ہیں۔

اور اگر اتفاق سے بروقت کسی کے سامنے یہ مشکلیں نہ بھی ہوں تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آئندہ اس طرح کی مشکلات سے روبرو نہیں ہو سکتا ہے۔

مشکلات دنیا سے دوچار تو ہونا ہی ہے کیونکہ دنیا نام ہی ہے "مرکز حوادث" کا یہ ایک نواخت نہیں رہتی، کوئی حوادث دہر سے بچا نہیں ہے بس فرق اتنا ہے کہ کوئی اس کی زد میں ہے اور کوئی اس کی زد میں آئے گا بقول شخصے آج ہماری کل تمہاری دیکھو لوگوں باری باری۔

بہر حال عقل کا فیصلہ ہے کہ دونوں صورتوں میں انسان کو اپنے بچاؤ کی فکر کرنا چاہیئے۔

تدبیر کے ساتھ ساتھ بچاؤ کا ایک ذریعہ "دعا" بھی ہے، دعا کے سہارے بھی مشکلات کو برطرف کیا جاسکتا ہے لہذا عقل کہتی ہے کہ مشکلوں کو حل کرنے کے لئے دعا کو وسیلہ بنایا جائے۔

اسی راز کی طرف حضرت امیر المومنینؑ نے اشارہ فرمایا ہے۔

۵۔ کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ اگر وہ فوری کسی بلائے دنیا میں مبتلا نہیں ہے تو آئندہ بھی حوادث روزگار سے دوچار نہیں ہو سکتا ہے۔

لہٰذا دعا صرف مصیبت زدہ لوگوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کا بھی فریضہ ہے جو زمانہ کے تھپیڑوں سے بچے ہوئے ہیں۔

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ دعا سے کوئی بری نہیں ہے صرف فرق اتنا ہے کہ جو مبتلائے بلا ہو چکا ہے وہ اس کو برطرف کرنے کے لئے دعا کرتا ہے اور جو بلاؤں سے بچا ہوا ہے خود کو محفوظ رکھنے کے لئے آرزومند ہے۔

دعا کے ذریعہ نعمت الٰہی حاصل بھی کی جاتی ہے اور نعمتوں کو فنا و زوال سے بچایا بھی جاتا ہے، اسی لئے تو حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے دعا کو سلاح و سپر

دونوں سے تعبیر کیا ہے۔
اسلحہ سے انسان حملہ کرتا ہے اور سپر سے حملہ کو برطرف کرتا ہے۔

۶۔ مومن کا اسلحہ

آنحضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا ـــ چاہتے ہو کہ تمھیں ایک ایسے اسلحہ سے آشنا کراؤں جو تمھیں دشمن سے بچا سکے تو سب نے یک زبان ہو کر کہا ـــــ اللہ کے رسولؐ ضرور فرمائیں۔
آنحضرتؐ نے فرمایا۔ شب و روز خداوند عالی سے دعا کرتے رہو چونکہ دعا مومن کا اسلحہ ہے۔

۷۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے۔
دعا مومن کی سپر ہے اگر دروازہ بار بار کھٹکھٹایا جاتا ہے تو آخر کار صاحب خانہ کھول ہی دیتا ہے۔ لہذا اگر کثرت سے کوئی خدا سے سوال کرے تو خدا اس کی حاجت کو روا فرما دیتا ہے۔

۸۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا۔
دعا۔ نوک نیزہ سے زیادہ تیز اثر کرتی ہے

۹۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا۔
قضا و قدر میں جو طے ہو چکا ہے اور جو طے نہیں ہوا ہے دعا دونوں کو بدل دیتی ہے۔

راوی نے حضرت سے پوچھا جو طے نہیں ہوا ہے اس کو کیوں کر بدلتی ہے تو حضرت نے فرمایا کہ آئندہ اس کے لئے مقدر نہیں کیا جائے گا۔

یعنی دعائیں قضا و قدر کے فیصلوں کو بدل دیتی ہے جو بندے کے حق میں مفید ہوتا ہے اس سے بہرہ مند کرا دیتی ہے اور جو مضر ہونا ہے اسی سے بچا لیتی ہے۔

حسینی

۱۰۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے۔ دعائیں کرو۔ چونکہ خدا کو پکارنا اور اس سے مانگنا بلاؤں کو برطرف کرتا ہے۔ جو چیزیں قضا و قدر میں حتمی ہو چکی ہیں دعائیں اس کو بھی ٹال دیتی ہیں۔

۱۱۔ زرارہ کہتے ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا۔

آیا چاہتے ہو کہ تم کو وہ چیز بتاؤں جس سے رسول خداؐ بھی مستثنیٰ نہیں تھے میں نے عرض کیا ضرور ـــــ تو حضرت نے فرمایا وہ دعا ہے جو قضا و قدر کے حتمی و آخری فیصلے کو بدل دیتی ہے۔

۱۲۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ دعا و بلا قیامت تک برسرپیکار رہیں لیکن دعا بلائے حتمی و یقینی کو ٹال دیتی ہے۔

۱۳۔ حضرت کا یہ بھی ارشاد ہے۔

دعا آئی ہوئی مصیبتوں اور آنے والی بلاؤں دونوں برطرف کرتی ہے۔

مذکورہ احادیث اور اس سے ملتی جلتی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ دعاؤں کے ذریعہ بلائیں اور مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ اختصار کے مدنظر میں نے ساری حدیثوں کا ذکر نہیں کیا ہے۔

جو لوگ حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کی حقانیت وصداقت کا جام پیئے ہوئے ہیں انھیں قطعاً کوئی شک و شبہ نہیں کہ ـــــ دعا ـــــ بلاؤں کو زیر و زبر کر دیتی ہے۔

مجھے پکارو

آیات قرآن حکیم بھی صاف و صریح دعاؤں کا حکم دے رہی ہیں۔

ارشاد اقدس الٰہی ہے۔

تمھارے پروردگار کا ارشاد ہے تم مجھ سے دعائیں مانگو میں تمھاری دعا کو قبول کروں گا جو لوگ ہماری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر واصل جہنم ہوں گے[1]

ب۔ اے رسول آپ فرما دیں اگر تمھاری دعائیں نہ ہوتیں تو تمھارے پروردگار کو تمھاری کوئی پرواہ نہیں تھی[2]

ج۔ عذاب سے ڈرتے اور رحمت کی آس لگائے ہوئے اس کو پکارو[3]

د۔ جب میرے بندے مجھ سے متعلق آپ سے سوال کریں تو آپ فرما دیں کہ میں ان سے قریب ہوں اور جو مجھے پکارتا ہے اس کا جواب دیتا ہوں، میرے بندوں کو

---

[1] مومن آیت ۶۰ [2] فرقان آیت ۷۷ [3] اعراف آیت ۵۶

کو چاہئے کہ مجھے پکارتے رہیں اور میرا ہی دم بھریں تاکہ ہدایت پا جائیں۔

یہ آیت اپنے اندر چند نکتے رکھتی ہے۔

۱۔ خدا بندوں کو سوال کا حکم دے رہا ہے

۲۔ حضرت حق نے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ آپ فرمادیں میں ان سے قریب ہوں بلکہ ندائے انسانی کا جواب بہ نفس نفیس خود عطا فرماتا ہے۔

۳۔ فَاِنِّیْ ۔ میں حرف "ف" اشارہ ہے کہ سوال و جواب میں فاصلہ نہیں ہے۔

اسی لئے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ دعا سے کبھی خستہ نہ ہونا چونکہ دعا کی ایک اہمیت ہے۔

۱۴۔ جس وقت بُرَید نے حضرتؑ سے سوال کیا زیادہ دعا کرنا بہتر ہے یا قرآن کی تلاوت کرنا تو حضرتؑ نے فرمایا۔ کثرت سے دعا کرنا افضل ہے کیونکہ خداوند کریم کا ارشاد ہے اگر تمھاری دعائیں نہ ہوتیں تو تمھارے رب کو تمھاری کوئی پرواہ نہیں تھی۔

۴۔ آیۂ مذکورہ میں خداوند کریم فرماتا ہے کہ میں تم سے قریب ہوں یہ جملہ اس بات کی نشاندہی ہے کہ خدا امکان نہیں رکھتا مغرب و مشرق میں جس نے بھی اسے پکارا وہ اس کی فریاد کو پہنچتا ہے۔

۵ - آیۂ مبارکہ میں حضرت احدیت نے اپنے بندوں کو دعا کا حکم دیا ہے۔

۱۵ - حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے "ولیومنوابی" کی تفسیر کے ذیل میں فرمایا کہ خدا اپنے بندوں سے کہتا ہے کہ میں تمھارے مطالبات کے پورا کرنے پر قادر ہوں۔ خدا کے اس اعلان نے اپنے بندوں میں یہ آرزو پیدا کردی کہ اس سے سوال کیا جائے۔ چونکہ جب سائل کو معلوم ہوجاتا ہے کہ میں جس سے مانگ رہا ہوں عطا پر قدرت رکھتا ہے تو سوال کا جذبہ تیز تر ہوجاتا ہے اور اگر اس کے برخلاف مدمقابل میں اگر عطا کی سکت نہ ہو تو گفتگو کو آگے نہیں بڑھاتا۔

۶ - آیۂ کریمہ میں لفظ "یرشدون" آیا ہے اور یہ خود خدا کی طرف سے بندوں کو بشارت ہے کہ تمھاری دعا مستجاب ہوئی چونکہ "رشاد" کے معنی عربی میں اس راہ کے ہیں جو منزل و مقصود تک پہنچتی ہے۔

۱۶ - عطائے الٰہی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر کسی نے ایسی چیز کی تمنا کی جو مرضی خدا کے مطابق بھی ہو تو جب تک اس کو پا نہیں لے گا موت نہیں آئے گی۔

اس مضمون کی حدیث حضرت ختمیؐ مرتبت سے بھی وارد ہوئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

۱۷۔ جب دعا کرو تو سمجھ لو کہ پورا ہوا چاہتی ہے۔

ایسے مانگو

یقیناً آپ کے ذہن میں یہ خیال گردش کر رہا ہوگا کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو دعا کرتے ہیں لیکن ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ لیکن ان کی دعاؤں کا قبول نہ ہونا گذشتہ آیت میں خدا نے جو وعدۂ اجابت فرمایا اس سے منافات نہیں رکھتا۔ کیونکہ جب تک شرائط دعا کی مکمل رعایت نہیں کی جائے گی اس وقت تک دعا قبول نہیں ہوگی۔

عثمان بن سعید کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ قرآن کریم میں دو ایسی آیت ہیں جس کو سمجھ نہیں سکا ہوں۔

حضرت نے فرمایا وہ کون سی آیت ہیں؟

سائل نے کہا۔ پہلی آیت یہ ہے۔ مجھ سے مانگو میں جواب دیتا ہوں[1]۔

میں آیت کی روشنی میں دعائیں کرتا ہوں لیکن دعا قبول نہیں ہوتی۔

---

[1] مومن آیت ۶۰

۱۸ - حضرت نے فرمایا تو کیا خدا نے اپنا وعدہ وفا نہیں کیا؟

سائل ـــــ قطعاً نہیں۔

امامؑ ـــــ دعا پھر کیوں قبول نہیں ہوئی؟

سائل ـــــ نہیں معلوم۔

امامؑ ـــــ میں بتاتا ہوں۔ جس کسی نے خدا کی اطاعت کی اور دعا کے شرائط کی رعایت کرتے ہوئے خدا سے مانگا تو اس کی دعا یقیناً قبول ہوگی۔

سائل ـــــ شرائط دعا کیا ہیں؟

امامؑ ـــــ سب سے پہلے خدا کی حمد کرو۔ پھر اس کی ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرو جو تمہارے پاس ہیں، اس کے بعد محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر صلوٰۃ بھیجو، پھر اپنے گذرے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے استغفار کرو

یہ ہیں شرائط دعا۔

پھر امامؑ نے سائل سے پوچھا وہ دوسری آیت کون ہے جس کے معنی تم نہیں سمجھ سکے تو سائل نے کہا یہ ہے۔

جو کچھ بھی تم لوگ اس کی راہ میں خرچ کروگے وہ اس کا عوض تم کو دے گا اور

وہ تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔[1]

امامؑ ـــــ تو کیا خدا نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا؟

سائل ـــــ خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

امامؑ ـــــ پھر کیوں نہیں عوض دیتا؟

سائل ـــــ نہیں معلوم

امامؑ ـــــ سنو وجہ یہ ہے۔ جس کسی نے راہ حلال سے مال کمایا اور مناسب جگہ پر خرچ کیا خدا اس کا اجر حتماً عطا فرمائے گا خواہ ایک درہم ہی کیوں نہ ہو۔

قبولیت دعا کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ جس چیز کا سوال خدا سے کر رہا ہے وہ اس کے لئے مفید ہو اور دوسرے کے لئے باعث اذیت و ضرر نہ ہو چونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی چیز خدا کی حکمت و مصلحت کے مطابق ہو اور بندہ اس چیز کا خدا سے سوال کرے اور حضرت احدیت اس کو وہ چیز نہ دے۔

لہذا دعا مانگنے والوں کو چاہیئے کہ ان شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے خداوند عالم سے سوال کریں، اور اگر اس انداز سے سوال نہیں کیا تو کم از کم دل میں یہی خیال رکھتے ہوئے دعا مانگیں کہ بارالہا جو تیرے

---

[1] سبا آیت ۳۹

نزدیک خیر و مصلحت ہے وہ عنایت فرما۔
اگر اس انداز سے دعا مانگی جائے تو حتمی قبول ہوگی اور اگر اس کے نزدیک بھلائی اسی میں ہوگی کہ دعا دیر سے مستجاب ہو تاخیر سے مستجاب ہوگی، کیونکہ خود اس کا ارشاد ہے۔

اور جس طرح لوگ اپنی بھلائی کے لئے جلدی کر بیٹھتے ہیں اسی طرح اگر خدا ان کی سزا میں جلدی کر بیٹھتا تو ان کی موت ان تک کب کی آچکی ہوتی[1]

۱۹۔ حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کا اس سلسلہ میں ارشاد ہے اے معبود مادی و سائل یا دعائیں تیری حکمت میں ردو بدل پیدا نہیں کرتیں۔
چونکہ غیب کا علم انسان کو نہیں ہے لہذا ممکن ہے اپنی ناقص عقل کی وجہ سے خدا سے کسی ایسی چیز کا شدت سے مطالبہ کر رہا ہو جو اس کے لئے مناسب نہ ہو۔ خدا ان جیسی دعاؤں کو قبول نہیں کرتا چونکہ یہ دعا مانگنے والے کے لئے تباہی و بربادی کا سبب ہوگی۔
یہ واضح سی بات ہے اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں بسا اوقات انسان خدا سے جس چیز کا مطالبہ کرتا ہے جب اس کی خرابیاں اس پر واضح ہو جاتی ہیں تو پھر خدا سے

---

[1] یونس آیت ۱۱

اس کے برطرف کرنے کی دعا کرتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ چیزوں سے گریز کرتا ہے لیکن گذشت زمان کے بعد جب اس کی خوبیاں واضح ہو جاتی ہیں تو وہ اس کو تلاش کرتا ہے۔

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا۔

۲۰۔ بسا اوقات انسان کچھ چیزوں کی طمع کرتا ہے اور جب وہ مل جاتی ہیں تو کہتا ہے اے کاش یہ نہ ملی ہوتیں۔

اس مضمون کی روح و جان قرآن حکیم کے اس ارشاد میں پوشیدہ ہے جس کے بعد پھر وضاحت کے لئے کسی کلام کی ضرورت نہیں ہے۔

عجب نہیں تم کچھ چیزوں کو ناپسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور کچھ کو تم پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بدتر ہو خدا تو ان باتوں کو جانتا ہے لیکن تم نہیں جانتے[1]

معراج کی رات

ثقۃ الاسلام مرحوم کلینی لکھتے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں جس وقت آنحضرت معراج پر تشریف لے گئے تو حضرت احدیت نے فرمایا اے

---

[1] بقرہ آیت ۲۱۶

میرے رسول! میرے مومن بندوں میں کچھ ایسے ہیں جن کی فلاح و بھلائی کے لئے صرف دولت و ثروت ضروری ہے اگر میں انھیں دولت و ثروت نہ دوں تو ہلاک ہو جائیں گے، اسی طرح کچھ ایسے مومن بندے ہیں کہ ان کی سلامتی و عافیت غربت میں ہے اگر ان کی غربت کو برطرف کر دوں تو ان کی موت ایمان پر نہ ہوگی۔

رحمت الٰہی نے دعا کو جائز قرار دیا ہے اس کی رحمت وہ اس کے غضب پر حاوی ہے لہٰذا اس قاعدہ کی رُو سے خدا کا مقصد دعا سے یہ ہے کہ اس کے بندوں تک اس کا خیر پہنچتا رہے لہٰذا بندے کی وہ دعائیں قبول کرتا ہے جو اس کے حق میں بہتر ہوتی ہیں۔

دعا کرنے والوں کا مقصد بھی دعا سے یہ نہیں ہے کہ جو مانگ رہا ہے وہ اس کو مل جائے خواہ بدتر ہی کیوں نہ ہو بلکہ وہ خدا کی طرف سے عطا ہو جو اس کے لئے مفید ہو۔

اگر یہ خیالات دعا مانگتے وقت اس کے ذہن میں بھی ہوں تو اس کے تحت الشعور میں یہ جذبہ پوشیدہ رہتا ہے لہٰذا اگر کوئی اس سے یہ سوال کرے کہ تم جو دعا مانگ رہے ہو یہ تمھارے لئے نقصان دہ ہے کیا اس کے بعد بھی تم خدا سے اس کا سوال کرو گے تو وہ نفی میں جواب دے گا۔

حضرت حق دعا مانگنے والے کے الفاظ کو نہیں اس کے مقصد و مدعا کو مدنظر رکھتا ہے جس طرح ٹوٹی پھوٹی بنگالی بابا

جاننے والا جب اہل زبان سے اپنا مدعا پیش کرتا ہے تو اہل زبان اس کے لفظوں کی غلطیوں کو خاطر میں نہیں لاتا بلکہ کہنے والے کے مقصد کو مدنظر رکھتا ہے۔

توضیح

۲۱۔ روایات میں آیا ہے کہ اگر دعا غلط تلفظ سے پڑھی جائے تو قبول نہیں ہوتی اس کی وضاحت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے کلام نورانی سے ہوتی ہے۔

حضرت فرماتے ہیں۔

اگر دو آدمی حسب و نسب میں برابر ہوں لیکن اس میں ایک کا عربی ادب بہتر ہو تو یہ خدا کے نزدیک اپنے بھائی سے بافضیلت ہے۔

راوی نے سوال کیا مولا آپ پر قربان۔ دنیا والوں کی نظر میں تو ایسے افراد کی برتری کا راز معلوم ہے لیکن خدا کے نزدیک یہ شخص کیوں بافضیلت ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا۔ چونکہ ادب شناس قرآن کو اسی طرح پڑھتا ہے جس طرح نازل ہوا ہے اور دعا مانگتے وقت غلطیوں سے بچتا ہے چونکہ غلط دعا خدا تک نہیں پہنچتی[1]

---

[1] روایات میں اسے دعائے ملعون سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ان ہی غلطیوں کی روک تھام کی غرض سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

۲۲ - ہم فصیح الکلام لوگ ہیں لہذا جب ہمارے بیان کو نقل کرو تو اعراب کے ساتھ نقل کرو۔

غلط دعائیں مستجاب نہیں ہوتیں اس سے زبر زیر کی غلطی مراد نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو دعائیں صرف عربی دانوں کی قبول ہوتیں درانحالیکہ مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ بسا اوقات عربی دانوں کی دعا دیر سے قبول ہوتی ہے اور سیدھے سادھے مومن کی دعا جلد قبول ہو جاتی ہے۔

اگر غلط دعا بارگاہ خداوندی میں قبول نہیں ہوتی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دعا کا حکم صرف ان لوگوں سے مخصوص ہے جو عربی سے آشنا و واقف ہیں۔ اور یہ بھی امکان ہے کہ اگر یہ حضرات بھی یاد الٰہی میں غرق ہو کر قواعد سے غافل ہو جائیں تو ان کی دعا بھی مستجاب نہ ہو۔

لہذا حدیث امام جعفر صادقؑ اور امام جوادؑ میں جو یہ اشارہ ہے کہ "غلط دعائیں قبول نہیں ہوتیں" اس سے مراد یہ ہے کہ اگر انسان اپنے حق میں بد دعا کر رہا ہے تو اسکا یہ مطالبہ خدا کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں ہے قرآن کریم کی یہ آیت بھی اس کی طرح اشارہ فرما رہی ہے۔

جس طرح لوگ اپنی بھلائی کے لئے جلد بازی کرتے ہیں اسی طرح اگر خدا بھی ان کی شرارتوں کی

پاداش میں جلدی کرتا تو کبھی موت آچکی ہوتی لیکن حضرت احدیت تاخیر فرماتا ہے تاکہ اپنی غلطیوں سے باز آکر توبہ کرلیں[1]

بعض حضرات نے کلام معصوم کی یہ تفسیر کی ہے کہ باپ اگر بیٹے کے حق میں بددعا کرے تو خدا کے یہاں یہ بددعا بھی قبول نہیں ہوتی - چونکہ مرسل اعظمؐ نے حضرت احدیت سے یہ تقاضا کیا تھا کہ دوست کے حق میں دوست کی بددعا ونفرین کو مستجاب نہ فرمائے۔

بعض لوگوں نے - غلط دعائیں مستجاب نہیں ہوتیں کی یہ توجیہ کی ہے کہ جو دعائیں شرائط دعا کی پابندی کے بغیر کی جائیں قبول نہیں ہوتیں۔

لیکن یہ ساری توجیہیں حقیقت کی ترجمانی نہیں کرتی ہیں - چونکہ امام صادقؑ کے ارشاد میں صاف وصریح وضاحت اس نکتہ کی طرف ہے کہ ـــــ ہم لوگوں کے کلام فصیح ہوتے ہیں لہذا ہمارے کلام با اعراب بیان کئے جائیں لہذا ان دونوں روایت کے دو علیحدہ علیحدہ معنی ہیں، پہلی حدیث جس میں یہ ارشاد ہے کہ "غلط دعائیں قبول نہیں ہوتیں" اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت احدیت دعا مانگنے والوں کے الفاظ کے مطابق جزاء نہیں دیتا بلکہ اس کے مقصود و مدعا کے مطابق دعا مستجاب فرماتا ہے۔

---

[1] یونس آیت ۱۱

مثلاً عربی میں "صل" کے معنی صلواۃ بھیجنے کے ہیں اور سل کے معنی کسی پر تلوار علم کرنے کے ہیں۔ لہذا "اللھم صل علی محمدؐ وآل محمدؐ" کہتے وقت اگر کسی کا تلفظ صل کے بجائے "سل" ہو جائے تو خدا الفاظ کے مطابق جزا نہیں دے گا بلکہ مقصود و مدعا کے مطابق اجر عنایت فرمائے گا ورنہ تلفظ کے اعتبار سے تو "سل" کہنے والا کافر ہے۔

اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ اگر دو مختلف زبانوں کے جاننے والوں کے درمیان باہمی جھگڑا ہو جائے اور ایک نے دوسرے کو اپنی زبان میں سخت سست کہا وہ مخاطب کی زبان میں زانی کے معنی میں استعمال نہ ہوتا ہو یہاں کسی فقہ میں سخت سست کہنے والے پر حد جاری نہیں ہوگی کیونکہ اس نے جس لفظ کو استعمال کیا وہ اس کی بول چال میں زانی کے معنی میں نہیں تھا۔

بہرحال عربی قواعد کے جاننے والوں کی ہی دعا قبول ہوتی ہے اور ثواب ملتا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ عربی سے آشنائی کو فضیلت سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

لہذا امام جواد علیہ السلام کی حدیث کا وہ مقصد نہیں جو عام طور سے سمجھا جا رہا ہے۔

دعا ہو یا گفتگو اگر تاویل و توجیہ سے خالی ہو تو وہ زیادہ بہتر ہے لہذا دعا میں بھی صحیح تلفظ کی رعایت فضیلت رکھتی ہے بالخصوص اگر دعا معصوم علیہ السلام

کی تعلیم کردہ ہو تو اس میں عربی قواعد و تلفظ کی رعایت ضروری ہے تاکہ آل محمدؐ کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکے۔

اگر صحیح تلفظ کے ساتھ گفتگو کی جائے تو سننے والے کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے علامہ ابن حسن نونہروی طاب ثراہ کے لئے ہے کہ جس وقت محو کلام ہوتے تو سننے والے وجد میں آجاتے۔ حسینی

اور اگر بول چال میں قواعد اور تلفظ کا لحاظ پاس نہ رکھا جائے تو طبیعت متنفر ہو جاتی ہے اس سلسلے میں بڑی داستانیں نقل ہوئیں ہیں۔

میرے مدعا پر روایات شہادت دیتی ہیں کہ دعاؤں کے لئے عربی دان ہونا ضروری نہیں ہے۔ مرحوم کلینی نے اپنی کتاب کافی میں آنحضرتؐ کی حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی نقل کی ہے جس میں مرسل اعظمؐ نے فرمایا تھا۔

۲۳- اگر میری امت کا غیر عرب قرآن حکیم کی اپنے لب و لہجہ میں تلاوت کرتا ہے تو ملائکہ اس کو صحیح عربی میں لے جاتے ہیں۔

یہی نہیں حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کی دعاؤں میں "اسمہا قسمہا حاجتہا" جیسی لفظیں استعمال ہوئی ہیں جس کو انسان نہ جانتے ہوئے بھی زبان پہ جاری کرتا ہے اور کسی نے ان الفاظ کے پڑھنے سے روکا بھی نہیں

ہے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک عام آدمی دعا کے کسی کلمہ کو عربی داں سے بہتر سمجھتا ہو ـــــ لہٰذا دعاؤں میں عربی داں اور غیر عربی داں کی قید صحیح نہیں ہے حضرت حق دعا کرنے والے کی نیت کے مطابق اس کو جزا دیتا ہے چونکہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے۔

۲۴۔ عمل پابند نیت ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

۲۵۔ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

جس وقت لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سے شکایت کی کہ بلال کی اذان کا تلفظ صحیح نہیں ہے وہ "اشہد" کی جگہ "اسہد" کہتے ہیں تو حضرت نے فرمایا۔

۲۶۔ بلال کی سین خدا کے نزدیک شین ہے۔

ایک شخص نے حضرت امیرالمومنینؑ سے کہا کہ ایک آدمی بلال سے باتیں کر رہا تھا لیکن بلال چونکہ عرب زبان نہیں ہیں لہٰذا مخاطب ان کے لب ولہجہ پر ہنس رہا تھا۔

حضرت نے فرمایا۔

اچھے تلفظ کی ضرورت اعمال میں پڑا کرتی ہے، لہٰذا جس طرح بدکردار کی شستہ بیانی اس کے لئے مفید نہیں ہوسکتی ہے اسی طرح بلال جیسے مومن کامل کی کج مج زبانی ان کے لئے خفت کا سبب نہیں بن سکتی۔

۲۷۔ حضرت کے اس ارشاد نے یہ واضح کر دیا کہ بدکرداری قابل مذمت ہے حُسن ادا اور تلفظ کا غلط ہونا دعا پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

اب رہی بات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس ارشاد کی جس میں حضرتؑ نے فرمایا تھا کہ۔ "ہم اہلبیتؑ فصیح الکلام ہیں لہذا ہمارے بیان کو با اعراب نقل کرو۔ اس سے مراد وہ حدیثیں ہیں جو احکام سے متعلق ہیں چونکہ زیر و زبر کی ردّ و بدل سے معنی بدل جاتے ہیں۔

۲۸۔ اس کی تائید آنحضرتؐ کے ارشاد سے ہوئی ہے۔

خدا ان لوگوں پر اپنا رحم فرمائے جو ہمارے بیان کو سُن کر یاد کرتے ہیں اور جس طرح سنتے ہیں مِن و عَن دوسروں تک پہنچاتے ہیں چونکہ ممکن ہے

بعض افراد پڑھے لکھے تو ہوں لیکن فقیہ نہ ہوں۔

اعراب کے رد و بدل سے جو معنی میں تبدیلی ہوتی ہے اس کی ایک مثال حضرت کے کلام میں پائی جاتی ہے۔

کسی نے آپ سے سوال کیا کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب ہم لوگ اونٹ، گائے اور گوسفند ذبح کرتے ہیں تو اس کے شکم میں بچہ ہوتا جس کی پہلے سے ہم لوگوں کو خبر نہیں ہوتی آیا ایسے بچوں کو بھی کھایا جا سکتا ہے۔

حضرت کا جواب تھا۔

۲۹۔ کلوہ ان شئتم فان ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ

بعض نے ذکاۃ کو پیش سے پڑھا ہے جس سے حدیث کا ترجمہ یہ ہوگا کہ ماں کا تذکیہ بچے کا تذکیہ ہے۔ ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔

لیکن کچھ لوگوں نے ذکاۃ کو زبر سے پڑھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ۔ جس طرح ماں کا تذکیہ ہوگا اسی طرح بچے کا تذکیہ ہوگا۔ اس صورت میں بچے کو ذبح کرنا ہوگا

جواب شبہ

کچھ کہتے ہیں خداوند کریم جو کرتا ہے مصلحت کے مطابق ہوتا ہے لہذا دعا اس کی حکمت کو بدل نہیں سکتی ہے۔

لہذا اس تمہید کے بعد بندہ خدا سے جس چیز کا مطالبہ کرتا ہے دو حال سے خالی نہیں ہے۔

۱۔ یا خدا کی مصلحت نہیں ہے کہ بندہ جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہے انجام پائے۔ اگر مصلحت نہیں ہے تو پھر مانگنے کا فائدہ کیا ہے۔

۲۔ یا خدا کی مصلحت ہے کہ انجام پائے اور اگر خدا کی یہ مصلحت ہے تو پھر سوال کرنے کی کیا ضرورت خود بخود انجام پائے گا۔

پہلا فائدہ

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ دعا کے بے شمار اثرات

ہیں اس میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ جو چیز خدا کی مصلحت میں طے ہوئی ہے کہ انجام پائے اس کو دعا پر معلق رکھا ہے اگر بندہ دعا کرے گا تو خدا انجام دے گا ورنہ نہیں۔ اس نکتہ کی طرف امام جعفر صادق علیہ السلام نے میسر بن عبدالعزیز کی گفتگو میں اشارہ فرمایا ہے۔

۳۰۔ اے میسر دعا کرتے رہو یہ نہ کہو کہ جب حکم الٰہی صادر ہو چکا ہے تو دعا کا کیا فائدہ ہے سنو خدا کے یہاں کچھ درجے ہیں جس تک انسان پہنچ ہی نہیں سکتا جب تک دعا نہ کرے۔ اگر انسان بالکل منہ بند کرلے اور خدا سے سوال ہی نہ کرے تو اس کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اے میسر! خدا سے مانگتے رہو کیونکہ اگر بار بار کوئی دروازہ کھٹکھٹایا جائے گا تو آخر کار صاحب خانہ کھول ہی دے گا۔

۳۱ عمرو بن جمیع نے حضرت کا یہ قول نقل کیا۔
جو خدا کے خصوصی فضل و کرم کا خواہاں نہ ہو تو فقیر رہ جائے گا۔

۳۲۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔
یہ گمان نہ کرنا کہ در دعا باز ہے اور در استجابت بستہ ہے۔

۳۳۔ آپ ہی کا یہ ارشاد بھی ہے۔
اللہ نے جس کو توفیق دعا عنایت فرمائی ہے اس کی

دعا کو قبول بھی فرمائے گا

دوسرا فائدہ

دعا بذات خود عبادت ہے، حضرت احدیت کی یہ مرضی ہے کہ اس کے بندے دعا کے ذریعہ اپنی عاجزی و ناتوانی کا اس سے تذکرہ کرتے رہیں۔ اس کا ارشاد ہے۔

میں نے جن و انس کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

لغت میں دعا کے معنی ذلت کے ہیں۔ اور اصطلاح میں خدا کے سامنے عاجزی و خاکساری کے بہترین انداز کا نام دعا ہے۔ آنحضرتؐ نے بھی دعا کو عبادت کی روح و جان بتایا ہے۔

حضرت باری تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ سلام اللہ علیہ سے جو موعظے بیان فرمائے تھے ان میں سے ایک یہ تھا۔

اے عیسیٰ! اپنے دل کو ہمارے حضور میں ذلیل کرو، اور تنہائیوں میں مجھے زیادہ یاد کیا کرو چونکہ میری خوشی اسی میں ہے کہ امید و بیم کے ساتھ مجھ سے لو لگائے رہو۔

ہماری یاد سے دل کو زندہ رکھو ہماری غفلت سے مردہ ہونے نہ پائے۔

۳۴۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ مومن کی دعا اس کے عمل کے اضافے اور آخرت میں ثواب کا ذریعہ ہے جس طرح

بندوں کو اس کے عمل خیر کی جزا ملے گی اسی طرح دعا کا اجر بھی ملے گا۔

تیسرا فائدہ

اگر مصلحت خداوندی یہ ہے کہ دعا فوراً قبول ہو تو فوراً قبول ہو گی اور اگر مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ دیر سے مستجاب ہو تو دیر سے قبول ہو گی۔

دعا کے ذریعہ ایک طرف باری تعالیٰ حاجت روائی بھی فرماتا ہے تو دوسری طرف اگر دعا فوری قبول ہونے والی نہیں ہوتی تو صبر کا ثواب بھی مرحمت فرماتا ہے۔

اگر بندہ جو سوال خدا سے کر رہا ہے اس کے قبول کرنے میں خود بندے کیلئے نقصان ہوتا ہے تو خدا ثواب دعا بھی مرحمت فرماتا ہے اور اس نقصان کو بھی ممکن ہے برطرف فرما دے۔ میرے اس بیان کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ہوتی ہے

۳۵ اگر بندہ خدا سے قطع رحم، اور گناہ کا مطالبہ نہ کرے تو خدا اس کی دعا کے صلے میں تین ۳ چیزیں عطا فرمائے گا۔

۱۔ یا اس کی دعا کو فوری قبول فرمائے گا

۲۔ یا دیر سے قبول فرمائے گا

۳۔ اس دعا کے عوض اس سے ایک برائی کو برطرف فرمائے گا۔

حضرتؐ کے اس ارشاد کے بعد اصحاب نے کہا یا رسولؐ اللہ اس کے معنی ہیں ہم لوگوں کو زیادہ دعا کرنا چاہیئے تو حضرتؐ نے فرمایا خدا زیادہ قبول فرمائے گا بقول آنسؓ اس جملہ کی حضرتؐ نے تین بار تکرار فرمائی۔

۳۶۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا بسا اوقات خداوند عالم دعا کو دیر سے قبول فرماتا ہے تاکہ عظیم اجر اور وافر عطا مرحمت فرمادے۔

چوتھا فائدہ

چونکہ خدا کو اپنے نیک بندوں کی آوازیں بھلی معلوم ہوتی ہیں لہذا کبھی کبھی یہی کمال بندگی تاخیر قبولیت دعا کا ذریعہ ہوتی ہے۔ جناب جابر بن عبداللہ انصاری نے اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول نقل کیا ہے۔

۳۷۔ جب خدا کا بندۂ محبوب دعا کرتا ہے تو باری تعالیٰ جبرئیل کو حکم دیتا ہے کہ اس بندہ کی دعا کو قبول تو کرلو۔ لیکن فوری پورا نہ کرنا چونکہ مجھے بھلا معلوم ہوتا ہے کہ برابر اس کی دعا کو سنتا رہوں۔

اسی طرح اگر بندۂ نافرمان دعا کرتا ہے تو خداوند عالم جبرئیل سے فرماتا ہے کہ اس بندہ کی دعا فوراً پوری کردو چونکہ مجھے پسند نہیں کہ اس کی آواز بار بار سنوں۔

آنحضرتؐ کے اس ارشاد کی روشنی میں اگر کسی نے خدا سے دعا کی اور وہ فوراً پوری ہوگئی ہے تو خوش یا اگر پوری نہیں ہوتی ہے تو ناخوش نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ممکن ہے فوری اس وجہ سے قبول ہوئی ہو کہ خدا کو اس کی آواز پسند نہ تھی اور روز قیامت اس پر اتمام حجت کرنا ہو کہ تو اگرچہ مجھ سے گریزاں تھا لیکن اس کے باوجود میں نے تیری دعا کو فوری قبول کیا۔ لہٰذا جن کی دعا فوری قبول ہوتی ہے ان کا فریضہ ہے کہ اس نعمت پر پہلے خدا کا شکر ادا کریں اور مزید اس سے حسن عمل کا مطالبہ کرتے ہوئے توفیق شکر اور فضل و کرم کے خواہشمند ہوتے رہیں اور ساتھ ہی ساتھ دعا کریں کہ خدا نعمت کی ناشکری و ناقدری کی وجہ سے انھیں غرق نعمت نہ فرمائے۔

بہرحال اگر خدا نے نعمت کے عنوان سے دعا کو فوراً قبول فرمایا ہے تو سورہ حمد کی ایک بار تلاوت کرنا چاہئے۔ اور اگر غضب و ناراضگی کی وجہ سے قبول فرمایا ہے تو استغفار کرنا چاہئے۔

لہٰذا اگر دعا قبول نہ ہو تو مایوس نہ ہونا چاہئے بلکہ اس کے کرم سے پر اُمید رہنا چاہئے کیونکہ ممکن ہے خدا کو اس کی آواز پسند ہو لہٰذا دعا کے قبول ہونے میں دیر کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں چند وجہوں سے بار بار دعا مانگتے رہنا چاہئے۔

۱۔ بار بار اور با اصرار دعا کرنے والا دعائے معصوم

میں شامل ہو جاتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔
خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو اس سے دعا مانگنے
میں اصرار کرتا ہے۔

ب۔ خود کو محبوب خدا بنائے رکھنا چاہئے چونکہ ان لوگوں کی آواز کو بار بار سننا نہیں چاہتا جن کو دوست نہیں رکھتا۔

ج۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بار بار دعا کی وجہ سے حاجت جلد پوری ہو جائے اس کی طرف روایت میں بھی اشارہ ہوا ہے۔ بہرحال خدا سے ڈرتے رہنا چاہئے اور دعا کے قبول نہ ہونے کی صورت میں اپنے نفس کو یہ کہہ کر مطمئن کرنا چاہئے کہ ہو سکتا ہے گناہوں اور حق الناس جو میرے ذمہ ہیں اس کی وجہ سے ملائکہ میری دعاؤں کو عالم بالا تک نہیں لے جا رہے ہیں، ہماری دعائیں بارگاہ خداوندی میں نہیں پہنچ رہی ہیں۔
شاید قبول نہ ہونے کی وجہ ہماری غفلت اور دل کی سختی ہو، شاید خدا سے چونکہ حسن ظن نہیں رکھتا اس لئے دعا قبول نہیں ہو رہی ہے، شاید میں جس چیز کا خدا سے مطالبہ کر رہا ہوں اس کا اہل نہیں ہوں اسی لئے وہ پیہم منّت و احسان کرنے والا دعا کو مستجاب نہیں فرما رہا ہے۔
اگر اس انداز سے انسان اپنے نفس سے مخاطب ہے

تو سمجھ لینا چاہیئے کہ خدا کا خوف اس کے دل میں جاگزیں ہے۔

★ میں بندۂ ناچیز ہوں گناہوں نے مجھے رب جلیل سے دور کر دیا ہے۔

★ اس کی نافرمانیوں نے دریار محبوب کی حاضری سے محروم بنا دیا ہے۔

★ میرے ناروا حرکات وسکنات نے زمین پر پٹخ دیا ہے۔

★ خواہشات نفسانی نے رحمت الٰہی سے بے بہرہ اور مادیات میں اسیر کر دیا ہے۔

★ گناہوں کی سنگینی کے سبب عارفوں اور خدا پرستوں کے مرتبے تک نہیں پہنچ پا رہا ہوں۔

ہر شخص اس نکتہ کی طرف متوجہ رہے کہ اگر گناہوں کی وجہ سے بہت دنوں تک خدا کی نظر سے گرا رہا، حق والوں کی ڈگر پر نہ چلا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف نہ کیا، جادہ ہدایت تک نہ پہنچ سکا تو پھر شیطان اپنے چنگل میں پھنسا لے گا پھر اس کے حصار سے چھٹکارا ممکن نہیں اور عذاب ابدی و شقاوت دائمی میں گرفتار ہو جائے گا۔

لہٰذا شیطان کے جال میں پھنسنے سے پہلے درِ رحمت پر اس قدر آہ وزاری نالہ و فریاد، خاکساری و شرمساری سے دستک دینا چاہیئے۔

ان الفاظ سے خدا کو مخاطب کرنا چاہیئے۔

بارالہا! میرے رب و مولی اگر میری حاجت میری دنیا و آخرت کے لئے مفید نہیں ہے تو مجھے اپنے فیصلہ پر راضی فرما، جو تو نے میرے لئے مقرر فرمایا ہے اس میں برکت عنایت فرما اور مجھے اس کا حوصلہ دے کہ تاخیر دعا سے بدگمان نہ ہوں، تیری طرف سے پہنچنے والی ہر چیز پر راضی و شاکر رہوں بلکہ تیری عطا کردہ چیزیں دوسری ہر چیز سے میرے نزدیک محبوب تر قرار پائیں۔

بارالہا! اگر کثرت گناہ کی وجہ سے تو میری طرف متوجہ نہیں ہے اور میری دعائیں قبول نہیں ہو رہی ہیں تو حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کو تیری بارگاہ میں وسیلہ قرار دے رہا ہوں۔

★ خدایا! تو مجھ سے بے نیاز ہے لیکن میں تیرا محتاج ہوں۔

★ معبود! میں تیرا غلام ہوں، غلام کو اپنے آقا سے طلب کرنا چاہیئے اگر تو منہ موڑ لے گا تو پھر کہاں جاؤں گا اور کس سے فریاد کروں گا۔

★ بارالہا! اگر تو نے اپنے فضل و کرم کو مجھ سے روک لیا تو تیرا کچھ اضافہ ہونے والا نہیں ہے اور اگر عطا کر دیا تو تیرے لئے دشوار نہیں درآنحالیکہ تجھ سے زیادہ کوئی رحیم نہیں اور تجھ سے زیادہ کوئی کریم نہیں۔

یہاں مناسب ہے کہ سید الساجدین، زین العابدین حضرت علی بن الحسین علیہما السلام کی مناجات کا تذکرہ کرتا چلوں، غور و خوض کرنے والوں پر واضح ہے کہ مناجات کس قدر قلب شکستہ کی ڈھارس کا ذریعہ ہیں۔

۳۹ "اِلٰهِی وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَوْ قَرَنْتَنِی فِی الْاَصْفَادِ وَمَنَعْتَنِی سَیْبَكَ مِنْ بَیْنِ الْاَشْهَادِ وَدَلَلْتَ عَلٰی فَضَائِحِ عُیُوْنِ الْعِبَادِ وَاَمَرْتَ بِیْ اِلَی النَّارِ وَحُلْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْاَبْرَارِ مَا قَطَعْتُ رَجَائِیْ مِنْكَ وَلَا صَرَفْتُ تَأْمِیْلِیْ لِلْعَفْوِ عَنْكَ وَلَا خَرَجَ حُبُّكَ عَنْ قَلْبِیْ اَنَا لَا اَنْسٰی اَیَادِیَكَ عِنْدِیْ وَسَتْرَكَ عَلَیَّ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا وَحُسْنَ صَنِیْعِكَ اِلَیَّ"

معبود! تیری عزت و جلال کی قسم اگر تو نے مجھے زنجیر عذاب میں جکڑ دیا، اپنی رحمت سے محروم رکھا، ہجوم محشر میں لوگوں کے سامنے رسوا کر دیا، جہنم کا حکم میرے لئے صادر فرما دیا، میرے اور نیکوکاروں کے درمیان جدائی ڈال دی تب بھی میں تجھ سے عفو و کرم کی لَو لگائے رہوں گا، تیری یاد میرے دل میں موجزن رہے گی۔

دنیا میں تو نے میرے ساتھ جو سلوک کیا میرے گناہوں کو چھپایا اپنے کرم وانعام سے نوازا ہمیشہ اسے یاد کروں گا۔

اس یا اس جیسی مناجاتوں کے ذریعہ پرامید ہونا چاہئے اور کسی وقت بھی رحمت خدا سے مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ رحمت خدا سے مایوس وہ ہوں گے جو گمراہ ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ رحمت خدا سے اس قدر پرامید بھی نہیں ہونا چاہئے چونکہ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

۴۰۔ عاقل وہ ہے جو اپنی خواہشات نفسانی کو ذلیل و خوار کرتے ہوئے موت کے بعد کے لئے ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، اور احمق و عاجز وہ ہے جو نفس کا مطیع بھی ہوتا ہے اور پھر بھی خدا سے بخشش کی کو لگائے ہوئے ہے۔

۴۱۔ معصوم علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

انسان پرندے کی طرح دو بازو رکھتا ہے ایک آرزوؤں کا ہے اور دوسرا خوف و ہراس کا۔

لقمان حکیم نے اپنے فرزند نامآن سے کہا نور نظر! اگر انسان کا دل چاک کیا جائے تو اس پر نور کے دو خط نظر آئیں گے اگر دونوں کو وزن کیا جائے تو ہرگز ایک دوسرے سے وزن میں زیادہ نہیں ہوگا۔ اس میں ایک خط ——— "امید و آرزو" کا ہے دوسرا "خوف و ہراس" کا۔

حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کا ارشاد ہے کہ وقت موت خدا سے خوف سے زیادہ امید رکھنا چاہئے۔ یہاں پر مناسب سمجھتا ہوں کہ فقر و ناداری کو برطرف کرنے کے لئے جو مناجات وارد ہوئی ہے اس کو نقل کرتا چلوں۔

۱۔ یَا مَنْ یَرٰی مَا فِی الضَّمِیْرِ وَیَسْمَعُ
اَنْتَ الْمُعَدُّ لِکُلِّ مَا یَسْتَوْقِعُ

۲۔ یَا مَنْ یُرَجّٰی لِلشَّدَائِدِ کُلِّهَا
یَا مَنْ اِلَیْهِ الْمُشْتَکٰی وَ الْمُفْزَعُ

۳۔ یَا مَنْ خَزَائِنُ مُلْکِهٖ فِی قَوْلِ کُنْ
اُمْنُنْ فَاِنَّ الْخَیْرَ عِنْدَکَ اَجْمَعُ

۴۔ مَالِی سِوٰی فَقْرِی اِلَیْکَ وَسِیْلَةٌ
بِالْاِفْتِقَارِ اِلَیْکَ فَقْرِی اَرْفَعُ

۵۔ مَالِی سِوٰی قَرْعِی لِبَابِکَ حِیْلَةٌ
وَلَئِنْ رُدِدْتُ فَاَیَّ بَابٍ اَقْرَعُ

۶ وَمَنِ الَّذِی اَدْعُوْ وَاَهْتِفُ بِاسْمِهٖ
اِنْ کَانَ فَضْلُکَ عَنْ فَقِیْرِکَ یُمْنَعُ

۷۔ حَاشَا لِمَجْدِکَ اَنْ تُقَنِّطَ عَاصِیًا
وَالْفَضْلُ اَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ اَوْسَعُ

اے ضمیر کی آواز کو سننے اور حالات کو دیکھنے والے ہر توقع کا تو ہی پورا کرنے والا ہے۔

اے خدا مشکلات میں تو ہی مرکز امید ہے، تجھ ہی سے تو ہر ستم کا شکوہ ہے اور تو ہی ہر خوف و ہراس میں پناہ گاہ ہے۔

اے خدا دنیا کے خزانے ترے ارشاد "کن" سے موجود ہو جاتے ہیں ہر خیر تیرے پاس ہے مجھ پر احسان فرما۔

میں تو فقیر محض ہوں چاہتا ہوں تیرے ذریعہ سے اس فقر و ناداری کو برطرف کروں۔

میرے لئے سوائے تیرے در رحمت پر دستک دینے کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر تو نے راندۂ درگاہ قرار دیدیا تو پھر کہاں جاؤں گا۔

جب تو مجھ بے نوا سے اپنے فضل کو روک لے گا تو پھر کس کو پکاروں اور کس سے فریاد کروں۔

تیری عظمت و بزرگی کے شایان شان نہیں ہے کہ گنہگار کو مایوس کرے درانحالیکہ تیری فضل و عطا ہر شخص سے برتر و بالا تر ہے۔

ایک دوسری مناجات

١- أَجَلِّلُكَ عَنْ تَعْذِيبِ مِثْلِي عَلَى ذَنْبِي
وَلَا نَاصِرٌ لِي غَيْرَ نَصْرِكَ يَا رَبِّ

٢- أَنَا عَبْدُكَ الْمَحْقُورُ فِي عِظَمِ شَانِكُمْ
مِنَ الْمَاءِ قَدْ أَنْشَأْتَ أَصْلِي وَمِنْ تُرَبِ

٣- وَنَقَّلْتَنِي مِنْ ظَهْرِ آدَمَ نُطْفَةً
أُحَدِّرُ فِي قَفْرِ جَرِيحٍ مِنَ الصُّلْبِ

٤- وَأَخْرَجْتَنِي مِنْ ضِيقِ قَعْرٍ بِمَنِّكُمْ
وَإِحْسَانِكُمْ أَهْوِي إِلَى الْوَاسِعِ الرَّحْبِ

٥- فَحَاشَاكَ فِي تَعْظِيمِ شَانِكَ وَالْعُلَى
تُعَذِّبُ مَحْقُورًا بِإِحْسَانِكُمْ رَبِّي

٦- لِأَنَّا رَأَيْنَا فِي الْأَنَامِ مُعَظِّمًا
يُخَلِّي عَنِ الْمَحْقُورِ فِي الْحَبْسِ وَالضَّرْبِ

٧- وَأَرْفَدَهُ مَالًا وَلَوْ شَاءَ قَتْلَهُ
لَقَطَّعَهُ بِالسَّيْفِ إِرْبًا عَلَى إِرْبِ

٨- وَأَيْضًا إِذَا عَذَّبْتَ مِثْلِي وَطَائِعًا
تُنَعِّمُهُ فَالْعَفْوُ مِنْكَ لِمَنْ تُحْبِي

۹- فَمَا هُوَ اِلَّا لِی فَمُنْذُ رَأَیْتُهُ
لَکُمْ شِیمَةٌ اَعْدَتْهُ لِلذَّنْبِ

۱۰- وَاَطْمَعَتْنِی لَمَّا رَأَیْتُکَ غَافِراً
وَوَهَّابَ قَدْ سَمَّیْتَ نَفْسَکَ فِی الْکُتُبِ

۱۱- فَاِنْ کَانَ شَیْطَانِی اَعَانَ جَوَارِحِی
عَصَتْکُمْ فَمِنْ تَوْحِیْدِکُمْ مَا خَلَا قَلْبِی

۱۲- فَتَوْحِیْدُکُمْ فِیْهِ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ
سَکَنْتُمْ بِهِ فِی حَبَّةِ الْقَلْبِ وَاللُّبِّ

۱۳- وَجِیْرَانُکُمْ هٰذَا الْجَوَارِحُ کُلُّهَا
وَاَنْتَ فَقَدْ اَوْصَیْتَ بِالْجَارِ ذِی الْجَنْبِ

۱۴- وَاَیْضاً رَأَیْنَا الْعَرَبَ تَحْمِیْ نَزِیْلَهَا
وَجِیْرَانَهَا النَّابِعِیْنَ مِنَ الْجَنْبِ

۱۵- فَلِمْ لَا اُرَجِّیْ فِیْکَ یَا غَایَةَ الْمُنٰی
حِمَاهَا مَانِعًا اِنْ صَحَّ هٰذَا مِنَ الْعَرَبِ

۱- تیری ذات اس سے بلند و بالا ہے کہ مجھ جیسے گناہگار پر عذاب فرمائے جبکہ میرے لئے تیرے علاوہ کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔

۲ - تیری شان اعلیٰ وارفع ہے میں تو آب وخاک کا پتلا ہوں -

۳ - میرے وجود کو صلب بابا آدم میں رکھا اور ماں کے رحم تاریک میں قرار دیا -

۴ - اور پھر احسان کیا کہ رحم کی تاریکی سے نکال کر وسیع دنیا میں ساکن فرمایا -

۵ - تیری شان وعظمت سے بعید ہے کہ مجھ جیسے حقیر کو جو تیرے ہی احسان کا پروردہ ہے اس پر عذاب کرے -

۶ - دنیا کے بڑے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے پست درجہ قیدیوں کو معاف کر دیتے ہیں تو تو خدا ہی ہے -

۷ - ان بڑے لوگوں کے بس میں تھا کہ اپنے قیدیوں کی تکا بوٹی کر دیں لیکن اس کے باوجود آزاد کر دیا اور آزادی کے بعد بخشش بھی کی -

۸ - بار الہا تو اگر مجھ جیسے گناہگار پر عذاب کرے اور نیکوکاروں پر انعام تو پھر عفو مغفرت کس کے لئے رکھ چھوڑی ہے -

۹ - جب عفو و درگذر کو تیری خصلتوں میں پایا تو اسے اپنی گناہوں کی بخشش کا ذریعہ قرار دیا اور مطمئن ہو گیا کہ ہم جیسے ہی کے لئے تیری مغفرت ہے -

۱۰ - جب سے قرآن حکیم میں غافر، وہاب جیسے اسماء دیکھے

ہیں اسی نے مجھے نجات کے لئے پرامید کر دیا ہے۔

۱۱۔ اگرچہ شیطان کے اغوا کے سبب اعضاء و جوارح نے تیری نافرمانی کر دی ہے لیکن قلب تیری توحید کا دم بھرتا رہا۔

۱۲۔ قسم ہے آل محمد علیہم السلام کی تیری توحید دل میں راسخ ہے یہ محبت تو خود تو نے ہی دل میں جاگزیں کی ہے۔

۱۳۔ یہ اعضاء و جوارح تیرے ہمسایہ ہیں اور تو نے خود فرمایا ہے کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ خوش رفتاری کرو۔

۱۴۔ میرا مشاہدہ ہے کہ عرب اپنے مہمانوں کا اکرام کرتے ہیں اور پڑوسیوں کے لئے بلاؤں میں سپر بن جاتے ہیں۔

۱۵۔ اگر عربوں سے اس طرح کا سلوک مستحسن ہے تو تیرے لئے بدرجہ اولیٰ سزاوار ہے چونکہ تو انتہائے آرزو ہے۔

ہم راضی

اگر کسی وقت دعا قبول نہ ہو تو بدگمان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مطمئن ہے کہ کوئی مصلحت ہے جس کی وجہ سے خدا نے اس کی دعا قبول نہیں فرمائی ہے یہی انداز اس کے مرتبہ کی بلندی کا سبب ہوگا، اس سلسلہ میں آنحضرتؐ کا ارشاد ہے۔

۴۳۔ اللہ کی نعمتوں سے بدگمان ہو کر دعا چھوڑ نہ دینا جب بھی تم میں سے کوئی مبتلائے بلا ہو تو خدا سے کسی ایسی چیز کا سوال نہ

کرے جو تمھاری تباہی و بربادی کا سبب بن جائے لہذا ایسے موقعوں پر اس طرح دعا کرنا چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ بِجَاہِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ اِنْ کَانَ مَا کَرِھْتُہٗ مِنْ اَمْرِیْ ھٰذَا خَیْرًا لِّیْ وَاَفْضَلَ فِیْ دِیْنِیْ فَصَبِّرْنِیْ عَلَیْہِ وَقَوِّنِیْ عَلٰی احْتِمَالِہٖ وَ نَشِّطْنِیْ بِتَقْلِہٖ، وَاِنْ کَانَ خِلَافُ ذٰلِکَ خَیْرًا لِّیْ فَجُدْ عَلَیَّ بِہٖ وَرَضِّنِیْ بِقَضَائِکَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ فَلَکَ الْحَمْدُ"

بارالہا! بحق محمد و آل محمد علیہم السلام جن ناپسندیدہ حالات نے مجھ کو متاثر کیا ہے اگر میرے حق میں بھلائی کا سبب ہے تو مجھے اس کے برداشت کی قوت و طاقت اور صبر و ہمت مرحمت فرما اور حوصلہ کے ساتھ ساتھ نشاط و مسرت بھی عنایت فرما، اور اگر اس کے برخلاف کوئی امر ہمارے لئے بھلائی کا سبب ہے تو وہ مجھے عنایت فرما۔

بہرحال مجھے اپنے فیصلے پر راضی فرما۔ حمد و ستائش کا تو ہی سزاوار ہے۔

کلیم خدا موسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی مفہوم کو حضرت احدیت سے پیش فرمایا تھا جس کی روایت امام جعفر صادقؑ نے فرمائی ہے۔

۴۴۔ اے موسیٰ! میں نے بندۂ مومن سے زیادہ محبوب تر کسی کو پیدا نہیں کیا لہٰذا اگر اپنے بندہ کو کسی بلا میں مبتلا کرتا ہوں یا مشلاً نہیں کرتا اِس میں بندہ مومن کے لئے خیر و فلاح مضمر ہوتا ہے۔

چونکہ مجھے بندۂ مومن کے لئے خیر و فلاح کا علم ہے لہٰذا مومن کو مصیبتوں میں گھرنے کے بعد صبر اور نعمتوں کے ملنے پر شکر بجا لانا چاہیئے تاکہ میرے نزدیک صادقین کے زمرہ میں جگہ پاسکے یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب وہ میری مرضی کے مطابق چلے اور حکم پر عمل کرے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام بھی اسی مضمون کو بیان فرماتے ہیں۔

۴۵۔ حضرت احدیث کا ارشاد ہے۔

اے میرے بندو! میرے ہر حکم کی اطاعت کرو اور مجھے مت سکھاؤ کہ کون سی چیز تمہارے لئے بہتر ہے اور کون سا اقدام نقصان دہ، میں تم سے زیادہ مصلحتوں کا جاننے والا ہوں اور بخیل بھی نہیں ہوں۔

۴۶۔ حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اے اللہ کے بندو! تمہاری مثال ایک مریض کی ہے اور خدا کی حیثیت طبیب کی، مریض کے لئے کیا مفید ہے اور کیا مضر طبیب اسی روشنی میں نسخہ تجویز کرتا ہے مریض کے خواہشات اور فرمائشات پر عمل نہیں کرتا، لہٰذا تم لوگ بھی

اپنے کو خدا کے حوالے کر دو اسی میں بھلائی ہے۔

۴۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔
مرد مسلم کے لئے خدا کے فیصلے حیرت انگیز ہیں وہ جو بھی کرتا ہے اس میں بندہ کی بھلائی پوشیدہ ہے۔ خواہ قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کر دے یا دو جہاں کی شاہی دیدے۔

حضرت احدیث کے اس ارشاد کا تذکرہ بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا۔

۴۸۔ میرے بندوں میں یہ بدگمانی نہیں پیدا ہونی چاہئے کہ میں بہت دیر سے اسے روزی پہنچاتا ہوں اگر کہیں میں اس کی اس فکر سے غضبناک ہو گیا تو دنیا کی نعمتوں میں غرق کر دوں گا۔

حضرت احدیت نے جناب داؤد علیہ السلام سے فرمایا تھا۔

۴۹۔

اے داؤد! جو میرا ہو گیا میں اس کا کفیل ہوں، جس نے مجھ سے سوال کیا عطا کرتا ہوں، جو مجھے پکارتا ہے جواب دیتا ہوں اور اگر اس کی دعا قبول کرنے کے بعد بھی فوری اثر ظاہر نہیں ہوتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حالات بھرپور بندے کے حق میں بہتر نہیں ہوتے لہٰذا جب حالات بندے کے لئے نفع بخش ہو جاتے ہیں تو اس کے مطالبے کو پورا کر دیتا ہوں۔

اے داؤد! میرے مظلوم بندوں سے بھی یہی کہدو کہ میں ظالم کے خلاف دعا قبول کرنے کے بعد فوراً پورا نہیں کرتا

کیونکہ بہت سے مواقع ہیں جس کو وہ نہیں جانتا میں جانتا ہوں اور میں بہترین فیصلہ کرنے والا ہوں۔

یہ سمجھ لو بہ فرض مثال۔ اگر تم نے کسی پر ظلم کیا اور اس نے تمھارے لئے بدعا کی اور میں اس کی بدعا کو قبول کروں تو دو دو چار کی طرح مسئلہ صاف ہے۔ لیکن میں ایسا نہیں کرتا چونکہ جنت میں ایک ایسی جگہ ہے جس پر وہی لوگ فائز ہوں گے جن پر ظلم ہوا ہو، جان و مال سے اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہوں، اور جس وقت بندہ، مریض ہوتا ہے تو اس کی عبادت کم ہو جاتی لہذا جس وقت بیماری کی تکلیف میں مجھے پکارتا ہے تو نماز گذاروں کی نماز سے زیادہ بندۂ مریض کی درد میں ڈوبی آواز مجھے بھلی لگتی ہے۔

اے داؤد! کچھ ایسے بندے ہیں جن کی نمازوں کو ان کے منھ پر دے مارتا ہوں اس کی آواز کو نہ سنتا ہوں اور نہ ان کی مجھے فکر ہے۔

اے داؤد جانتے ہو یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کی بیویوں کو شہوت سے دیکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر انھیں حکومت مل جائے تو عوام پر ظلم کریں گے۔

اے داؤد! اپنے گناہوں پر اس طرح سے آنسو بہاؤ جس طرح کوئی ماں فرزند جوان کی میت پر رویا کرتی ہے۔

ایک منظر

اے داؤد! مناسب تھا کہ تم ان لوگوں کو دیکھتے جو زبان کے ذریعہ انسانوں کا گوشت کھا رہے ہیں میں ان کی زبانوں کو جھلّی کی طرف دبا کر پھیلا دوں گا یہ لوگ گرز جہنم سے مارے جائیں گے۔ پھر ان پر ایک شخص کو معین کروں گا جو ان کی توبیخ و تنبیہہ کرے گا اور اہل جہنم کو پکار کر کہے گا کہ ـــــ اے لوگو! انھیں پہچانو یہ بدزبان و بدکلام لوگ ہیں۔

اے داؤد! ممکن ہے آنسوؤں سے ڈبڈبائی آنکھوں اور میرے خوف سے لبریز دلوں کے ساتھ کسی نے طولانی نمازیں پڑھی ہوں اور سجدے کئے ہوں لیکن میرے نزدیک اس نمازی کی ذرہ برابر اہمیت نہیں ہے چونکہ جب میں اس کے دل کو دیکھتا ہوں تو اس میں مجھے نظر آتا ہے کہ اگر نماز کے بعد کوئی عورت آکر اپنے کو پیش کرے تو یہ فوراً آمادہ ہو جاتا ہے اور جب مومن سے کوئی معاملہ کرتا ہے تو فریب سے کام لیتا ہے۔

روایات

حدیثیں بھی دعا کی طرف رغبت دلاتی ہیں اگر ان تمام حدیثوں کو ذکر کیا جائے تو بحث بہت طولانی ہو جائے گی۔ لہٰذا بطور نمونہ چند کا تذکرہ کر رہا ہوں۔

ابن سدیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کون سی عبادت سب سے برتر ہے۔؟

۵۰۔ حضرت کا جواب تھا۔

خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ترین چیز یہ ہے کہ اس کے بندے اس سے سوال کریں، اور اسی طرح اس کے نزدیک سب سے زیادہ مذموم ومبغوض چیز یہ ہے کہ اس کے بندے نہ اس کی عبادت کریں اور نہ اس سے سوال کریں۔

۵۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں حضرت احدیت کا ارشاد ہے جو لوگ میری عبادت کو حقیر سمجھتے ہیں میں انھیں رسوا کر کے جہنم میں ڈالوں گا یہاں عبادت سے مراد دعا ہے اور دعا افضل عبادت ہے۔

جناب زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا اس آیت کا مطلب ہے۔

ان ابراھیم لاوّاہ حلیم[1]

حضرت نے فرمایا اوّاہ سے مراد بہت زیادہ دعا کرنے والا ہے۔

۵۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی ہے کہ دادا جان حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا ـــــ روئے زمین

---

[1] ۱۱۴ آیت توبہ

پر خدا کے نزدیک سب سے اچھا کام دعا ہے اور سب سے افضل عبادت۔ پاکیزگی و پارسائی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا حضرت علیؑ بہت دعا کیا کرتے تھے۔

۵۳۔ سورہ توبہ کی گذشتہ آیت کے ذیل میں آپ نے فرمایا کہ دعا ہی عبادت ہے اللہ سے مانگتے رہو اور یہ نہ کہو کہ حاجت پوری ہوگئی۔

۵۴ آپ نے یہ بھی فرمایا۔
جس طرح ابر بارش کی علامت ہے اسی طرح دعا کامیابی کا ذریعہ ہے۔

ترازوئے بلا

۵۵۔ ہشام بن سالم سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ زمانہ امتحان و بلا طولانی ہے یا مختصر؟
ہشام نے کہا نہیں۔
حضرت نے فرمایا۔ اگر دعا کی توفیق خدا نے عنایت فرمادی ہے تو سمجھ لو کہ زمانۂ بلا و امتحان مختصر ہے۔

۵۶۔ اسی مفہوم کو آپ کے فرزند ارجمند حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے ابوولّاد سے فرمایا ہے۔
جس بندہ کو دعا کی عادت ہے اگر وہ مبتلائے بلا ہوجائے تو اس کی مدت بلا بہت مختصر ہوتی ہے لیکن اگر بندۂ مومن ہے لیکن دعا کا عادی نہیں ہے تو اس کی مدت

طولانی ہوتی ہے۔
لہٰذا جیسے ہی تم لوگ بلاؤں میں گرفتار ہو دل توڑ کر خدا سے رہائی و نجات کی دعا کرو۔

۵۷۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
اپنی ضروریات و حاجتوں کو خدا سے پورا کراؤ اور جب گرفتار بلا ہو تو اس کی پناہ تلاش کرو، اسی سے گریہ وزاری کرو اور دعائیں مانگو چونکہ دعا جان عبادت ہے جب بھی کوئی مومن دعا کرتا ہے تو یا خدا

★ فوراً اس کی دعا اسی دنیا میں مستجاب فرماتا ہے۔
★ یا آخرت میں اس کو صلہ دے گا۔
★ یا دعا کے بقدر اس کے گناہ معاف فرمائے گا بشرطیکہ دعا کسی حرام کام کے لئے نہ ہو۔

۵۸ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی یہ ارشاد ہے۔
عاجز ترین وہ ہے جو خدا سے دعا نہ کرے اور بخیل ترین وہ ہے جو سلام میں بخل کرے۔

۵۹۔۱ آپ نے اصحاب سے سوال فرمایا۔ کیا جانتے ہو کہ لوگوں میں سب سے بخیل، کاہل، چور، ظالم اور عاجز کون ہے؟
اصحاب نے کہا۔ فرمائیے۔
آنحضرتؐ نے فرمایا۔ سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو مسلمانوں کے درمیان سے گذرے اور ان پر سلام نہ کرے۔

★ سب سے زیادہ کاہل وہ ہے جو صحت و تندرستی بھی رکھتا ہو اور خالی بھی ہو اس کے باوجود زبان سے آہستہ آہستہ میرا ذکر نہ کرے۔

★ سب سے زیادہ چور وہ ہے جو نماز کو جلد جلد پڑھے، یہ نماز بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر ماردی جائے گی۔

★ سب سے زیادہ شقی و ظالم وہ ہے جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور مجھ پر صلوٰۃ نہ بھیجے۔

★ سب سے زیادہ مسکین و عاجز وہ ہے جو خدا سے دعا نہ کرتا ہو۔

۶۰۔ آپ کا مزید ارشاد ہے۔

دعا افضل عبادت ہے اگر بندے کو خدا کی طرف سے دعا کرنے کی توفیق مل جائے تو اس پر رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

دعا کرنے والے کبھی بھی ہلاک نہیں ہو سکتے ہیں۔

دو نمازی

جناب ابن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو آدمیوں نے ساتھ نماز شروع کی ان میں سے ایک نے آیات قرآن زیادہ پڑھیں اور دوسرے نے دعائیں زیادہ مانگیں اور ایک ساتھ دونوں نے نمازیں

ختم کر دیں ان میں سے کس کی نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔
حضرت نے فرمایا۔ دونوں کی نماز فضیلت رکھتی ہے
اور پسندیدہ خدا ہے۔
ابن عمار نے کہا مجھے یہ معلوم ہے کہ دونوں بہتر ہے
لیکن میں یہ چاہ رہا ہوں کہ معلوم کروں دونوں میں سب سے
زیادہ بہتر کس کی ہے؟
۶۱۔ حضرت نے فرمایا۔
دعا کرنے والے کی نماز بہتر ہے کیا تم نے خداوند کریم
کا ارشاد نہیں سنا ہے۔ مجھے پکارو مجھ سے سوال کرو پورا
کروں گا جو لوگ میری عبادت و بندگی سے بے پرواہ ہیں
انھیں ذلیل کر کے جہنم میں ڈال دوں گا۔
خدا کی قسم عبادت سے مراد۔ دعا ہے۔
خدا کی قسم دعا برتر ہے۔
خدا کی قسم دعا عبادت ہے
خدا کی قسم دعا عبادتوں میں سب سے اہم عبادت ہے۔

مجھے سمجھا دے

پروردگار عالم نے وحی کے ذریعہ حضرت آدم علیہ السلام
سے فرمایا میں چار جملوں میں زندگی کا خلاصہ کئے دیتا ہوں۔
حضرت آدمؑ نے سوال کیا وہ کیا ہے؟
۶۲۔ خطاب الٰہی ہوا۔

ایک میرے لئے ہے۔
ایک تمہارے لئے ہے۔
ایک میں، ہم تم دونوں شریک ہیں۔
ایک میں میں، تم اور میرے بندے شریک ہیں۔
حضرت آدمؑ۔ معبود اس کی وضاحت فرما۔
حضرت احدیت۔ وہ ایک جو میرے لئے ہے اس سے مراد یہ ہے کہ صرف میرے بندہ رہو کسی کو میرا شریک قرار نہ دو۔

وہ جو تمہارے لئے ہے اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارے عمل کی جزاء میں وہ چیز تم کو عنایت کروں گا جس کے تم سب سے زیادہ محتاج ہو گے۔ جس میں ہم اور تم دونوں شریک ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ تم دعا کرو میں قبول کروں۔
جو تمہارے اور بندوں کے درمیان ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کو اپنے لئے پسند کرو اسی کو دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔

یہ کیا ہوا

۶۳۔ محمد بن صفّار نے دعاؤں کا ایک مجموعہ مرتب کیا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ دو بندہ مومن وارد جنّت کئے جائیں گے اس میں سے ایک کا مرتبہ زیادہ ہو گا دراں حالیکہ عمل کے اعتبار سے دونوں یکساں ہوں گے تو جس کا مرتبہ کم ہو گا وہ

سوال کرے گا۔

خدایا! ہم دونوں عمل کے اعتبار سے یکساں تھے اس کا مرتبہ مجھ سے زیادہ کیوں ہے۔

جواب قدرت ہوگا۔ وہ سوال کرتا رہا تم نے سوال نہیں کیا۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا۔ خدا سے کثرت سے دعائیں کرتے رہو کیونکہ اس کی ذات اقدس کے مقابلہ میں کوئی چیز عظمت نہیں رکھتی۔

وہ آگے

۶۴۔ اسی کتاب میں آنحضرت کا یہ ارشاد بھی تحریر کیا ہے کہ۔ خدا سے مانگتے رہو وہ پورا کرے گا۔ کیونکہ خدا کچھ بندوں کو عمل کی وجہ سے عطا فرمائے گا اور کچھ کو مخلصانہ سوال کی بنیاد پر لہٰذا جس وقت یہ دونوں جنت میں جمع ہوں گے تو جن لوگوں نے عمل کے صلے میں پایا ہوگا وہ عرض کریں گے خدایا ـــــ میں نے عمل کیا تو ملا۔ ان لوگوں کو کسی بنیاد پر عطا فرمایا ہے۔

جواب الٰہی ہوگا ـــ یہ میرے بندے ہیں، میں نے تمہارے عمل کی پوری پوری جزا تم لوگوں کو دی ہے اس میں سے ذرہ برابر کمی نہیں کی ہے۔

ان لوگوں نے مجھ سے سوال کیا میں نے انھیں عطا
کیا یہ میرا فضل ہے اور جس کو چاہوں اپنے فضل سے دیدوں
(کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں)

باب دوم

اسباب دعا

وقت دعا

۶۵- شب جمعہ اور جمعہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے بہترین اوقات میں ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جمعہ کے دن سے زیادہ افضل کوئی دن نہیں ہے جس پر سورج چمکا ہو، اِس دن جب پرندے ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں تم پر سلام ہو۔ تم پر سلام ہو۔ کیا اچھا دن ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ گرمیوں میں گرمی کی وجہ سے کھلی فضا میں رہتے لہٰذا وقت سفر پنجشنبہ کے دن کو اختیار فرماتے اور جب موسم ٹھنڈا ہو جاتا تو جمعہ کو واپس ہوتے۔

لیکن ابن عباس کہتے ہیں کہ شب جمعہ سفر پر جاتے تھے اور جمعہ کو واپس ہوتے تھے۔

۶۶- حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر جمعہ سے پہلے صدقہ دینے کا ارادہ رکھتے ہو تو اتنا انتظار کرو کہ جمعہ آجائے۔

۶۷- آپ ہی کا یہ ارشاد بھی ہے۔
ہر شب جمعہ اول شب سے آخر شب تک اس طرح ندا آتی رہتی ہے۔

★ آیا کوئی بندۂ مومن ہے جو دین و دنیا کے لئے صبح سے پہلے پہلے مجھ سے سوال کرے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں۔

★ آیا کوئی بندۂ مومن ہے جو صبح ہونے سے پہلے گناہوں سے توبہ کرے اگر اس نے توبہ کی تو میں بھی اپنی رحمت کا رخ اس کی طرف موڑ دوں گا۔

★ آیا کیا کوئی بندۂ مومن مریض نہیں ہے جو طلوع سحر سے پہلے پہلے مجھ سے صحت و عافیت کا سوال کرے جس کو میں پورا کروں۔

★ کیا کوئی بندۂ مومن قید و رنج میں نہیں ہے جو مجھ سے رہائی کا مطالبہ کرے تو میں اسے رہائی عطا کروں۔

★ کیا کوئی بندۂ مومن مظلوم نہیں ہے جو طلوع صبح سے پہلے مجھ سے سوال کرے میں ظالم سے اس کا دلانے میں اس کی مدد کروں۔

پھر حضرت نے فرمایا پوری رات ندائے الٰہی یوں ہی آتی رہتی ہے۔

۶۸۔ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا۔

اگر کوئی مومن خدا سے حاجت طلب کرتا ہے تو خداوند عزیز و جلیل انتظار کرتا ہے کہ جمعہ آجائے تو قبول کروں۔

آنحضرتؐ کا ارشاد گرامی ہے۔

٦٩ - روز جمعہ - دنوں کا سید و سردار ہے خدا کے نزدیک اس کی بہت عظمت ہے، روز جمعہ عید و بقر عید سے افضل ہے - جمعہ کی پانچ خصوصیتیں ہیں -

★ اسی دن اللہ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا
★ اسی دن آپ کو زمین پر اتارا
★ اسی دن آپ کا انتقال ہوا
★ جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے جس میں خدا سے جو کچھ مانگا جائے گا ملے گا بشرطیکہ جائز ہو -
★ اس دن مقرب فرشتوں، آسمان و زمین، ہواؤں اور دشت و دریا سبھی کو یہ خوف رہتا ہے کہ کہیں قیامت برپا نہ ہو جائے -

٧٠ - حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سورہ یوسفؑ کی آیت ۹۸ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ فرزندان حضرت یعقوب علیہ السلام نے باپ سے طلب مغفرت کی گذارش کی حضرت یعقوبؑ نے جمعہ کی سحر تک ان لوگوں کے لئے مغفرت کی خدا سے سفارش نہیں کی -

٧١ - حضرت فرماتے ہیں -

جمعہ کے دن دو ایسی گھڑیاں ہیں جس میں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں - ایک اس وقت جب خطیب جمعہ خطبہ تمام کر کے آمادۂ نماز ہوتا ہے اور دوسری گھڑی جب نصف سورج غروب کر چکا ہو -

۷۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جمعہ کے دن اوّل زوال سے ایک گھنٹہ تک کو ضائع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ دادا جان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ وہ وقت ہے جس میں خدا اپنے کسی بندے کے سوال کو رد نہیں کرتا۔

۲۔ ظہر و عصر کے درمیان

چہار شنبہ کے دن دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جناب جابر فرماتے ہیں جنگ خندق میں آنحضرتؐ نے دوشنبہ و سہ شنبہ کے دن کفار کے لئے بد دعا فرمائی اور چہار شنبہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان آپ کی دعا مستجاب ہوئی اور آپ کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے۔
لہٰذا جب مجھے بھی کوئی مشکل درپیش ہوتی تو ظہر و عصر کے درمیان دعا کرتا میری دعا مستجاب ہوتی۔

۳۔ وقت نماز عشاء

دعا قبول ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ جب بھی تم لوگوں کو کوئی حاجت درپیش ہو تو وقت عشاء سوال کرو تاکہ مستجاب ہو یہ نعمت، گذشتہ کسی امت کو عطا نہیں ہوئی۔

ڈھلتی شب

جو روایات نماز شب کی فضیلت کا تذکرہ کرتی ہیں وہاں معصومین علیہم السلام کا ارشاد ملتا ہے کہ جب رات کا چھٹا حصہ گذر جائے تو اگر کسی نے اس وقت خدا سے دعا کی تو دعا مستجاب ہوتی ہے مثلاً اگر رات بارہ گھنٹے کی ہے تو چھٹا حصہ ۱۲ سے ۲ بجے کے درمیان کا وقفہ ہوتا ہے۔

ڈھلتی شب میں دعاؤں کی قبولیت کا تذکرہ ان روایات میں بھی پایا جاتا ہے جو غافلوں کے درمیان ذکر خدا کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈھلتی ہوئی شب میں سب سوئے ہوئے ہوتے ہیں، رات کے ابتدائی حصّوں میں بھی دن کی چہل پہل کے اثرات پائے جاتے ہیں اور دن کی مصروفیات کے پیش نظر بعض ایک گھڑی رات باقی رہتی ہے تو اٹھ جاتے ہیں، لہٰذا جس وقت سبھی سوئے ہوئے ہوں وہ گھڑی ڈھلتی شب کی ہے یہ ساعت نصف شب کے دو گھنٹے بعد آتی ہے۔ اسی وقت نفس کا جہاد ہے کہ بستر نرم و نازک کو چھوڑ کر بارگاہ خالق حقیقی اور سلطان ہر شاہ و گدا کے سامنے جائے اور اپنے راز دل کو بیان کرے۔

فرزند اُذَینہ کہتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

رات میں ایک ایسی گھڑی ہے اگر بندۂ مومن اس وقت اٹھ کر نماز پڑھے اور خدا سے دعا کرے تو حتماً خدا اس کی دعا قبول فرمائے گا۔

میں نے عرض کیا خدا آپ کا بھلا کرے وہ گھڑی کونسی ہے؟

۷۴ حضرت نے فرمایا۔ نصف شب کے بعد کی ابتدائی گھڑیاں۔

ایک تنہائی رات

بے شمار حدیثیں اس وقت دعا کے قبول ہونے کا تذکرہ کرتی ہیں۔

۷۵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۱۔ کیا مجھے پکارنے والا کوئی ہے جس کی آواز پر لبیک کہوں۔

۲۔ کیا کوئی سوالی ہے جس کی دعا قبول کروں؟

۳۔ کیا کوئی بخشش کا خواہاں ہے جسے بخش دوں؟

۴۔ کیا کوئی توبہ کرنے والا میری توجہ کا آرزومند ہے جس کی طرف متوجہ ہوں۔

۷۶ ایک سوال

ابراہیم نامی شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں آپ کے جد آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا ہر شب آسمان دنیا پر آتا ہے آپ کی اس ارشاد سے متعلق کیا رائے ہے؟

حضرت نے فرمایا۔

خدا ان لوگوں پر لعنت کرے جو باتوں میں رد و بدل کر دیا کرتے ہیں خدا کی قسم آنحضرتؐ نے یہ نہیں کہا جو یہ کہتے ہیں بلکہ آپ کا یہ ارشاد تھا۔

شب جمعہ پوری شب اور بقیہ راتوں میں جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو خدا ایک فرشتہ کو آسمان دنیا کی طرف بھیجتا ہے جو اس طرح ندا کرتا ہے۔

★ کیا کوئی سائل ہے جس کے سوال کو پورا کروں۔
★ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے جس کی طرف متوجہ ہوں
★ کیا کوئی استغفار کرنے والا ہے جس کو بخش دوں۔
★ اے خیر کے مانگنے والو بڑھو اے شر کا سوال کرنے والو! رکو۔ اور جب تک سحر نمودار نہیں ہوتی ملک آوازیں لگاتا رہتا ہے طلوع صبح کے بعد بزم ملائکہ کی طرف پلٹ جاتا ہے۔

اے ابراہیم! یہ حدیث مجھ سے میرے والد ماجد نے بیان فرمائی اور ان سے ان کے جد بزرگوار نے بیان کی تھی، اور اس طرح آبائے طاہرین کے واسطوں سے یہ سلسلہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

جانے نہ دو

جو لوگ آنحضرتؐ اور آپ کی اولاد طاہرین علیہم السلام کی حقانیت کا یقین رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ حضرات، حضرت احدیت کے نمایندے ہیں۔ لہٰذا اگر ان وقتوں میں دعا کے قبول ہونے کا تذکرہ آپ حضرات نے فرمایا ہے تو ان کے چاہنے والوں کو فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان وقتوں میں اپنی حاجتوں کا تذکرہ خدا سے کرنا چاہیئے۔

اگر کسی فیاض بادشاہ کا فرستادہ آکر کہتا ہے کہ بادشاہ نے مجھے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ اپنی اپنی ضروریات تم لوگ بیان کرو میں پورا کروں گا تو اس وقت ہر شخص اپنی تو اپنی اپنے عزیز و اقارب تک کی ضروریات کو لکھوا دیتا ہے۔ اگر دنیا کے منافق بادشاہوں کے اہلکاروں سے اظہار حاجت میں کوئی دریغ نہیں کرتا تو وہ جو سلطان السلاطین ہے جب اس نے ملک کو بھیجا ہے تو ہمارا فریضہ ہے اسے خالی جانے نہ دیں اور اپنی حاجات کو اس سے بیان کریں تاکہ فیاض مطلق قبول فرمائے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ فرشتے کی ندا پر لبیک نہ کہنے کی وجہ سے رحمت خدا سے محروم رہ جائیں اور گناہ کا بار گراں کاندھوں پر رہ جائے اور ساتھ ہی ساتھ مصداق آیۂ کریمہ قرار پائیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ

۷۷۔ حدیث میں وارد ہوا ہے۔

"جس نے خدا سے مانگنا چھوڑ دیا فقیر ہو جائے گا"

مناسب ہے ان لحظات و لمحات میں سید بن طاوس مرحوم کی تعلیم کردہ مناجات کو پڑھا جائے جس کا مفہوم یہ ہے۔

بارالہا! میں تیری ربوبیت، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرتا ہوں اور جو فرشتہ تیرے جود و سخا، بخشش و عطا کی ندا لگاتا ہے اس کا یقین رکھتا ہوں، اگر میرے کانوں نے اس ندا کو نہ سنا تو نہ سہی میری عقل اس ندا کو محسوس کر رہی ہے، اور روایات بھی اس کی خبر دے رہی ہیں کہ تو نے اپنے بندوں سے قبولیت دعا کا وعدہ فرمایا ہے اب میری تجھ سے درخواست یہ ہے کہ وہ فرشتہ جو تجھ جیسے مالک، حکیم، کریم، اور غفور کی طرف سے آکر یہ آوازیں لگا رہا ہے کہ "ہے کوئی مانگنے والا جس کی حاجتوں کو پورا کروں"

مجھ جیسا سائل و گدا اپنی حاجتیں لے کر آیا ہے۔

اے معبود! ہر وہ چیز عنایت فرما جو تیرے نزدیک سرخ رو کرے۔

★ تو مجھ میں بھی اپنے قرب کی توفیق مرحمت فرما

★ میں تیرے حضور پُر برکت میں مؤدب رہوں۔

★ مجھے ہر اس لغزش ظاہری و باطنی سے محفوظ رکھ

جو تجھ سے دوری کا سبب ہو۔

★ جو توفیق مجھ کو عنایت کی ہے وہ مجھ سے ضائع نہ ہو اس کو دائمی فرما۔

★ میری عقل نے تیرے اس ارشاد کو محسوس کیا "کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے جس کی توبہ قبول کروں۔

★ میں اپنے گناہوں سے توبہ کر رہا ہوں، تیری خوشنودی و رضا کے حصول اور عذاب و عقاب سے رہائی کیلئے توبہ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ اگر نفس سچی توبہ نہ بھی کرے تو عقل یہ حکم کر رہی ہے کہ تیرے حضور میں توبہ کی جائے۔

توبہ کے ذریعہ گناہوں کی آلودگی و کثافت کو دور کر کے آئینہ دل کو صاف و شفاف بنایا جائے۔

بارالہا! تیرے فرشتہ کی ندا کو سنا جس نے کہا "آیا کوئی استغفار کرنے والا ہے جس کی مغفرت کروں؟

میں ہر اس چیز سے جو تجھے ناپسند ہے استغفار کرتا ہوں اور تجھ سے پناہ کا خواہاں ہوں اگر میرا استغفار صدق دل سے نہ بھی ہو تو میری عقل کا یہ فیصلہ ہے کہ بندۂ عاجز و مضطر و مضطرب کے لئے رب جلیل و رحیم کے سامنے سوائے عذر خواہی کے کوئی چارہ نہیں۔

اے فرشتہ الٰہی! میری درخواست توبہ و استغفار و عاجزی و اضطراب بطور امانت تیرے سپرد ہے تاکہ تو اس کے

پاس پہنچا دے جس نے تجھے میری طرف بھیجا ہے اور اپنے حضور تک پہنچنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

مرحوم سید بن طاؤس مزید فرماتے ہیں اگر کوئی وقت سحر اس مناجات کو ادا نہیں کر سکتا ہے تو اس کو کاغذ پر لکھ کر جان سے زیادہ عزیز سامان کی طرح تکیہ کے نیچے رکھ دے اور وقت سحر فرشتہ کو مخاطب کر کے کہے۔

اے فرشتہ ارحم الراحمین و اکرم الاکرمین جو اس پردہ شب میں آوازیں لگا رہا ہے یہ میری روداد ہے جو تیرے حوالہ ہے نہ زبان گویا ہے نہ روح میں توانائی تجھ سے محو کلام ہو سکوں۔

مؤلف کتاب اس جگہ فرماتے ہیں۔

اگر پردہ شب میں محمد و آل محمد علیہم السلام کے ارشادات پر عمل کرنے کا موقع مل جائے تو کیا کہنا ورنہ پھر حضرت احدیت کو مخاطب کرتے ہوئے کہے۔

خدایا! مجھے تیرا یقین ہے اور تیرے عفو و کرم و بخشش کی جو باتیں محمد و آل محمد علیہم السلام نے بیان فرمائی ہیں اس کی تصدیق کرتا ہوں ان ذوات مقدسہ پر درود بھیج اور اس پردۂ شب میں جو دعائیں دین و دنیا سے متعلق تیرے حضور میں پہنچ رہی ہیں مجھے اس میں شریک و سہیم فرما۔

بارالہا! جو تیرے شایان شان ہے اس کے مطابق عمل فرما۔ مجھ جیسے روسیاہ بندوں کے مطابق سلوک نہ فرما۔

اے ارحم الراحمین محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود وصلواۃ بھیج۔ صحیفہ کاملہ کی دعا نمبر ۳۲ سب سے بہتر ہے (حسینی)

۷۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔
آنکھیں بہت زیادہ نہ سونے پائیں چونکہ اعضاء میں سب سے کم شکر گذار آنکھیں ہیں۔

۷۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔
جب بندۂ مومن خواب آلود آنکھوں کے ساتھ سحر میں اٹھتا ہے تاکہ نماز شب سے خدا کو راضی و خوشنود کرے تو خدا اپنے ملائکہ میں فخر و مباہات کرتے ہوئے فرماتا ہے میرے اس بندے کو دیکھو تو، میں نے اس پر نماز کو واجب نہیں کیا ہے لیکن اس کے باوجود نماز شب پڑھ رہا ہے تم سب گواہ رہنا اس کی اِس ادا پر میں نے اس کو معاف کر دیا۔

فائدہ

بارہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کی مناسبت سے دن کے ہر ایک گھنٹہ کو ایک معصوم سے منسوب کیا گیا ہے۔ لہٰذا ان اوقات میں انھیں اماموں سے توسل کیا جائے، اور جو دعائیں کتاب مصباح میں تحریر ہیں انھیں پڑھنا چاہئے حاشیہ مفاتیح پر بھی یہ دعائیں لکھی ہیں۔

مرحوم سید بن طاوس لکھتے ہیں کہ ہفتہ کا ہر دن معصومین علیہم السلام کی طرف منسوب ہے اور اس دن ہم ان ہی معصوم

علیہ السلام کے مہمان ہوتے ہیں لہذا اس دن ہمیں اسی معصومؑ کی زیادت پڑھنا چاہیئے۔

شنبہ کا دن - حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہے۔

یکشنبہ کا دن - حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی طرف منسوب ہے۔

دوشنبہ کا دن - حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام کی طرف منسوب ہے۔

سہ شنبہ کا دن - حضرت امام زین العابدینؑ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام کی طرف منسوب ہے

چہار شنبہ کا دن - حضرت موسیٰ کاظم حضرت علی رضا حضرت امام محمد تقی حضرت امام علی نقی علیہم السلام سے منسوب ہے

پنجشنبہ کا دن - حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔

جمعہ کا دن - حضور اقدس حضرت امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے منسوب ہے۔

شب قدر

اس رات بھی دعا قبول ہوتی ہے لیکن معلوم نہیں ہے کہ تینوں شبوں میں کون شب، شب قدر ہے مگر تئیسویں

شب کے لئے تاکید زیادہ وارد ہوئی ہے۔
پورے سال میں چار راتیں ایسی ہیں جس میں عبادت کے ساتھ شب بیداری کا حکم ہے وہ چار راتیں یہ ہیں۔
رجب کی پہلی شب
شعبان کی پندرھویں شب
شب عید فطر
شب عید قربان

شب عید قربان

۸۰۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے تھے کہ مجھے تعجب ہے کہ کیسے ان چار راتوں میں لوگ خدا کی عبادت اور اس سے سوال نہیں کرتے۔

روز عرفہ

حضرت حق سے سوال و دعا کا دن ہے اور اس دن روزہ مستحب موکدہ ہے لیکن اگر روزہ دعاؤں کے پڑھنے میں ضعف کا سبب بنے تو روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ دعاؤں میں امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعائے عرفہ مضمون و مفہوم کے اعتبار سے اپنا جواب نہیں رکھتی۔

۸۱۔ اسی طرح قبولیت دعا کے لئے روایات میں چار وقتوں میں تاکید وارد ہوئی ہے چونکہ در رحمت کھلا ہوتا ہے۔

ا - جب تیز ہوائیں چل رہی ہوں ۔
ب - اذان ظہر کے وقت
ج - بارش کے دوران
د - شہید کے خون کا پہلا قطرہ جب زمین پر گرے ۔

۸۲ - حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آفتاب کے زوال کے وقت آسمان اور جنت کے در کھول دیئے جاتے ہیں اسی وقت اہم حاجتیں قبول ہوتیں ہیں ۔
سائل نے پوچھا یہ وقت کتنی دیر رہتا ہے ؟
امامؑ - چار رکعت نماز با اطمینان پڑھی جا سکے ۔

طلوع سحر سے طلوع آفتاب

کے درمیان دعائیں قبول ہوتی ہیں ۔

۸۳ - حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ۔
اللہ اپنے بندوں میں اس بندے کی دعا قبول فرماتا ہے جو بہت زیادہ دعا کرتا ہے ۔
طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک بہت زیادہ دعائیں کرو کیونکہ اس وقفہ میں ایک گھڑی وہ ہے جس میں دریچہ ہائے آسمان کھلے ہوتے ہیں اور رزق تقسیم ہوتا ہے اور بڑی بڑی حاجتیں مستجاب ہوتی ہیں ۔

مکان دعا

محل و مکان کے اعتبار سے چار وہ جگہیں ہیں جہاں

دعا کے قبول ہونے کا تذکرہ ملتا ہے۔

۱۔ عرفات

۸۴۔ سرزمین عرفات کے لئے روایت میں وارد ہوا ہے کہ خدا اس دن اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے۔

اے میرے ملائکہ! میرے بندوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ دور و دراز سے اس جگہ جمع ہوئے ہیں ان کے بال پریشان اور چہروں پر گرد و غبار پڑی ہوئی ہے تمھیں معلوم ہے کہ یہ کیا چاہ رہے ہیں وہ ملائکہ جواب دیں گے معبود یہ سب بخشش و مغفرت کے خواہاں ہیں، جواب الٰہی آئے گا تم لوگ گواہ رہنا میں نے انھیں معاف کیا۔

دوسری روایت میں آیا ہے۔

۸۵ کچھ گناہ وہ ہیں جو صرف عرفات۔ مشعر الحرام اور شب احیاء[1] میں معاف کئے جاتے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے۔

جب عرفات سے کوچ کرو تو مشعر الحرام میں خدا کا ذکر کرو۔

۲۔ حرم الٰہی

دوسری جگہ جہاں دعا قبول ہوتی ہے مکہ مکرمہ ہے

---

[1] رجب کی پہلی شب، شعبان کی پندرھویں شب، شب قدر، شب عید و بقر عید۔

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جس کسی نے بھی مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کے پاس ٹھہر کر خدا سے دعا مانگی اس کی دعا مستجاب ہوئی ہے خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو، مومنین کی اخروی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کفار کی دنیوی دعائیں۔

خانہ خدا

قبولیت دعا کا ایک ذریعہ مسجدیں بھی ہیں مسجدوں کی طرف بڑھنے والا آثار خدا کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے اور اس کی زیارت کا قصد وارادہ رکھتا ہے۔
حدیث قدسی میں آیا ہے۔

۸۷۔ زمین پر ہمارا گھر مسجدیں ہیں خوشا بحال وہ بندہ جو اپنے گھر سے وضو کر کے زیارت کے لئے ہمارے گھر آئے۔

خدا جیسے کریم کے لئے بعید ہے کہ وہ اپنے گھر آنے والوں کو ناامید کرے سعید بن مسلم کہتے ہیں جس وقت بھی آقا امام صادق علیہ السلام کو کوئی حاجت ہوتی زوال آفتاب کے وقت صدقہ دیتے، خوشبو لگاتے پھر اس کے بعد مسجد تشریف لے جاتے اور حضرت حق سے اپنی حاجتوں کا تذکرہ فرماتے۔

قبر حضرت امام حسین علیہ السلام

دعاؤں کے قبول ہونے کی بہترین جگہ ہے اور اب تک

جن جگہوں کا تذکرہ کیا ہے ان میں یہ جگہ افضل و بہتر ہے۔

۸۸۔ ارشاد معصوم ہے۔

حضرت احدیت نے امام حسینؑ کو شہادت کے عوض چار چیزیں عطا فرمائی ہیں۔

۱۔ مرکز شہادت کو "خاک شفا" قرار دیا۔

۲۔ زیر گنبد دعاؤں کو قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

۳۔ ائمہ طاہرینؑ کو آپ کی نسل سے قرار دیا ہے۔

۴۔ جب تک زائر اُن کے حرم میں ہوگا تب تک اس کی عمر کا حساب نہیں ہوگا۔

۸۹۔ امام مریض

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مریض ہوئے آپ نے افراد خاندان سے فرمایا کہ کسی کو تیار کرو جو کربلائے معلیٰ جا کر میری صحت کے لئے دعا کرے چاہنے والوں میں ایک شخص تیار ہوا راہ میں اس کی ملاقات ایک جانے والے سے ہوئی قصد سفر سے باخبر کیا، لیکن کہا جانے کو تو جا رہا ہوں لیکن یہ واضح نہ ہوا کہ جب امام جعفر صادقؑ بھی امام ہیں تو پھر قبر امام حسینؑ پر جا کر دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دونوں امام ہیں دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جس وقت حضرت امام صادق علیہ السلام کو اسکی

خبر ہوئی تو فرمایا، یہ صحیح ہے کہ باعتبار امام کوئی فرق نہیں ہے لیکن کچھ وہ جگہیں ہیں جہاں دعا مستجاب ہوتی ہے" کربلائے معلّٰی" بھی انہیں جگہوں میں ہے۔

۹۰۔ سلیقۂ دعا

اگر دعائیں اسم اعظم کے وِرد کے بعد کی جائیں تو قبول ہوتی ہیں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اللہ کے مخصوص اولیاء کے علاوہ کوئی حتمی طور سے اسم اعظم کی شناخت نہیں رکھتا۔

روایات میں قدرے "اسم اعظم" کا ذکر ملتا ہے اس جگہ ان جگہوں کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔

۹۱۔ ۱۔ سورہ حشر کی آخری آیات میں

۲۔ آیۃ الکرسی اور آل عمران کے ابتداء میں ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ "الحیّ القیوم" اسم اعظم ہے چونکہ یہ اسم آیۃ الکرسی اور آل عمران دونوں میں پایا جاتا ہے۔

۹۲۔ ۳۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آنحضرت فرماتے ہیں جس طرح سفیدی چشم سیاہی چشم سے قریب ہے اسی طرح بسم اللہ ..... اسم اعظم سے قریب ہے۔

۹۳۔ ۴۔ یاذالجلال والاکرام

۵ - یاھو یا من لاھو الاھو

۹۴-۶ - اللہ

لفظ "اللہ" اس کے اسماء میں سب سے زیادہ مشہور ہے اور ذکر و ورد کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے دعاؤں میں اس لفظ اللہ کا بہت مرتبہ ہے اور تمام اسمائے حسنیٰ میں اس اسم کو "امام" قرار دیا گیا ہے۔ کلمہ میں بھی یہی لفظ اللہ رکھا ہوا ہے لہٰذا کوئی مسلمان ہونا چاہے اور لا الٰہ الا اللہ کی جگہ الا الوب کہے تو مسلمان نہیں مانا جائے گا۔ "اللہ" روایات میں بھی کثرت سے اس کی طرف اشارہ ہے کہ "اللہ" اسم اعظم ہے اور دوسرے اسماء کے مقابلہ میں لفظ اللہ کے اثرات و خصوصیات زیادہ ہیں۔

ا - لفظ "اللہ" حضرت حق کا اسم خاص ہے لہٰذا کسی دوسرے کو مجازاً بھی اللہ نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا قرآن فرماتا ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں جس کا نام اللہ ہو۔

"کیا تمہارے علم میں اس کا کوئی ہمنام بھی ہے[1]"

ب - لفظ "اللہ" اسم ذات ہے بقیہ اسماء اسم صفات ہیں، مثلاً قادرؒ قدرت والا، خالقؒ پیدا کرنے والا۔

ج - اگر کسی نے "یا اللہ" کہا تو سارے اسماء سے گویا

---

[1] مریم آیت ۶۵

اس کو خطاب کیا لیکن اگر کسی نے یا صبورُ کہا تو جو اثر یا اللہ کا ہے وہ حاصل نہیں ہوگا۔

اگر کوئی کہے اللہ کے ناموں میں ایک نام "صبور" ہے تو یہ کہنا صحیح ہے لیکن اس کے برعکس نہیں کہہ سکتا۔

۹۵۔ تخت کی آمد

جس وقت حضرت سلیمانؑ کے ہاتھوں پر اسلام لانے کے لئے جناب بلقیس علیہا السلام مرکز حکومت کی طرف بڑھیں اور سلیمانؑ کو خبر ہوئی تو صرف ایک فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تھا حضرت سلیمانؑ نے ارباب سلطنت کی طرف نظر کی اور فرمایا کون ہے تم میں سے جو بلقیس کے پہنچنے سے قبل ان کا تخت یہاں لائے؟

قوی ہیکل جن نے ظہر تک کی مہلت مانگی لیکن حضرت سلیمانؑ نے کہا نہیں مجھے اس سے پہلے چاہئے تو آپ کے بھانجے اور وزیر آصف بن برخیا نے کہا، میں چشم زدن میں لادوں گا آصف سجدہ میں گئے اور اسم اعظم کا ورد کیا لوگوں میں اختلاف ہے کہ وہ کون سا اسم تھا میں اس جگہ وہ تمام اقوال لکھ رہا ہوں۔

۱۔ اللہ والرحمٰنُ

۲۔ یا حیُّ یا قیومُ

۳- یا ذا الجلال والاکرام
۴- یَا اِلٰھَنَا وَاِلٰہَ کُلِّ شَیْءٍ اِلٰھًا وَاحِدًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ

۹۶- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اگر کسی نے دس بار یا اللہ، یا اللہ کہہ کر خدا کو پکارا تو مشیّت آواز دیتی ہے میرے بندے سوال کر عطا کروں گا۔

۹۷- اسی طرح اگر کسی نے دس بار "یا ربّاہ" سے اس کو مخاطب کیا تو اس وقت بھی یہی فرماتا ہے کہ اپنی حاجت بیان کر۔

۹۸- یا ربِّ یا ربِّ یا سیّداہ کو بھی دس بار کہنے کا یہی اثر ہے اور اگر سجدہ میں۔ یا اللہ یا ربّاہ یا سیّداہ۔ تین بار کہے تو حضرت حق فوری جواب میں حاجات کو روا فرماتا ہے۔

۹۹- حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سماعہ سے فرماتے ہیں۔ اے سماعہ جب تم کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اس طرح کہو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ فَاِنَّ لَھُمَا عِنْدَکَ شَأْنًا مِنَ الشَّانِ وَقَدْرًا مِنَ الْقَدْرِ، فَبِحَقِّ ذٰلِکَ الشَّأْنِ وَبِحَقِّ ذٰلِکَ الْقَدْرِ اَنْ تَفْعَلَ بِیْ کَذَا وَکَذَا، فَاِنَّہٗ اِذَا کَانَ

يَوْمُ الْقِيَامَةِ لَمْ يَبْقَ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَلَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ اِمْتَحَنَ اللّٰهُ قَلْبَهُ لِلْاِيْمَانِ اِلَّا وَهُوَ مُحْتَاجٌ اِلَيْهَا فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ"

خدایا! تجھ کو واسطہ ہے محمدؐ و علیؑ کا تیرے نزدیک ان حضرات کی قدر و منزلت ہے اسی قدر و منزلت و شان و عظمت کے ذریعہ میری حاجت کو روا فرما۔

حضرت بھی سماعہ سے فرماتے ہیں اے سماعہ روز قیامت کوئی ملک، رسول اور مومن خالص ایسا نہ ہوگا جو ان دونوں بزرگوار کا محتاج نہ ہو۔

ابو عمیر کہتے ہیں۔

۱۰۰۔ اگر کوئی نماز واجب کے بعد تین بار اس دعا کو پڑھے اور خدا سے سوال کرے حاجت روا ہوگی۔

يَا مَنْ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَلَا يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ اَحَدٌ غَيْرُهُ۔

اے وہ خدا جو چاہتا ہے تو انجام دیتا ہے تیرے علاوہ کوئی خود مختار نہیں۔

قرض کے لئے

ادائیگی قرض کے لئے ہر روز یا جمعہ کے دن اس دعا کے پڑھنے سے قرض ادا ہو جاتا ہے۔

۱۰۱۔ اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

خدایا اپنی حلال روزی کے ذریعہ حرام سے اور اپنی عطا و بخشش کے ذریعہ دوسروں سے بے نیاز فرما۔

دعائے وسعت رزق

نماز عشاء کے بعد اس دعا کے پڑھنے سے رزق میں وسعت ہوتی ہے۔ یہ دعا مفاتیح میں موجود ہے۔ (حسینی)

۱۰۲۔ خدایا! مجھے اپنی روزی کی جگہ نہیں معلوم دل کے کہنے پر شہر بہ شہر ڈھونڈ رہا ہوں اس کی تلاش میں سرگرداں ہوں نہیں معلوم میری روزی کہاں ہے دشت و جبل میں ہے یا بحر و بر میں، آسمان میں ہے یا زمین میں اور کیسے اس تک رسائی ہوگی لیکن مجھے معلوم ہے کہ تجھے اس کا علم ہے اور اس کے حصول کے اسباب بھی تیرے پاس ہیں جسے تو اپنے لطف سے تقسیم کر رہا ہے۔

خدایا محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیج ہماری روزی کو بڑھا دے اس کی تلاش کو آسان فرما اس کی جگہ کو قریب فرما اور جو ہمارے لئے مقدر نہیں ہوا ہے اس کی تلاش میں خستہ نہ فرما تو مجھ پر عذاب کرے یا نہ کرے تجھ پر کوئی فرق نہیں لیکن میں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔

محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت و درود بھیج اور

اپنے بندے پر فضل فرما چونکہ تو صاحب فضل عظیم ہے۔

۱۰۳۔ دربار منصور

جس وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو منصور نے اپنے دربار میں طلب کیا حضرت نے اس کے شر سے بچنے کے لئے اس دعا کو انشاء فرمایا تھا۔

يَا عُدَّتِي عِنْدَ شِدَّتِي وَيَا غَوْثِي عِنْدَ كُرْبَتِي اُحْرُسْنِي بِعَيْنِكَ الَّتِي لَا تَنَامُ وَاكْفِنِي بِرُكْنِكَ الَّذِي لَا يُرَامُ

اے سختیوں میں میرا ذخیرہ و سرمایہ، رنج و محن میں فریادرس تو میری حفاظت فرما اپنی اس تدبیر سے بچالے جو کبھی ناکام نہیں ہوئی۔

۱۰۴۔ ادائیگی قرض کے لئے

معاذ کہتے ہیں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نماز جمعہ میں شریک نہ ہو سکا جب حضرت سے ملاقات ہوئی تو پوچھا تم نماز جمعہ میں کیوں نہیں آئے؟

میں نے حضرت سے عرض کیا یوحنا یہودی کا قرض دار تھا وہ میری راہ تک رہا تھا میں خوف سے گھر سے نہیں نکلا کہ کہیں پکڑ نہ لے آنحضرتؐ نے فرمایا اے معاذ کیا چاہتے ہو کہ قرض سے آزاد ہو جاؤ۔

میں نے کہا جی ہاں۔

حضرت نے فرمایا۔ اس دعا کو پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ، تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ، وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ، وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ، وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ، وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ، وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ، يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مِنْهُمَا مَا تَشَاءُ، صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اِقْضِ عَنِّيْ دَيْنِيْ يَا كَرِيْمُ۔

بارالہا تو مالک الملک ہے، جسے چاہتا ہے اسے اس شوکت وحشمت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم اقتدار کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے مکرم ومحترم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل ورسوا، تو نیکیوں کا مرکز ہے اور ہر شے پر قادر ہے شب وروز کی آمد تجھ سے ہی ہے زندہ کو مردہ سے جدا کرتا ہے اور مردہ کو زندہ سے، جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے اے دنیا وآخرت کے رحمٰن ورحیم جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اپنی رحمانیت و

حمیت کو روک لیتا ہے محمد و آل محمد علیہم السلام پر صلواۃ بھیج اور اپنے کرم سے ہمارے قرض کو ادا فرما۔

پھر حضرت نے فرمایا اگر تم زمین کے وزن کے بقدر سونے کے مقروض ہو گئے ہو تو خداوند کریم اسے خود ادا فرمائے گا۔

۱۰۵۔ دعائے قوت حافظہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے فرماتے ہیں اے علیؑ اگر چاہتے ہو کہ ہر سنی ہوئی بات یاد رہے تو اس دعا کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرو۔

سُبْحَانَ مَنْ لَا یَعْتَدِیْ عَلٰی اَهْلِ مَمْلِكَتِهٖ! سُبْحَانَ مَنْ لَا یُؤَاخِذُ اَهْلَ الْاَرْضِ بِاَنْوَاعِ الْعَذَابِ! سُبْحَانَ الرَّءُوْفِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّبَصَرًا وَّفَهْمًا وَّعِلْمًا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

پاک و منزہ ہے وہ خدا جو اپنی مملکت والوں پر ستم نہیں کرتا پاک و منزہ ہے وہ خدا جو اہل زمین کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا نہیں کرتا پاک و منزہ ہے وہ خدائے مہربان و رحیم۔ بارالہا میرے قلب کو نورانیت، بصارت اور فہم و علم سے نواز دے چونکہ تو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

۱۰۶۔ بُرا ہمسایہ

ایک شخص نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے شکایت کی، کہ میرا ہمسایہ مجھ پر زیادتی کرتا ہے۔

حضرت نے فرمایا نماز مغرب کے بعد دو رکعت نماز ادا کرو اس کے بعد اس دعا کو پڑھو۔

یَا شَدِیدَ الْمِحَالِ، یَا عَزِیزُ اَذْلَلْتَ بِعِزَّتِکَ جَمِیعَ مَا خَلَقْتَ، اِکْفِنِی شَرَّ فُلَانٍ بِمَا شِئْتَ »

فلانٍ کی جگہ ہمسایہ کا نام لے۔

اے خدا تیری تدبیریں شدید ہیں اے وہ خدا جس نے اپنی عزّت وجبروت سے اپنی ساری مخلوق کو رام کر دیا ہے تو جس طرح چاہے مجھے ہمسایہ کے شر سے نجات عنایت فرما۔

حضرت کے ارشاد کے مطابق اس نے عمل کیا نصف شب کے بعد شریر ہمسایہ کے گھر سے رونے پیٹنے کی آواز بلند ہوئی تحقیق پر معلوم ہوا کہ موذی ہمسایہ مرگیا۔

اس طرح کی دعائیں بہت زیادہ ہیں اختصار کے پیش نظر چھوڑ رہا ہوں دعاؤں کی کتابوں میں موجود ہیں۔

۱۰۷۔ ڈوبتا سورج

جمعہ کے دن جب نصف سورج غروب کر چکا ہو اس وقت دعا مستجاب ہوتی ہے۔ حضرت سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا

کی شان تھی کہ جب نصف سورج ڈوب جاتا اس وقت دعا فرماتیں اس وقت کے لئے آنحضرتؐ نے یہ دعا تعلیم فرمائی ہے۔

حسینی

سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام۔

جمعہ کے دن آخری لمحات میں دعائے سمات کے پڑھنے کی شدید تاکید ہوئی ہے اور مستحب ہے کہ سمات کے بعد اس دعا کو پڑھا جائے۔ جس کی ابتداء "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ" اور اختتام "اَنْ تَفْعَلَ بِیْ" سے ہوتا ہے یہ کلمات دعائے سمات کے خاتمہ پر موجود ہیں۔ بارالٰہا اس دعا کی حرمت و عظمت کا واسطہ اور تیرے ان اسماء کا جو اس دعا میں ذکر نہیں ہوئے ہیں یا جن کی تفسیر و تدبیر تیرے علاوہ کوئی نہیں جانتا میری حسب ذیل حاجتوں کو روا فرما۔

دوسرا عشرہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ آجائے تو قرآن کو ہاتھوں میں لے کر کھولے اور ان فقرات کو پڑھ کر اپنی حاجت طلب کرے خدا حاجت کو روا فرمائے گا۔

۱۰۸۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ ..... عُتَقَائِكَ مِنَ النَّارِ

یہ دعا اعمال شب قدر میں موجود ہے۔

۱۰۹۔ اسی طرح شب جمعہ کی جب ایک تہائی شب رہ جائے تو روایات میں ہے کہ اگر کوئی پندرہ بار سورہ قدر پڑھ کر خدا سے اپنی حاجتوں کا ذکر کرے تو خدا اس کی حاجت کو روا فرمائے گا۔

حرم امام حسین علیہ السلام

دعاؤں کے لئے حضرت کا حرم تمام مقامات سے بہتر وافضل ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جب کسی کو کوئی حاجت ہو تو حرم امام حسینؑ میں جائے اور حضرت کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے۔

۱۱۰۔ یا اَبَا عَبْدِاللهِ، اَشْهَدُ اَنَّکَ تَشْهَدُ مَقامی، وَتَسْمَعُ کَلامی، وَاَنَّکَ حَیٌّ عِنْدَ رَبِّکَ تُرْزَقُ، فَاسْأَلْ رَبَّکَ وَرَبّی فی قَضاءِ حَوائِجی»

اے مولا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ میری حیثیت سے باخبر ہیں اور میرے کلام کو سن رہے ہیں اور زندہ ہیں اور رزق خدا سے بہرہ مند ہیں اپنے اور میرے رب سے سفارش کر دیجئے کہ میری حاجت کو روا فرما دے۔

بند وظیفہ

ایک شخص کا وظیفہ بادشاہ کی طرف سے مقرر تھا کسی وجہ سے اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا، یہ شخص امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور حضرت سے عرض کیا کہ جب آپ کا بادشاہ کے پاس جانا ہو تو میرے لئے سفارش کر دیجئے گا۔

اسی شب بادشاہ کا فرستادہ اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ بادشاہ نے تجھے بلایا ہے جس وقت یہ شخص دربار میں پہنچا بادشاہ نے نہایت عزت و احترام سے اپنے پہلو میں بٹھلایا اور نہایت گرم جوشی سے استقبال کیا اور خزانچی کو حکم دیا کہ جتنے دنوں کا وظیفہ رکا ہے اس کو دیا جائے یہ شخص ہنسی خوشی اپنے گھر لے کے چلا راہ میں اسی فرستادہ سے ملاقات ہوئی جو لینے آیا تھا اس نے اس شخص سے کہا حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے کہنا جو دعا تمھارے لئے کی ہے مجھے بھی تعلیم فرمائیں۔

یہ شخص ہشاش بشاش گھر پہنچا اور پھر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے جس وقت اس کو خوش وخرم پایا فرمایا معلوم ہوتا ہے مراد حاصل ہوگئی۔

اس نے جواب دیا جی ہاں۔

پھر اس نے حضرت سے عرض کیا مولا آپ بادشاہ کے یہاں تو گئے نہیں تھے سفارش کیونکر فرمائی۔

حضرت نے فرمایا۔ 111

خدائے تعالیٰ نے ہم لوگوں سے عہد لیا ہے کہ ہر مشکل میں اس کے علاوہ کسی کی طرف رجوع نہ کروں اور اس کے علاوہ کسی سے سوال نہ کروں لہذا ڈرا کہیں ایسا نہ ہو جب میں اپنے انداز کو بدل دوں تو وہ اپنے وعدے سے منصرف ہو جائے۔

پھر اس شخص نے دربان کی گفتگو نقل کی حضرت نے جواب میں فرمایا کہ دربان بظاہر اپنے کو ہمارا دوست بتاتا ہے لیکن اس کا باطن ہماری محبّت سے خالی ہے دعاؤں کی قبولیت کے لئے ہماری محبّت شرط ہے، رہا مسئلہ اس دعا کا تو وہ دعا یہ ہے جس کو میں نے جب بھی کسی اہم مشکل کے وقت پڑھا میری حاجت خداوند تعالیٰ نے روا فرمائی اور میں نے حضرت احدیت سے دعا کی ہے جو بھی میری قبر پر اس دعا کو پڑھے خدا اس کی دعا کو مستجاب فرمائے۔

یَا عُدَّتِیْ عِنْدَ الْعَدَدِ ، وَیَا رَجَائِیْ وَالْمُعْتَمَدُ وَیَا کَهْفِیْ وَالسَّنَدُ ، وَیَا وَاحِدُ ، یَا اَحَدُ ، وَیَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَسْأَلُکَ اللّٰهُمَّ بِحَقِّ مَنْ خَلَقْتَهٗ مِنْ خَلْقِکَ وَلَمْ تَجْعَلْ فِیْ خَلْقِکَ مِثْلَهُمْ اَحَدًا اَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْهِمْ وَاَنْ تَفْعَلَ بِیْ کَذَا وَکَذَا۔

اپنی حاجت طلب کرے۔

اے میری ضعیفی کے سرمائے، اے میری امید و اعتماد اے میری پناہ گاہ و سہارے، اے واحد و احد اے وہ جس کی شان میں قل ہو اللہ احد ہے بارالہا تجھے تیرے ان بندوں کا واسطہ جن کا مثل و نظیر تو نے پیدا نہیں کیا ان ذوات پر درود بھیج اور میری حسب ذیل حاجتوں کو روا فرما۔

نکتہ۔ حضرت کا یہ ارشاد کہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے ہماری محبت شرط ہے یہ صرف دعا کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر عمل کی قبولیت کے لئے ولایت محمد وآل محمد علیہم السلام ضروری و شرط ہے۔

۱۱۲۔ محمد بن مسلم کا بیان ہے حضرت امام محمد باقر اور جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں۔

ہم اہلبیتؑ کی مثال اس گھر کی ہے جو بنی اسرائیل کے درمیان تھا جب بنی اسرائیل میں کسی کو کوئی حاجت درپیش ہوتی تو وہ چالیس روز تک عبادت کرتا، گناہوں سے بچتا تب اس کی دعائیں قبول ہوتیں۔ اس زمانے کے ایک آدمی نے خوب عبادت کی گناہوں سے بچا لیکن جب دعا کرتا تو اس کی دعا قبول نہ ہوتی اس نے حضرت عیسیٰؑ سے شکایت کی حضرت مسیح نے وضو کیا نماز پڑھی اور خدا سے دعا کی وحی آئی اے عیسیٰؑ دعا کرتے کرتے اگر اس کی گردن خشک ہو کر ٹوٹ جائے اور ہاتھ کی انگلیاں پارہ پارہ ہو جائیں تو بھی اس کی دعا قبول نہیں کروں گا کیونکہ اس نے اس راہ کو چھوڑ دیا ہے جس سے دعا کرنا چاہئے تھا۔ یہ مجھ سے دعا کر رہا ہے اور تمہاری نبوت میں اس کو شک ہے حضرت عیسیٰؑ نے جب اس کو اس کے راز دل سے باخبر کیا تو اس نے اقرار کیا اور کہا کہ آپ خدا سے یہی دعا فرما دیں کہ میرے دل سے اس شک کو برطرف فرما دے حضرت عیسیٰؑ نے اس کے حق میں دعا فرمائی خدا نے فضل

فرمایا اور اس کے دل سے شک و شبہ زائل ہوگیا۔
ہم اہلبیتؑ کی بھی یہی حیثیت ہے خداوند عالم صرف ان بندوں کے اعمال کو قبول کرتا ہے جو ہماری رہبری کا یقین رکھتے ہیں"

۱۱۳۔ نیکیاں

اچھے کام بھی دعاؤں کے مستجاب ہونے کا سبب ہیں لہذا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے اگر کوئی نماز واجب ادا کرکے خدا سے دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

ابن فحام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو حضرت سے سوال کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ نماز فریضہ کے بعد دعا مستجاب ہوتی ہے تو حضرت نے فرمایا صحیح ہے۔ جب نماز واجب کو ادا کرلو تو سجدے میں جاؤ اور کہو۔

«اللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ بِحَقِّ مَنْ رَوٰاهُ، وَبِحَقِّ مَنْ رُوِیَ عَنْهُ، صَلِّ عَلٰی جَمٰاعَتِهِمْ وَافْعَلْ بِی حاجت طلب کرے۔

خدایا تجھے اس کے حق کی قسم دیتے ہوئے سوال کر رہا ہوں جس نے اس حدیث کی روایت کی (حضرت علیؑ) اور جس نے اس کو بیان فرمایا (رسولؐ اللہ) ان ذوات مقدسہ

پر درود بھیج میری ان حاجتوں کو روا فرما۔

۱۱۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا نے نمازوں کو ان اوقات میں واجب قرار دیا ہے جو اس کو سب سے زیادہ محبوب ہیں لہذا اپنی حاجتوں کو نماز کے بعد طلب کیا کرو۔

۱۱۵۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے جب تک بندہ نماز کے بعد خدا سے جنت تک رسائی، حوروں سے شادی اور جہنم سے بچنے کی دعا نہ کرے نہ اٹھے۔

۱۱۶۔ ابو حمزہ کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا جب بندہ مومن نماز پڑھتا ہے تو خداوند عالم حوروں کو حکم دیتا ہے اس نمازی کے گرد حلقہ بنالو اگر نماز کے بعد یہ شخص خداوند عالم سے حوروں کا مطالبہ نہیں کرتا تو یہ حوریں اس کے حال پر تعجب کرتی ہوئی متفرق ہو جاتی ہیں۔

۱۱۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں نماز وتر نماز صبح نماز ظہر اور نماز مغرب کے بعد دعائیں قبول ہوتی ہیں بعض روایتوں میں آیا ہے کہ نماز مغرب کے بعد سجدہ میں جائے اور دعا کرے دعاؤں کی قبولیت کا بہترین وقت ہے۔

دعائے فقیر

اگر کسی نے فقیر کی مدد کی اور اس نے مدد کرنے والے

کے لئے دعا کی تو خدا اس فقیر کی دعا کو قبول فرماتا ہے لیکن یہی فقیر اگر اس وقت اپنے لئے دعا کرے تو اس کی دعا خود اس کے حق میں قبول نہیں ہوتی۔

۱۱۸۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے بیت الشرف پر جو خادم فقیروں کو صدقہ دینے کے لئے رکھا گیا تھا آپ نے اس سے فرمایا تھا صدقہ دیتے وقت تھوڑا رک جایا کرو تاکہ وہ دعا دے لے۔ چونکہ فقیر کی دعا رد نہیں ہوتی۔

۱۱۹۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے یہ بھی خادم سے فرمایا تھا کہ فقیر سے کہو۔ دعا کر دے۔

۱۲۰۔ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام کا بھی ارشاد ہے کہ جب فقیر کو کچھ دیا کرو تو اس سے کہو کہ دعا کرے چونکہ اس کی دعا تمہارے حق میں قبول ہے خود اس کے حق میں قبول نہیں ہے۔

۱۲۱۔ صدقہ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا طریقہ تھا کہ جب صدقہ دیتے تو اپنے ہاتھوں کو چومتے جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا۔

صدقہ فقیر کے ہاتھوں میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔

۱۲۲۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جب تم میں سے کوئی فقیر کو کچھ دے تو اپنے ہاتھوں کو چومے چونکہ صدقہ سائل کے ہاتھ سے قبل خداوند عالم کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔ خدا صدقات کا وصول کرنے والا ہے۔

۱۲۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔
صدقہ فقیر کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے پھر حضرت نے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔
کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقات کو وصول کرتا ہے اور وہی بڑا توبہ کا قبول کرنے والا ہے[1]۔

۱۲۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
حضرت باری تعالیٰ کا ارشاد ہے میں نے ہر عمل خیر کا کسی نہ کسی کو وکیل قرار دیا ہے لیکن صدقہ کو خود وصول کرتا ہوں لہذا جس وقت کوئی عورت یا مرد ایک دانہ کھجور کا بھی صدقہ دیتا ہے تو اس کا صدقہ کوہِ احد کے برابر ہو چکا ہوگا

۱۲۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
صدقہ کے ذریعہ اپنی روزی آسمان سے اتارو۔

---

[1] سورہ توبہ آیت ۱۰۴

۱۲۶- ایک دن حضرت نے اپنے فرزند جناب محمد سے پوچھا کس قدر خرچ موجود ہے؟
جناب محمد نے کہا - چالیس دینار
حضرت - اس کو راہ خدا میں صدقہ دیدو -
محمد - اگر اس کو صدقہ دیدوں تو پھر گھر میں کچھ باقی نہیں رہتا -
حضرت - اس کو راہ خدا میں دیدو تا کہ خداوند عالم اس کے عوض ہمیں عطا فرمائے کیا تم نہیں جانتے ہر چیز کی کلید ہوا کرتی ہے رزق کی کنجی صدقہ ہے لہذا چالیس دینار کا صدقہ نکال دو -
جناب محمد نے تعمیل حکم کرتے ہوئے راہ خدا میں صدقہ دیدیا دس دن بھی نہ گذرے تھے کہ چالیس ہزار دینار حضرت کے ہاتھوں تک پہنچ گئے -

۱۲۷- حضرت کا یہ ارشاد بھی ہے -
صدقہ دینے سے قرض ادا ہوتا ہے اور برکت اس کی جگہ آجاتی ہے -

۱۲۸- جب فقیر و نادار ہو تو خدا سے صدقہ کے ذریعہ تجارت کرو، کیونکہ خدا اس صدقہ کو چند گنا بنا کر عطا فرمائے گا -

۱۲۹- حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں -
صدقہ ستر طرح کی دنیاوی بلاؤں سے بچاتا ہے صدقہ دینے والا کبھی بدترین موت نہیں مرتا -

۱۳۰- مجبور سانپ

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص قریب سے گذرا حضرت نے دیکھنے کے بعد فرمایا کہ یہ شخص مرجائے گا۔

کچھ دیر بعد اصحاب نے دیکھا کہ وہی شخص لکڑیوں کا گٹھر لئے جارہا ہے اصحاب نے پوچھا اے خدا کے رسول آپ نے تو فرمایا تھا کہ یہ شخص مرجائے گا یہ تو زندہ ہے۔

حضرت نے اس لکڑہارے سے کہا اپنا بوجھ یہاں رکھو جب اس کے بار کی تلاشی لی گئی تو اس میں سیاہ رنگ کا سانپ تھا جس کے منھ میں ایک پتھر کا ٹکڑا تھا۔

پھر حضرت عیسیٰ نے سوال کیا اے بھائی آج تو نے کون سا کام کیا ہے؟ لکڑہارے نے کہا خدا کے رسول دو روٹیاں تھیں ایک فقیر قریب سے گذرا میں نے ایک روٹی اس کو صدقہ میں دیدی۔

حضرت نے فرمایا۔ یہی صدقہ ہے جس نے اس مار سیاہ کے منہ کو بند کر دیا تھا۔

۱۳۱- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ جو جتنا اچھا صدقہ دے گا اس کے مرنے کے بعد اللہ اس سے بہتر اس کی اولاد کو عطا فرمائے گا۔

۱۳۲- حضرت سے جب سورہ حج کی آیت نمبر ۳۶ کے متعلق

سوال کیا گیا تو حضرت نے فرمایا
قانع اس فقیر کو کہتے ہیں جو سوال کرے اور "معتر"
تمہارا وہ دوست جو نادار ہے لیکن سوال نہیں کرتا۔

منیٰ کا فقیر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میدان منیٰ میں تشریف فرما تھے ایک فقیر نے سوال کیا حضرت نے ایک خوشۂ انگور دینے کا حکم دیا فقیر نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں پیسے دیجئے، حضرت نے فرمایا۔ جا خدا تیری روزی میں برکت دے وہ خالی ہاتھ حضرت کے پاس سے چلا گیا۔

دوسرا فقیر آیا حضرت نے تین دانے انگور اس کو دیئے اس نے حضرت سے وہ انگور لئے اور کہا الحمد للہ رب العالمین[1] جس وقت اس نے یہ کہا حضرت نے فرمایا۔ ٹھہرو۔ ایک انجل انگور اس کو اور دیے اس فقیر نے پھر فرمایا الحمد للہ رب العالمین۔ جس وقت فقیر نے یہ کہا حضرت نے فرمایا ٹھہرو۔ اور اپنے خدمت گذار سے پوچھا کتنے درہم تیرے پاس باقی ہیں؟
خادم۔ دو سو۔
۱۳۳۔ حضرت نے فرمایا اس فقیر کو سب دیدو۔

---

[1] ج آیت ۳۶ اطعموا القانع والمعتر

فقیر نے درہم پاکر بھی الحمد للہ رب العالمین کہا فقیر کی اس حمد پر حضرت نے پھر فرمایا ٹھہرو اور جو پیراہن زیب تن تھا اس کو اتار کر دیدیا فقیر نے اب حضرت کی طرف رخ کر کے کہا اے خدا کے بندے تم نے مجھ کو پیراہن دیا اور خوش کیا خدا تم کو اچھی پاداش مرحمت فرمائے۔ یہ کہہ کر حضرت کے حضور سے رخصت ہو گیا۔

راوی کہتا ہے کہ اگر وہ فقیر رخصت نہ ہوا ہوتا تو حضرت اسے یوں ہی دیتے رہتے۔

۱۳۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اگر کسی کا صدقہ اس تک پلٹ کر آجائے تو نہ اس کو کھا سکتا ہے اور نہ فروخت کر سکتا ہے کیونکہ اس مال کی وہی حیثیت ہے جو آزاد کردہ غلام کی ہے، جس طرح آزاد کیا ہوا غلام پھر آزاد نہیں ہو سکتا اسی طرح یہ دیا ہوا صدقہ پھر صدقہ میں نہیں دیا جا سکتا۔

۱۳۵۔ آپ ہی کا ارشاد ہے۔

اگر فقیر کو دینے کے لئے مال علیحدہ کرو اور اتنی دیر میں فقیر چلا جائے تو پھر اس مال کو اپنے مال میں شامل نہ کرو۔

صدقہ کی قسمیں

ابھی تک مال کے صدقہ کا تذکرہ تھا، زبان کا بھی صدقہ ہوتا ہے جو مال سے افضل و بہتر ہے۔

۱۳۶ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے۔

بہترین صدقہ، صدقۂ زبان ہے اصحاب نے پوچھا یارسولؐ اللہ یہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا صدقہ زبان سے مراد

ا۔ کسی مومن کی زبان سے سفارش کرنا تاکہ اس کو اس بلا سے چھٹکارا مل سکے جس میں وہ مبتلا ہے۔

ب۔ بات چیت کے ذریعہ مومن کو باہمی اختلاف وخون خرابے سے بچانا۔

ج۔ زبان کے ذریعہ نیکی کے اسباب فراہم کرنا اور بری باتوں سے روکنا کیونکہ جو مومن کے مال وآبرو کی حفاظت کرے گا خدا اس کے مال وآبرو کی حفاظت فرمائے گا۔

د۔ لوگوں کے درمیان صلح وآشتی کی کوشش کرنا اتحاد کی فضا ہموار کرنا جیسے امور صدقۂ زبان ہیں۔

ارشاد باری ہے۔

ان لوگوں کی اکثر راز کی باتوں میں کوئی خیر نہیں مگر وہ شخص جو کسی کو صدقہ دے اچھے کام یا اتحاد کا حکم دے[1]۔

۱۳۷۔ صدقہ کی ایک قسم، صدقہ علم وفکر بھی ہے آنحضرتؐ کا ارشاد ہے۔

اپنے برادر مومن کو صحیح مشورہ دو اور اس کی صحیح رہنمائی کرو کیونکہ یہ دونوں صدقہ ہے۔

---

[1] سورہ نساء آیت ۱۱۴

۱۳۸- یہ ارشاد بھی آپ کا ہے۔
خود علم حاصل کرنے کے بعد کسی کو تعلیم دینا صدقہ ہے،

۱۳۹- علم کی زکات یہ ہے کہ ان لوگوں کو بتایا جائے جو نہیں جانتے۔

۱۴۰- ہر شے کی زکات ہوتی ہے علم کی زکات یہ ہے کہ اس کے خواہش مندوں کو تعلیم دیا جائے۔

فضیلت علم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

۱۴۱- ہر مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے علم کو اس کی جگہوں اور جانے والوں سے حاصل کرو کیونکہ اگر خوشنودی خدا کے لئے علم حاصل کیا جائے تو نیکی و عبادت ہے بحث و گفتگو تسبیح ہے اور مطابق علم عمل کرنا جہاد ہے جو نہیں جانتے ان کو سکھانا صدقہ ہے اور اپنی علمی کاوشوں کو صاحبان فہم تک منتقل کرنا خدا سے قربت کا ذریعہ ہے۔

علم ہی حلال و حرام کی شناخت، جنت کا منارہ، وحشت کا مونس، تنہائیوں کا رفیق و ساتھی، رنج و غم کا راہنما دشمن کا اسلحہ اور دوستوں کی زینت ہے۔

اسی علم سے خدا نے قوموں کو عزت و افتخار بخشا، نیکیوں میں لوگوں کا پیشوا بنایا لہذا بعد والوں نے ان کی پیروی کی ان کے نظریوں کو اپنایا اور ان کے کاموں سے آگے بڑھے۔

ایسے صاحبان علم سے ملائکہ نے دوستی کی تمنا کی اور اپنے پروں سے انھیں مس کیا اور اپنی نمازوں میں انھیں دعائے خیر سے یاد کیا۔

یہی نہیں ہر خشک و تر نے ان عالموں کے لئے خدا سے طلب مغفرت کی مچھلیوں نے دریاؤں میں درندوں اور چرندوں نے خشکیوں میں ان کی بخشش کی تمنّا کی۔

علم جہالت میں قلب کے لئے حیات ہے، اندھیروں میں آنکھوں کے لئے روشنی، اور ضعف و ناتوانی میں جسم کی قوت ہے۔

یہی علم بندے کو نیکوکاروں اور اچھے لوگوں کی بزم میں صدر نشین کرتا ہے اور دنیا و آخرت میں بلندئ مرتبہ کا سبب ہوتا ہے۔

صاحبان علم کی فکر، روزوں کا ثواب اور درس و بحث شب بیداری کا اجر رکھتی ہے، اسی علم سے خدائے عزیز و جلیل کی اطاعت و عبادت ہوتی ہے اسی علم سے حلال و حرام پہچانا جاتا ہے اور عزیز و اقارب کے ساتھ حسن سلوک و صلۂ رحم کیا جاتا ہے علم عمل کا پیشوا ہے اور عمل علم کا پیرو، حضرت حق کے نزدیک علم سعادتوں کا سبب اور شقاوتوں کا ذریعہ ہے۔

چولی دامن

میرے عزیز و محترم پڑھنے والو!

خدا کی رحمت آپ کے شامل حال ہو ذرا حضرت کے ارشاد پر غور فرمائیے۔ "عمل علم کا تابع ہے" یعنی علم و عمل کا ساتھ چولی دامن کا ہے ممکن ہی نہیں علم بغیر عمل کے عمل بغیر علم کے مفید ہو، لہذا ہر صاحب علم کو اپنے علم کے بقدر عمل ناچاہیئے۔

حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کے ارشادات میں یہ صراحت ہے کہ علم عمل کے بغیر مفید نہیں۔

۱۴۲- اگر کسی کا علم بڑھتا جائے لیکن عمل میں اضافہ نہ ہو تو اس کا علم خدا سے دوری کا ذریعہ بنتا جائے گا

اسی طرح علم کے بغیر عمل بھی مفید نہیں ہوا کرتا اس ضمن میں معصوم فرماتے ہیں۔

۱۴۳- جس نے علم و آگہی کے بغیر عمل کیا اس کی مثال اس شخص کی ہے جو منزل مقصود کے برخلاف سمت کو چلے جس قدر بڑھتا جائے گا منزل سے دور ہوتا جائے گا۔

بہر حال علم و عمل ہر مرحلے میں ایک دوسرے کے دوش بدوش ہیں علم کے بغیر عمل، اور عمل کے بغیر علم کو پائیداری و استحکام نہیں مل سکتا۔

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی تشریف آوری بلکہ خلقت کائنات کا مقصد اصلی علم و عمل کو محوریت و مرکزیت دینے کے لئے تھا۔

قرآن حکیم کی حسب ذیل دو آیت میں اسی نکتہ کی طرف

اشارہ ہے۔

خدا ہی تو ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور زمینوں کو بھی اسی طرح پیدا کیا۔ جہاں اس کا حکم نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تم باخبر رہو کہ خدا ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اور کوئی شے اس کے احاطۂ علم سے خارج نہیں ہے[1]۔

علم کی عظمت و منزلت کے لئے یہ ایک آیت کافی ہے اسی طرف عمل کی ترغیب کے لئے حضرت احدیت کا یہ ارشاد کافی ہے۔

میں نے جن و انس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے[2]

ان دونوں آیتوں کی روشنی میں فرد عاقل کو علم و عمل کے علاوہ کسی دوسری فکر میں نہیں رہنا چاہئے، ساری کوشش اسی علم و عمل کی راہ میں ہونا چاہئے اس سے ہٹ کر ہر جد و جہد بے کار و بے مقصد ہے۔

علم و عمل کی اس تاکید کے بعد ایک نکتہ کی طرف اور اشارہ کرتا چلوں علم و عمل کے درمیان علم ——— عمل سے بہتر ہے۔

۱۴۴۔ حضرت ختمی مرتبت کا ارشاد ہے۔

خدا کے نزدیک علم، عبادت کے مقابلہ میں فضیلت رکھتا ہے۔

---

[1] سورہ طلاق آیت ۱۲ [2] سورہ ذاریات آیت ۵۷

۱۴۵۔ صاحب علم کو عابد پر وہی برتری حاصل ہے جو چودھویں رات میں چاند کو ستاروں پر ہوتی ہے۔

اے علیؑ! صاحب علم کا محو خواب ہونا عابد کی عبادت سے افضل ہے، صاحب علم کی دو رکعت نماز عابد کی ستر رکعت پر برتری رکھتی ہے۔

۱۴۶۔ اے علیؑ استراحت کی حالت میں عالم نے جو غور و فکر کی اس کے یہ لمحات ستر سال کی عبادت پر فضیلت رکھتے ہیں۔

۱۴۷۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اہل علم کے پاس ایک گھنٹہ بیٹھنا خدا کے نزدیک ہزار سال کی عبادت سے زیادہ محبوب تر ہے۔

اہل علم کے چہرے کو دیکھنا خانہ خدا میں ایک سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔

۱۴۸ اہل علم کی زیارت کو جانا خانۂ خدا کے ستر طواف سے بہتر ہے اور ستر حج و عمرۂ مقبول کے مساوی ہے، اللہ ستر درجہ اس کا مرتبہ بلند فرماتے ہوئے اس پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے اور ملائکہ اس کے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

لیکن عمل کے مقابلہ میں علم کی فضیلت کے یہ معنی نہیں کہ صرف علم پر اکتفا ہو اور عمل کو نظر انداز کر دیا جائے اگر کسی کی یہ فکر ہوئی تو اس کا علم ضائع ہو جائے گا چونکہ علم درخت کی حیثیت رکھتا ہے اور عمل پھل کی جگہ پر ہے، درخت کی قدر و

قیمت پھل سے ہے اگر درخت میں پھل نہ لگیں تو جلانے کے لائق ہے لہذا دونوں راہ میں جدوجہد کرنا چاہئے دونوں کی اپنی اپنی جگہ پر علیحدہ علیحدہ ایک حیثیت ہے علم اصل و اساس عمل ہے حدیث میں علم کو عمل کا پیشوا اور عمل کو علم کا پیرو بتایا گیا ہے اس پیشوائی و پیروی میں دو ذمہ داری انسان پر عائد ہوتی ہے۔

۱۔ پہلے خدا کو پہچانے پھر اس کی عبادت کرے چونکہ معبودِ ناشناختہ شدہ کی عبادت نہیں ہوتی عقلی دلیلوں نے اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔

۲۔ جس خدا کو پہچان لیا ہے اس کے سامنے ہماری ذمہ داری کیا ہے اور کس طرح اس کی اطاعت و بندگی ہونا چاہئے کیونکہ ممکن ہے جس عمل کو اطاعت سمجھ کر انسان انجام دے رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس کی ناراضگی کا سبب ہو آیات و روایات نے اس رخ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

ایک عالم سے کسی نے سوال کیا علم افضل ہے یا عمل تو انھوں نے جواب دیا عالم کے لئے عمل برتر ہے اور جاہل کیلئے علم۔

علم بغیر عمل روز قیامت صاحب علم کے لئے وبال بن جائے گا۔

۱۴۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اہل جہنم کو سب سے زیادہ اذیت بے عمل عالم کی بدبو سے ہوگی جہنم میں سب سے زیادہ حسرت و ندامت اس شخص کے لئے ہوگی جس کی تبلیغ سے دوسرے جنت میں جائیں گے اور خود عالم بے عمل اپنی بدعملی کی وجہ سے جہنم میں جائے گا۔

قرآن حکیم کا ارشاد ہے

وہ سب تمام گمراہوں کے ساتھ منہ کے بل ڈھکیل دیئے جائیں گے۔[1]

۱۵۰۔ اس آیۃ کے ذیل میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہاں گمراہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حق کو پہچان کر اس پر عمل نہیں کرتے۔

۱۵۱۔ آپ ہی کا یہ ارشاد بھی ہے۔

سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں پر ہوگا جنھوں نے اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کیا ہوگا۔

۱۵۲۔ ایک موقع پر حضرت فرماتے ہیں۔

جس قدر چاہو علم حاصل کرو لیکن خدا علم کے مطابق جزا نہیں دے گا بلکہ معیار جزا عمل قرار دیا جائے گا، اہل علم کی توجہ عمل کی طرف ہوتی ہے اور نادانوں کی توجہ اِدھر اُدھر کی باتوں میں رہتی ہے۔

علم و اہل علم کی فضیلت میں آیات و روایات بہت زیادہ

---

[1] سورہ شعراء آیت ۹۴

وارد ہوئی ہیں بطور نمونہ چند کو پیش کر رہا ہوں۔

۱ - اللہ خود گواہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ملائکہ اور صاحب علم گواہ ہیں کہ وہ عدل کے ساتھ قائم ہے[1]۔

۲ - کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں ان کے برابر ہو جائیں گے۔ جو نہیں جانتے[2]۔

۱۵۳- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب قیامت آئے گی میدان محشر میں ترازو اعمال نصب کیا جائے گا شہداء کے خون کو علماء کے قلم کی روشنائی سے وزن کیا جائے گا، علماء کے قلم کی روشنائی شہیدوں کے خون پر برتری لے جائے گی۔

ایک اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر یہ کی ہے کہ شہید کا خون اس کے مرنے کے بعد دوسروں کے لئے مفید نہیں ہوتا لیکن عالم کی تحریر اس کی رحلت کے بعد بھی دوسروں کیلئے مشعل راہ بنی رہتی ہے۔

۱۵۴ ایک جگہ حضرت فرماتے ہیں۔

مومن کے مرنے کے بعد اگر ایک صفحہ بھی ایسا ہے جس میں علم کی بات ہے تو وہ صفحہ جہنم اور اس شخص کے درمیان حائل و مانع ہو جائے گا اور خدا اس لکھنے والے کو ہر حرف کے عوض بہشت میں ایک شہر عطا فرمائے گا جو اس دنیا سے

---

[1] سورہ آل عمران آیت ۱۸ [2] سورہ زمر آیت ۹

سات گنا بڑا ہوگا۔

لیکن یہاں علم سے مراد وہ علم ہے جو انسان کو خدا سے قریب کردے، بندہ کے دل میں خدا کا خوف بڑھا دے، آخرت کے لئے جس عمل کی ضرورت ہے اس میں نشاط پیدا کردے اور زہد دنیا کے اضافہ کا سبب ہو۔

۱۵۵۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

★ اس علم کو حاصل کرنا چاہیے جو عمل کی اصلاح کے لئے ضروری ہو۔

★ اس علم کا حاصل کرنا واجب ہے قیامت کے دن جو عمل کا محور و مرکز قرار پائے۔

★ اس علم کا حاصل کرنا لازم ہے جو قلب کی اچھائیوں اور برائیوں کو آشکار کرے۔

★ سب سے زیادہ اچھا وہ علم ہے جو عمل میں اضافے کا سبب ہو۔

★ اس علم کو حاصل نہ کرنا جس کے نہ جاننے سے ضرر نہ ہو۔

★ اس علم کو ضرور حاصل کرنا جس کے چھوڑ دینے سے جہالت میں اضافہ ہو جائے۔

قرآن کریم، جو پیام انسانی بن کر آیا ہے اس نے بھی اہل علم کی بڑی توصیف و تعریف کی ہے۔

۱۔ بندوں میں صرف اہل علم ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں[1]

---

[1] فاطر آیت ۲۸

حضرت احدیت نے اس آیۂ کریمہ میں صرف اہل علم کو خدا سے ڈرنے والا بتایا ہے جو اہل علم نہیں ہیں وہ خدا سے ڈرنے والے بھی نہیں ہیں۔

کیا جو شخص رات کی گھڑیوں میں حالت سجدہ و رکوع میں خدا کی عبادت کرتا ہے اور آخرت کا خوف رکھتا اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو نہیں جانتے[1]۔

اس آیت میں حضرت احدیت نے اہل علم کو شب زندہ دار نماز شب کا پڑھنے والا، رکوع و سجود کا عادی اور خدا سے لو لگانے والا بتایا ہے۔

دوسری جگہ قرآن فرماتا ہے۔

ان میں بہت سے علمائے مسیح ہیں اور کچھ راہب جو غرور نہیں کرتے۔

اس آیت نے یہود و نصاریٰ کے علماء کے درمیان کا فرق بتایا ہے کہ علماء انصاری غرور نہیں کرتے علم کی شان یہ ہے کہ وہ انسان میں تواضع پیدا کرے۔

۱۵۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

خوف خدا علم کی میراث ہے۔

علم معرفت خدا کی کرن اور دل کی جان ہے جو دل خوف خدا سے خالی ہو گا عالم نہیں ہو سکتا ولو وہ اپنے علم کے ذریعہ دانہ جو

---

[1] سورہ زمر آیت ۹

میں سوراخ ہی کیوں نہ کر دے۔

حضرت احدیت نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے علماء اس کے بندوں میں سب سے زیادہ اس سے ڈرتے ہیں۔

۱۵۷۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

ہر مدعی علم کے پاس نہ بیٹھنا تاکہ تمہارے یقین کو شک میں، اخلاص کو ریا میں، تواضع کو غرور میں، ہمدردی کو خودغرضی میں، زہد کو حرص دنیا میں تبدیل کر دے۔

ایسے عالم کے پاس بیٹھنا جو تم کو غرور سے تواضع، ریا سے اخلاص، شک سے یقین، حرص دنیا سے زہد دنیا اور خودغرضی سے ہمدردی کی طرف لائے۔

۱۵۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

سب سے زیادہ شقی وہ انسان ہے جو لوگوں میں علم کے اعتبار سے شہرت رکھتا ہو اور عمل کے میدان میں غیر معروف ہو

آپ نے یہ بھی فرمایا۔

الٹی چٹان

۱۵۹۔ میں نے ایک چٹان کو دیکھا جس پر لکھا تھا مجھ کو پلٹو جب میں نے اسے پلٹا تو اس پر لکھا تھا جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا اس کا علم اس کے لئے وبال ہے وہ علم اس کے لئے باعث ضرر قرار پائے گا۔

۱۶۰۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی الٰہی آئی۔

اگر جاننے والے اپنے علم کے مطابق عمل نہ کریں تو ان کو
ستر طرح کے اندرونی عذاب میں مبتلا کروں گا سب سے
ہلکا عذاب یہ ہوگا کہ ہمارے ذکر کی شیرینی ان کے قلب سے
نکل جائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے

۱۶۱۔ جس علم کے مطابق عمل نہ ہو اس کی مثال اس گمنام
خزانے کی ہے جس کے جمع کرنے والے نے زحمتوں سے جمع کیا
تھا لیکن کسی کے کام نہ آیا۔

۱۶۲۔ علم عمل کے ساتھ ساتھ ہے جو جانتا ہے اسی کے مطابق عمل
کرتا ہے، علم، صاحب علم کو عمل کی دعوت دیتا ہے اگر اس نے عمل
کیا تو باقی رہتا ہے ورنہ کوچ کر جاتا ہے۔

۱۶۳۔ حضرت امام صادق علیہ السلام آیۃ انّما یخشی اللہ...
کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ عالم وہ ہے جس کے قول و فعل میں
یکسانیت پائی جائے وہ عالم نہیں ہے جس کے قول و فعل میں
میں اتحاد نہ ہو۔

۱۶۴۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔
اللہ نے اپنے بعض انبیاء سے کہا۔ جو لوگ اپنی صلاحیتوں
کو نہ مذہب کی راہ میں صرف کرتے ہیں اور نہ علم و دانش کے
مطابق عمل کرتے بلکہ ان کی ساری توجہ دنیا کی طرف ہوتی ہے
آخرت کو بھولے رہتے ہیں۔
ان کے دل بھیڑیوں کی طرح بے رحم اور ان کا سراپا

حیوانوں کی طرح ہے ان کی باتیں شہد سے زیادہ میٹھی اور ان کے کرتوت ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں۔

ان سے پوچھئے کیا یہ مجھ سے حیلہ و نیرنگ کر رہے ہیں یا میرا مذاق اُڑا رہے ہیں میں انھیں ایسے فتنوں میں مبتلا کروں گا کہ حکماء و عقلا انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔

۱۶۵۔ آنحضرتؑ نے فرمایا۔ جو لوگ اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتے ان کی مثال اس چراغ کی ہے جو دوسروں کو تو روشنی پہنچاتا ہے لیکن خود سلگتا رہتا ہے۔

۱۶۶۔ طالب علم کے فرائض

ابھی تک عالم اور خدا کے درمیان کے فرائض کا تذکرہ کر رہا تھا اب استاد اور شاگرد کے درمیان کے روابط کا ذکر کر رہا ہوں جس کو عبداللہ بن حسن نے اپنے جد بزرگوار علیہ السلام نے نقل کیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ استاد سے زیادہ سوال نہ کرے۔

۲۔ اگر کسی نے استاد سے سوال کیا ہے تو خود جواب میں پہل نہ کرے۔

۳۔ استاد اگر متوجہ نہ ہو تو اس کو بار بار اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔

۴۔ اگر استاد کا مزاج ناساز ہو تو اس وقت زحمت نہ دے۔

۵۔ استاد کی طرف اشارہ نہ کرے۔

۶۔ گوشہ چشم سے نہ دیکھے۔
۷۔ استاد کی بزم میں دوسروں سے باتیں نہ کرے۔
۸۔ استاد کی عیب جوئی نہ کرے
۹۔ استاد سے یہ نہ کہے کہ فلاں نے آپ کے بیان کے خلاف یہ کہا۔
۱۰۔ استاد کے اسرار کو فاش نہ کرے۔
۱۱۔ استاد کے سامنے کسی کی غیبت نہ کرے۔
۱۲۔ استاد کی موجودگی و عدم موجودگی میں اس کا طرفدار رہے۔
۱۳۔ وقتِ سلام، اوروں کے مقابلے میں استاد کے لئے سلام کے ساتھ محبت کا اضافہ کرے۔
۱۴۔ استاد کے روبرو بیٹھے۔
اگر وہ کسی چیز کا مطالبہ کرے تو دوسروں سے پہلے انجام دینے کی کوشش کرے۔
استاد کی طولانی گفتگو سے خستہ نہیں ہونا چاہئے چونکہ استاد کی حیثیت درخت خرمہ کی ہے جس کے پھل کے لئے انتظار کرنا پڑتا ہے۔
اگر استاد شب زندہ دار و روزہ دار ہے تو اس کی مثال مجاہد کی ہے جس کی رحلت دیوار اسلام کے لئے وہ رخنہ ہے جو قیامت تک پر نہیں ہوگا اگرچہ طالب علم کی خود اتنی اہمیت ہے کہ ستر ہزار ملائکہ اس کے ہمراہ ہوتے ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں۔
بچپنے میں علم حاصل کرو تاکہ بڑے ہو کر دوسرے تمھاری طرف مراجعہ کریں۔
ایک حکیم نے کہا ہے کہ اگر کسی نے بچپنے میں زحمت علم نہ اٹھایا تو ساری عمر جہالت میں رہ جائے گا۔

۱۶۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
خوشامد مومن کا شیوہ نہیں ہے لیکن تحصیل علم کے لئے خوشامد کر سکتا ہے۔

۱۶۸۔ علم کی قسمیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
علم کی چار قسمیں ہیں۔
۱۔ وہ علم جس سے خدا کو پہچانا جا سکے۔
۲۔ وہ علم جو یہ بتائے کہ خدا نے ہمارے ساتھ کیا کیا
۳۔ وہ علم جو بتائے کہ خدا ہم سے کیا چاہتا ہے
۴۔ وہ علم جو یہ بتائے کہ کون سی چیز دین سے خارج کرتی ہے۔

۱۶۹۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ۔
اللہ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر اُن سے تین وعدے لئے۔
۱۔ شرک نہیں کریں گے۔
۲۔ اس کی بندگی کرتے رہیں گے۔

۳- ہر چیز خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جس چیز کو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔

پیسہ کماؤ

علم و عمل کی فضیلت و اہمیت کو سمجھ لینے کے بعد یقین کر لینا چاہئے کہ ان دو کے علاوہ جو کچھ ہے وہ بے مقصد و بے فائدہ ہے کسی قسم کا خیر و فلاح اس میں نہیں چونکہ علم و عمل کے علاوہ وہ جو چیز بھی ہے یا وہ زندگی کے لئے ضروری ہے یا غیر ضروری۔ چند سطروں میں اس کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔

ضرورت زندگی

ضروریات زندگی کا طلب کرنا گناہ نہیں بلکہ عبادت ہے۔

۱۷۰- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
اپنے اہل و عیال کے نان و نفقہ کے لئے سعی کرنے والے کی حیثیت راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی ہے۔

۱۷۱- حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔
تجارت کرو اللہ برکت دے گا کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رزق کے دس حصے ہیں نو حصہ تجارت میں ہیں اور ایک حصہ دوسرے مشاغل میں۔

نکمّا شوہر

۱۷۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
مرد کے لئے یہی ایک گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کے حق کو ضائع کرے۔

۱۷۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔
ملعون ہے، ملعون ہے، ملعون ہے وہ شخص جو اپنے اہل و عیال کا حق ضائع کردے۔

بہرحال کسب و کار اور تجارت میں تین نکتوں کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

۱۷۴۔ **نکتہ اوّل**

مومن حلال کاموں کو اختیار کرے، حرام تو حرام مشکوک کاموں سے بھی پرہیز کرے کیونکہ مشکوک کام ہی حرام تک لے جاتے ہیں آنحضرتؐ فرماتے ہیں جو پیسہ کمانے میں یہ فکر نہیں کرتا کہ حلال راہ سے آرہا ہے یا حرام خدا بھی اس کے لئے فکر نہیں کرتا کہ کس راہ سے جہنم میں جائے گا، یعنی خدا کی ہدایت اس سے منقطع ہوجاتی ہے۔ حسینی

نکتہ دوم

ضرورت کے بقدر روزی پر قانع رہے مثلاً اگر پورے دن میں ڈیڑھ روپیہ کما سکتا ہے اور خرچ صرف ایک روپیہ کا ہے تو ایک روپیہ کمائے اور بقیہ اوقات کو عبادت خدا میں صرف

کرے اور ایسا بھی کرسکتا ہے کہ ایک دن کام کرے اور ایک دن یاد خدا میں مصروف رہے۔ چونکہ شریعت نے ایک سال کی ضروریات کے اکٹھا کرنے کی اجازت دی ہے لہذا اس سے زائد کے لئے ذخیرہ اندوزی نہ کرے۔

نوٹ: قناعت کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک دن کام کرے اور ایک دن تعطیل کرے بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پیسے جس قدر چاہے کمائے لیکن اپنی ضرورت کو اسلامی اصولوں کے مطابق تنظیم کرے۔

اسلام نے کثرت مال سے روکا نہیں ہے بلکہ حکم دیا ہے لہذا عبادت کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم بار بار قرآن میں "اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکاۃ" کی صورت میں آیا ہے لہذا جب تک انسان صاحب نصاب نہیں ہوگا اس وقت تک زکوٰۃ نہیں نکال سکتا لہذا ہر مومن کو قرآنی نقطۂ نظر سے اتنا مالدار ہونا چاہئے کہ مال کی زکوٰۃ ادا کرسکے لہذا جب معاشرہ کی بعض فردیں زکوٰۃ نکالیں گی تو قہری طور سے یہ مال زکوٰۃ ناداروں تک پہنچے گا اور دیکھتے دیکھتے معاشرہ کے غریب بھی امیروں کی صف میں شامل ہوجائیں گے۔

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں دنیا کی آرزو بہت رکھتا ہوں حضرت نے پوچھا دنیا لے کر کیا کروگے تو اس نے کہا مال دنیا کو اپنے

اہل وعیال، عزیز واقارب اور ناداروں پر خرچ کروں گا اور حج وعمرہ کے لئے جاؤں گا تو حضرت نے فرمایا یہ طلب دنیا نہیں طلب آخرت ہے۔

بہر حال اگر کسب وکار میں خوب جدوجہد کر کے مال حاصل کرے تو خلاف قناعت نہیں ہے بشرطیکہ اسلامی دستورات کے مطابق خرچ کر رہا ہو۔ حسینی

فرزند جعشم

۱۷۵ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فرزند جعشم پہنچے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگر کسی کے پاس شب وروز کی روزی ہے، بیماری سے بچا ہوا ہے اور کسی طرح کا خوف وخطرہ نہیں ہے تو ایسے شخص کے پاس ساری دنیا کی نعمت ہے۔

فرزند جعشم سنو دنیا سے جو تمہارے لئے ضروری ہے سب سے پہلے غذا ہے جس سے تمہاری بھوک برطرف ہو سکے، اس کے بعد لباس ہے جس سے برہنگی دور ہو سکے اگر گھر ہے تو کیا کہنا اور اگر سواری بھی ہے تو نورٌ علی نور اور اگر گھر و سواری نہیں ہے تو کوئی مضائقہ نہیں چونکہ ہر حلال میں حساب اور حرام میں عذاب وعقاب ہے۔

نکتہ سوم

لالچ سے پرہیز کرنا چاہئے یہ بہت مذموم صفت ہے کیونکہ

بسا اوقات لالچ کی وجہ سے انسان مشکوک کاموں کو کر بیٹھتا ہے جو حرام تک لے جاتا ہے۔

اس کا عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ روزی خدا نے تقسیم کردی ہے نہ حرص سے بڑھنے والی ہے اور نہ قناعت سے گھٹنے والی ہے۔

۱۷۶۔ امام معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

روزی جسے بیٹھ کر نہیں ملے گی کھڑے ہو کر بھی نہیں ملے گی، یعنی، جتنی جس کے مقسوم میں لکھی ہے وہ مل کر رہے گی

۱۷۷۔ حج آخری میں آنحضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا تھا۔

اے لوگو! جو چیز تم کو جنّت سے قریب اور جہنم سے دور کرسکتی ہے میں نے تمھیں بتا دیا اور اس پر عمل کرنے کی تاکید کردی ہے اور جو چیز جہنم سے قریب کرسکتی ہے اور جنّت سے دور اس سے تم کو متنبہ کردیا۔

سنو روح الامین نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے جو تمھیں سنا رہا ہوں۔

جب تک کسی کا رزق تمام نہیں ہوگا اس کو موت نہیں آئے گی لہذا کم سے کم دنیا کے پیچھے دوڑو، اگر روزی حلال کے پہنچنے میں تاخیر ہو جائے تو صبر کرو حرام راہوں سے فراہم نہ کرو کیونکہ اللہ نے حلال روزی اپنے بندوں کے درمیان تقسیم فرمادی ہے حرام روزی کسی کو نہیں دی ہے جس کسی نے صبر و پرہیزگاری کو اپنایا حلال روزی پائے گا اور اگر بے صبری کی اور حرام

راہوں سے فراہم کیا تو اس کے حصّے کی حلال روزی سے حرام کے بقدر خدا گھٹا دے گا اور آخرت میں باز پرس کرے گا۔

۱۷۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کسی صحابی سے پوچھا اگر تمھاری طولانی عمر ہو جائے اور تم کو ان لوگوں کے درمیان زندگی گذارنا پڑ جائے جو سال آنے سے پہلے ایک سال کا آذوقہ جمع کرتے ہیں تو تم کیا کروگے۔؟

یہ لوگ وہ ہیں جو صبح کے وقت شام کی فکر میں غرق اور شام کو صبح کی فکر میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ درانحالیکہ انھیں نہیں معلوم کہ کل کیا ہونے والا ہے زندوں میں شمار ہوگا یا مردوں میں[1]۔

اخراجات

۱۷۹۔ اپنی زندگی کی ضروریات میں میانہ روی اور کتاب وسنت کے اصولوں کی رعایت بھی ضروری ہے کیونکہ اسراف وفضول خرچی کو خدا دوست نہیں رکھتا اس کا صاف و صریح بیان ہے، اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں[2]۔

۱۸۰۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے اسراف کیا خدا اس کو فقیر

---

[1] حدیث میں صحابی کا جواب تحریر نہیں ہے۔ حسینی

[2] اسراء، آیت ۲۷

کر دے گا، ایک جگہ فرمایا جس نے میانہ روی رکھی کبھی محتاج نہیں ہوگا صد سے زیادہ کھانا بھی اسراف میں ہے، آنحضرتؐ کا ارشاد ہے

۱۸۱- اولاد آدم کے لئے وہ چند لقمے کافی ہیں جو اس کو کھڑا رکھیں شکم میں تین حصّے ہیں ایک حصّہ کھانے کا دوسرا پانی کا اور تیسرا ہوا کا۔

۱۸۲- قیامت میں سب سے زیادہ بھوکے وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں سب سے زیادہ کھاتے ہیں۔

زیادہ کھانا دل کو سخت کر دیتا ہے۔

جسم کو عبادت خدا کے لئے سست بنا دیتا ہے۔

نماز شب سے روک دیتا ہے۔

زیادہ کھانے والے گندگیوں کے گرد پھرتے ہیں کم خوراک مسجدوں میں پائے جاتے ہیں۔

نوٹ: زیادہ کھانے سے مراد یہ نہیں ہے کہ ہر آدمی نصف چپاتی کھانے لگے بلکہ ہر شخص کھانا کھاتے وقت اپنے شکم کا ۱/۳ حصّہ پانی اور ۱/۳ حصہ سانس کے لئے خالی رکھے۔ کچھ افراد وہ ہیں جو اس کی رعایت نہیں کرتے۔

حسینی

بچّوں کے بیچ

اہل وعیال کے درمیان بھی میانہ روی کو برقرار رکھنا

چاہیئے ۔ لیکن میانہ روی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان پر زندگی تنگ ہو جائے بلکہ مستحب ہے کہ اسباب آسودگی کو ان کے لئے وسیع انداز سے فراہم کرے اور ان سے جو وعدہ کرے اس کو وفا کرے تاکہ وہ خوش رہیں ۔

۱۸۳۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

جب بچوں سے کوئی وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو کیونکہ وہی تم کو اپنا روزی رساں سمجھتے ہیں ۔

خدا بچوں اور عورتوں کی وجہ سے مرد پر سب سے زیادہ غضبناک ہوتا ہے ۔

۱۸۴۔ مستحب ہے کہ سرپرست خاندان بیوی بچوں کے لئے جمعہ کے دن پھل کا انتظام کرے ۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے ۔

شب جمعہ پھل لے کر گھر میں آیا کرو ۔ ایک دوسری حدیث میں معصوم نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ بچے جمعہ کی آمد کا انتظار کریں گے جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور رحمت خدا کے دروازے کھلے ہوتے ہیں ۔

بڑوں کے بیچ

بسا اوقات انسان والدین کا کفیل بھی ہوتا ہے لہذا مناسب ہے والدین کی عظمت و اہمیت کی طرف اشارہ کرتا چلوں ۔

۱۸۵- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
تین چیزیں افضل اعمال ہے۔
۱۔ نماز کا وقت پر ادا کرنا۔
۲۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔
۳۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

عرش کے نیچے

۱۸۶- حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت احدیت سے مصروف مناجات تھے درمیان مناجات ایک شخص کو عرش اعظم کے نیچے دیکھا حیرت زدہ ہو کر پوچھا یہ کون ہے جو اس عظمت تک پہنچا اس نے کیا کیا؟
ارشاد قدرت ہوا موسیٰؑ اس میں دو خوبیاں تھیں جس نے اس کو یہاں تک پہنچایا۔ پہلی خوبی تو یہ تھی کہ والدین کے حق میں مہربان تھا دوسری خوبی یہ کہ چغلخور نہیں تھا۔

۱۸۷-۱ ایک شخص حضرت ختمیؐ مرتبت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں گناہگار ہوں کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟
حضرت۔ کیا تیرے ماں باپ میں کوئی ہے؟
سائل۔ باپ ہے۔
حضرت۔ جاؤ اسی کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اس شخص کے چلے جانے کے بعد حضرت نے پھر فرمایا اگر ماں ہوتی تو

بہتر تھا۔

۱۸۸۔ **حضرت** ۔ اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ عمر طولانی اور رزق وسیع ہو تو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے کیونکہ والدین کے ساتھ صلۂ رحم وحسن سلوک اللہ کی اطاعت ہے۔

۱۸۹۔ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ذکر کیا بوڑھا باپ ہے جب اس کو حاجت محسوس ہوتی رہے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لے جاتا ہوں۔

۱۹۰۔ حضرت نے فرمایا جب تک کر سکتے ہو یہ کرتے رہو کیونکہ کل تم کو یہ عمل آتش جہنم سے بچائے گا۔

اپنے زندہ یا مردہ والدین کے ساتھ نیکی کرو ان کی طرف سے نمازیں پڑھو روزہ رکھو صدقہ دو یہ سب ان کے لئے بہتر ہے اور تمہارے لئے بھی، خدا انھیں اعمال کی وجہ سے نیکیوں میں اضافہ فرمائے گا۔

اولاد و والدین کے حقوق

اولاد کو چاہیئے کہ ماں باپ کو ان کے ناموں سے مخاطب نہ کرے نہ ان کے آگے چلے، بیٹھتے وقت نہ ان سے پہلے بیٹھے۔

ایک شخص حضرت مرسل اعظمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ہمراہ جس بچے کو لئے ہوئے تھا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس کا مجھ پر کیا حق ہے؟

۱۹۱۔ **حضرت** ۔ اچھا نام رکھو، اچھی تربیت دو اور اچھا مستقبل

مدنظر رکھو۔

۱۹۲۔ **حضرت**۔ فرزند صالح انسان کے لئے سعادت ہے۔

۱۹۳۔ **حضرت**۔ اولاد باپ کے لئے خدا کا عطا کردہ پھول ہے جس کو وہ اس کے بندوں کے درمیان سونگھتا ہے اسی طرح جیسے حسنینؑ ہمارے لئے گل ہیں ہیں نے ان کا نام ہارون کے بیٹوں کے ناموں پر شبرؑ و شبیرؑ رکھا ہے۔

تڑپتی میّت

۱۹۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

عیسیٰ ابن مریمؑ ایک دن ایک قبر سے گذرے جس پر عذاب ہو رہا تھا دوسرے سال جب اسی قبر سے گذرے تو عذاب ختم ہو چکا تھا بارگاہ احدیت میں عرض کیا کیا وجہ ہے کہ اس میّت سے عذاب ٹل گیا؟

جواب قدرت تھا اس کے ایک بیٹا تھا جو یتیموں کو پناہ دیتا ہے اور لوگوں کے درمیان صلح و آشتی کی راہیں ہموار کرتا ہے اس کے فرزند کے اس عمل کی وجہ سے میں نے اس کو بخشا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا بندۂ مومن خدا کے لئے جو میراث اپنے بعد چھوڑتا ہے وہ فرزند صالح ہے جو اس کی عبادت و بندگی کرے۔

حضرت زکریاؑ نے خدا سے دعا کی۔

خدایا..... مجھ کو اپنی بارگاہ سے ایک فرزند جانشین عطا

فرما جو میری اور حضرت یعقوبؑ کی نسل کی میراث کا مالک ہوا
معبود اس کو اپنا پسندیدہ بندہ[1] بنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۱۹۵۔ جس نے اپنے چار بچوں میں سے ایک کا نام میرے نام پر
نہیں رکھا تو اس نے مجھ پر جفا کی۔

امیر گھر

۱۹۶۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں۔
اس گھر میں غربت نہیں آسکتی ہے جس میں محمدؐ، احمد
علی، حسن، حسین، طالب، عبداللہ اور فاطمہ نام کے
افراد پائے جائیں۔

۱۹۷۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جب شیطان کسی کو۔ یا علی۔ یا محمد۔ کہہ کر پکارتے
ہوئے سنتا ہے تو رانگ کی طرح پگھل جاتا ہے۔

۱۹۸۔ ۱۹۹۔ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جب ہمارے گھر میں کوئی بچہ ہوتا ہے تو ایک ہفتہ
تک اس کا نام محمد رکھتے ہیں، ساتویں دن کے بعد اگر چاہا
تو بدل دیا ورنہ رہنے دیا۔ اپنے بچوں کا اچھا نام رکھو چونکہ
قیامت کے دن اسی نام سے پکارا جائے گا اور فرشتے آواز

---

[1] سورہ مریم آیت ۶

دیں گے اے شخص تیرے نام سے نور ساطع ہے اسی کے سہارے آگے بڑھو۔ اور کچھ وہ ہوں گے جن کے ناموں میں کوئی روشنی نہیں ہوگی فرشتے حکم دیں گے آگے بڑھو تمہارے نام بے نور ہیں۔

۲۰۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جب تمہارے یہاں کسی عورت کو چار ماہ کا حمل ہو تو روبہ قبلہ لٹا کر اس کے پہلو پر ہاتھ رکھ کر کہو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ سَمَّیْتُہٗ مُحَمَّدًا

خدایا میں نے اس بچے کا نام محمد رکھا ہے اس وقت خدا اس بچے کو لڑکا قرار دے گا اگر یہی نام باقی رکھا تو خدا کی برکت اس بچے کے شامل حال رہے گی اور اگر بدل دیا تو خدا کو اختیار ہے کہ اس کو زندہ رکھے یا اٹھالے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

۲۰۱۔ اگر کسی کے حمل ہو تو نیت کرے کہ اس کا نام محمدؐ یا علیؑ رکھے گا خدا ان ناموں کی برکت سے فرزند عطا فرمائیگا۔

۲۰۲۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو جب کسی مولود کی خبر دی جاتی تو لڑکی اور لڑکے کا سوال نہیں فرماتے بلکہ پوچھتے صحیح وسالم ہے یا نہیں؟
خبر دینے والے کہتے۔ صحیح وسالم ہے۔
حضرت فرماتے۔ خدا کی حمد ہے کہ اس نے مجھ سے نامناسب اولاد نہیں پیدا کی۔

۲۰۳- حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں۔
سعادت مند ہے وہ انسان جو مرنے سے پہلے اپنا جانشین فرزند دیکھ لے۔ حضرت حق نے مجھے میرا جانشین مجھے دکھا دیا۔ پھر امام رضا علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔
یہ ہمارا جانشین ہے۔

۲۰۴- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
خدا اس باپ پر رحمت نازل فرماتا ہے جو اپنے بیٹے سے بہت زیادہ محبت رکھے۔

۲۰۵- ایک شخص نے حضرت سے یہی سوال کیا کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟
حضرت نے فرمایا۔ والدین کے ساتھ
سائل نے کہا دونوں مر چکے ہیں۔
حضرت نے فرمایا۔ پھر اپنے بچوں کے ساتھ

۲۰۶- حضرت ہی کا یہ ارشاد بھی ہے۔
اپنے بچوں سے محبت کرو اور ان کے ساتھ رحمدلی سے پیش آؤ اور جب وعدے کرو تو پورا کرو چونکہ وہ تم ہی کو اپنا روزی رساں سمجھتے ہیں۔
حضرت کا یہ ارشاد بھی ہے۔

۲۰۷- جو اپنے بچے کا بوسہ لے خدا اس کے نامۂ اعمال میں نیکی لکھتا ہے اور جس نے بچے کو شاد کیا خدا قیامت کے دن اس کو

شاد کرے گا جس نے قرآن کی تعلیم دی روز قیامت اسے آواز دے کر بلایا جائے گا اور دو حُلّے پہنائے جائیں گے جس کی نورانیت سے جنّتیوں کا چہرہ جگمگا اٹھے گا۔

۲۰۸۔ بزم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک شخص نے آکر آپ سے کہا میں نے آج تک کسی بچے کا بوسہ نہیں لیا ہے اس شخص کے چلے جانے کے بعد حضرت نے فرمایا ـــــ یہ شخص جہنمی ہے۔

۲۰۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ انصار کا ایک شخص اپنے دو بچوں میں ایک کو پیار کر رہا ہے، حضرت نے فرمایا کیوں نہیں دونوں کو برابر سے پیار کرتے۔

۲۱۰۔ ایک شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اپنے بچّے کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا ـــــ مارو نہیں کچھ دیر کیلئے ناراض ہو جاؤ۔

حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا ہر صبح اپنے بچوں اور نواسوں کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ایک دن نماز جماعت ادا فرما رہے تھے آخری دو رکعت مختصر انداز سے پڑھ کر تمام فرمائی اصحاب نے پوچھا کیا کوئی جدید حکم نازل ہوا ہے جو آپ نے نماز کو اختصار سے ادا فرمایا۔

۲۱۱۔ حضرت نے پوچھا کیا ہوا؟

اصحاب نے کہا آپ نے آخری دو رکعت اختصار سے ادا فرمائی۔

حضرت ۔ کیا تم لوگوں نے بچے کے رونے کی آواز نہیں سنی تھی ۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اس لئے نماز مختصر کر دی خیال ہوا بچے کے رونے سے اس کے باپ کی توجہ نماز سے ہٹ جائے گی ۔

لڑکیوں کی برکتیں

۲۱۲- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے سوال کیا کہ انھیں ایک لڑکی عطا فرمائے جو مرنے کے بعد ان پر گریہ و ماتم کرے۔

۲۱۳- حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اولاد میں لڑکیاں لڑکوں سے بہتر ہیں کیونکہ وہ مہربان باسلیقہ بابرکت اور نفاست پسند ہوتی ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۲۱۴- جو لڑکیوں کی موت کا خواہاں ہو وہ اس ثواب سے محروم رہے گا جو اللہ لڑکی کی پرورش کے صلے میں عطا فرماتا ہے روز قیامت خدا کے سامنے گناہگار حاضر کیا جائے گا۔

۲۱۵- آپ نے یہ بھی فرمایا۔

جو اپنے بچوں کو بد دعا دے گا خدا اس کو فقیر کر دے گا۔

۲۱۶- حضرتؐ نے فرمایا

لڑکیاں نیکیاں ہیں اور لڑکے نعمت ہیں نیکی پر ثواب عطا فرمائے گا اور نعمت کی باز پرس ہوگی۔

۲۱۷- آنحضرتؐ نے فرمایا۔

جس کسی کے تین لڑکیاں اور تین لڑکے ہوتے ہیں وہ مستحق جنت ہے۔

کسی نے سوال کیا اگر دو ہوں تو؟
آپ نے فرمایا اگر دو یا ایک بھی ہوں تو مستحق جنّت ہے۔

۲۱۸۔ اگر کسی نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی صبر و تحمّل کے ساتھ شادی کی عمر تک کفایت کی یا اگر مر جائیں تو تجہیز و تکفین کا انتظام کیا تو وہ شخص جنّت میں مجھ سے بالکل قریب ہوگا۔

اس جگہ بھی کسی نے سوال کیا کہ اگر دو لڑکیاں یا بہنیں ہوں تو کیا اس کا بھی وہی مرتبہ ہے؟
آنحضرتؐ نے فرمایا ایک اور دو کی موجودگی میں بھی یہی مرتبہ حاصل ہوگا۔

برہم باپ

۲۱۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک شخص لڑکی کی ولادت پر برہم و غضبناک ہے۔
حضرتؑ نے اس سے سوال کیا اگر خدا بذریعہ وحی تجھ سے سوال کرے کہ میری پسند سے اولاد لے گا یا اپنی پسند سے؟ اس شخص نے کہا خدا کی پسند کو مقدم کروں گا۔
تب حضرت نے فرمایا جب یہ نظریہ ہے تو لڑکی کی ولادت پر برہم کیوں ہو خدا نے خود تیرے لئے لڑکی کو پسند فرمایا ہے۔
پھر حضرت نے فرمایا۔

حضرت خضرؑ نے حکم خدا سے جن دو بچوں کو قتل کیا تھا اللہ نے اس کے عوض انھیں لڑکیاں عطا فرمائیں جن سے اللہ نے ستر نبی پیدا کئے۔

عزیز واقارب

۲۲۰۔ قیامت تک مردوں کے صلبوں اور عورتوں کے رحموں سے پیدا ہونے والوں سے میری وصیت ہے کہ عزیز واقارب کے ساتھ صلہ رحم کرتے رہیں چونکہ صلہ رحم ومیل جول دین کا جز ہے ولو عزیز دور رو دراز کے فاصلے پر ہی کیوں نہ ہوں۔

۲۲۱۔ آنحضرتؐ پھر فرماتے ہیں۔

پل صراط کا ایک سرا صلۂ رحم اور دوسرا امانتداری سے جڑا ہوا ہے۔ امانت داری کی پاسداری اور عزیز و اقارب کے ساتھ صلۂ رحم کرنے والا ہی پل صراط سے گذر سکتا ہے۔

صلۂ رحم وامانت داری سے خالی افراد کو ان کے دوسرے اعمال فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

زوجہ

۲۲۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

جبرئیل ہمیشہ مجھ سے ازواج سے متعلق تاکید کرتے رہے ان کی بار بار کی تاکید سے مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ

جب تک عورت کھلّم کھلا فحاشی کی مرتکب نہ ہو طلاق نہیں دی جا سکتی ہے۔

۲۲۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ معاشرہ کی دو کمزور صنف عورت و یتیم سے خبردار رہنا۔

۲۲۴۔ شوہر پر بیوی کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اسے بھوکا نہ رکھے، کپڑے پہنائے۔ اس کے کاموں میں نکتہ چینی نہ کرے اگر کسی نے ان باتوں کا لحاظ رکھا تو حتماً بیوی کا حق ادا کر دیا۔

یہ تھیں اسلام کی وہ آفاقی تعلیمات جس میں ایک طرف ذوی الحقوق کا تذکرہ کیا تو دوسری طرف ان حلال راہوں کی بھی نشاندہی کر دی جس سے پیسہ کمایا جاتا ہے۔

اسلام نے کاہلی اور سستی کی شدّت سے مذمت کی ہے۔

۲۲۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے صحابی سے فرماتے ہیں۔

مجھے جب خدا سے کوئی حاجت ہوتی ہے تو اس سے قوت و طاقت کا سوال کرتا ہوں تاکہ روز روشن میں کسب حلال کر سکوں چونکہ اس کا ارشاد ہے جب نماز ختم ہو جائے تو روئے زمین پر اپنی روزی کی تلاش میں جہاں چاہو جاؤ۔[1] سنو!

---

[1] سورۂ جمعہ آیت ۱۰

اگر کوئی گھر میں بیٹھ کر دروازہ کو اپنے اوپر بند کرے اور متمنی ہو کہ اس کی روزی اس تک پہنچ جائے گی تو یہ بھی انھیں تین لوگوں میں ہوگا جس کی دعا مستجاب نہیں ہوتی۔

صحابی نے پوچھا وہ تین لوگ کون ہیں جن کی دعائیں مستجاب نہیں ہوتیں؟

امام علیہ السلام۔ وہ تین گروہ یہ ہیں۔

ا۔ وہ شوہر جو اپنی بیوی سے ناراض ہو کر اس کے لئے خدا سے بددعا کرے خدا اس کی بددعا کو قبول نہیں کرتا چونکہ طلاق دے کر رہائی پا سکتا ہے۔

ب۔ لکھا پڑھی کے بغیر اگر کسی نے کسی کو قرض دیا اور بعد میں قرضدار نے قرض سے انکار کر دیا تو اگر اس غاصب کے حق میں قرض دینے والا بددعا کرے تو خدا قبول نہیں فرماتا چونکہ اس نے حکم خدا کی مخالفت کی ہے قرآن میں ارشاد ہے جب کسی سے لین دین کرو تو لکھا پڑھی کرو۔

ج۔ وہ مالدار جو گھر میں بیٹھ کر اپنے ذخیرۂ مال کو صرف کر رہا ہے اور خدا سے دعا کر رہا ہے کہ رزق میں برکت عنایت فرما۔

یہاں تک گفتگو عوام الناس سے متعلق تھی لیکن جو خاصان خدا ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ ایک وہ جو کاروبار میں مشغول ہیں۔

ب۔ دوسرے وہ جو خدا پر توکل و بھروسہ رکھے ہوئے ہیں۔

لہٰذا مناسب سمجھتا ہوں ذرا توکل کی فضیلت کی طرف

بھی اشارہ کرتا چلوں۔

توکل

توکل کا پیدا کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں "صدیقین" ہیں جو اس عظیم مرتبہ پر فائز ہوئے ہیں۔

مرتبہ توکل تک جو پہنچ گیا رنج و محن سے نکل کر امن و امان تک پہنچ جاتا ہے رضائے الٰہی کے دسترخواں پر روٹیاں توڑتا ہے اور چشمۂ اطمینان سے سیراب ہوتا ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے۔

جس نے خدا پر بھروسہ کیا خدا اس کے لئے کافی ہے[1]

دوسری جگہ ارشاد قدرت ہے۔

یہ ایسے صاحبان ایمان ہیں کہ جب ان کو لوگوں نے خبر دی کے تمہارے دشمنوں نے تمہارے خلاف بڑا لشکر اکٹھا کر لیا ہے لہذا ان سے ڈرو لیکن اس خبر سے ان کے ایمان اور بڑھ گئے اور جواب میں کہا ہمارا خدا ہمارے لئے کافی ہے اور وہی ہمارا حامی و ذمہ دار ہے۔ اسی توکل کے سبب یہ مجاہدین میدان کارزار سے بغیر کسی اذیت کے بھرے ہاتھوں پلٹے[2]۔

۲۲۶۔ انبیائے گذشتہ پر وحی آئی۔

اے بنی آدمؑ! میں نے تمہیں خاک پھر نطفہ سے پیدا

---

[1] سورہ طلاق آیت [2] سورہ العمران آیت ۱۷۳، ۱۷۴

کیا تمھارا پیدا کر دینا مجھ پر دشوار نہیں تھا لیکن تمھاری روزی کا پہنچانا سخت ہے۔

۲۲۷۔ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام سے ارشاد باری ہوا۔
جس قدر تمھاری توجہ میری طرف ہے اسی کے بقدر میری توجہ بھی تمھاری طرف ہے قیامت کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے یاد کرو۔
نوافل و مستحبات کے ذریعہ مجھ سے قریب رہو، مجھ پر ہی توکل کرو تاکہ میں تمھارا کفیل ہو جاؤں میرے علاوہ کسی پر اعتماد و بھروسہ نہ کرنا ورنہ تم سے باز پرس ہوگی۔
عیسیٰؑ! بلاؤں پر صبر کرنا میرے فیصلوں پر راضی رہنا ہماری خوشی کے متمنی رہو کیونکہ ہماری خوشی اسے ملتی ہے جو گناہوں سے دور ہو اور اطاعت میں مشغول۔
اے عیسیٰؑ! اپنی زبان سے میرے ذکر کو زندہ رکھو اور میری محبت سے اپنے دل کو لبریز۔

۲۲۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں
جو روزی کی فکر میں رہا گناہگار رہا۔

۲۲۹۔ ہارا حاکم

روایت میں ہے کہ حضرت دانیال کے زمانہ کے ظالم حکمران نے آپ کو گرفتار کر کے کنوئیں میں ڈال دیا اور ساتھ میں چند بھوکے خونخوار درندے بھی چھوڑ دیئے لیکن ان خونخوار

درندوں نے آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچایا اس وقت کے نبی کے پاس خدا کی وحی آئی کہ دانیال کے لئے کھانا لے جاؤ نبی نے سوال کیا خدایا دانیال کہاں ہیں، وحی آئی گھر سے باہر نکلو تمھیں ایک قوی ہیکل درندہ ملے گا اس کے ہمراہ ہو جانا وہ تم کو دانیال تک پہنچا دے گا۔

نبی خدا نے وحی کے مطابق عمل کیا گھر سے باہر نکلے ایک قوی ہیکل درندہ سامنے آیا اس کے ساتھ ہو لئے اس جانور نے اس کنوئیں تک پہنچا دیا جس میں حضرت دانیال ڈالے گئے تھے جب وقت کے نبی نے غذا کنوئیں کے اندر پہنچائی اور حضرت دانیال تک پہنچی تو انھوں نے کہا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یَنْسٰی مَنْ ذَکَرَہٗ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنْ تَوَکَّلَ عَلَیْہِ کَفَاہُ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنْ وَثِقَ بِہٖ لَمْ یَکِلْہُ اِلٰی غَیْرِہٖ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا وَبِالسَّیِّئَاتِ غُفْرَانًا وَبِالصَّبْرِ نَجَاۃً۔

حمد ہے اس خدا کے لئے جو اپنے یاد کرنے والوں کو بھولتا نہیں۔ حمد ہے اس خدا کے لئے جو دعا کرنے والوں کو ناامید نہیں کرتا حمد ہے اس خدا کی جس نے اس پر توکل کیا اس نے اس کی سرپرستی کی حمد ہے اس خدا کی جس نے اس پر اعتماد و اعتبار کیا تو اس کو دوسروں سے بے نیاز کر دیا۔

حمد ہے اس خدا کیلئے جو نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتا ہے،
گناہوں کو معاف کرتا ہے اور صابروں کو بچا لیتا ہے۔

۲۳۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
خدا نے یہ طے کیا ہے کہ متقین کی روزیاں وہاں قرار دے
جہاں سے انھیں وہم و گمان بھی نہیں ہے اور ان لوگوں کے لئے
اسے پسند نہیں ہے کہ ظالموں کے پاس آمد و رفت رکھیں۔
حضرت حق نے جناب داؤد پر یہ بھی وحی فرمائی۔
جو دوسروں سے قطع امید کر کے مجھ سے لو لگائے تو پورا کر دیتا
ہوں۔

۲۳۱۔ جبرئیل پہنچے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ایک دن
روح الامین حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور فرمایا اللہ نے مجھے آپ کے پاس ایک ایسا
تحفہ دے کر بھیجا ہے جو آپ سے پہلے کسی کے پاس نہیں
بھیجا تھا۔
آنحضرتؐ۔ وہ کیا ہے؟
جبرئیلؑ۔ صبر۔
آنحضرتؐ۔ صبر سے بہتر بھی کوئی چیز ہے؟
جبرئیلؑ۔ قناعت۔
آنحضرتؐ۔ قناعت سے بہتر بھی کوئی چیز ہے؟
جبرئیلؑ۔ رضا۔

آنحضرتؐ - رضا سے بہتر بھی کچھ ہے؟
جبرئیلؑ - زہد -
آنحضرتؐ - زہد سے بہتر کیا ہے؟
جبرئیلؑ - اخلاص
آنحضرتؐ - اخلاص سے بہتر بھی کچھ ہے؟
جبرئیلؑ - یقین -
آنحضرتؐ - یقین سے بہتر کیا ہے؟
جبرئیلؑ - اگر کسی میں توکل پیدا ہو جائے تو اس میں یقین اخلاص رضا..... سب پیدا ہو جائے گا -
آنحضرتؐ - جبرئیل توکل کی کچھ وضاحت کرو -
جبرئیلؑ - توکل کے یہ معنی ہیں کہ انسان اس کا یقین پیدا کرے کہ خدا کے علاوہ نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ کوئی فائدہ، نہ کوئی دے سکتا ہے، نہ کوئی روک سکتا ہے -

خدا پر توکل و بھروسہ رکھنے والا مخلوق سے مایوس رہتا ہے جس وقت بندۂ خدا میں یہ صفت پیدا ہو جاتی ہے وہ پھر کسی غیر خدا کے لئے کوئی کام نہیں کرتا -

ایسے انسان کا دل نہ کبھی بے راہ ہوگا اور نہ کبھی کسی سے خائف اور نہ کبھی خدا کے علاوہ کسی سے لَو لگائے گا ——— یہ ہے توکل -
آنحضرتؐ - اچھا جبرئیل ذرا صبر کی وضاحت کرو؟

جبرئیلؑ ۔ صابر اسے کہتے ہیں جو بلاؤں اور مصیبتوں میں اسی طرح صبر و سکون سے رہتا ہے جس طرح عیش و آرام میں مال و دولت میں اسی طرح خوش خرم رہتا ہے جس طرح ناداری و مفلسی میں، بیماری و پریشانی میں اسی طرح صبر و سکون کا مظاہرہ کرتا ہے جس طرح عافیت و سلامتی میں زمانہ کی سختیوں میں گھر جانے کے بعد بھی بندوں سے خدا کا شکوہ نہیں کرتا۔

آنحضرتؐ ۔ جبرئیلؑ قناعت کی وضاحت کرو؟

جبرئیلؑ ۔ قانع اسے کہتے ہیں جو کم و زیادہ کی پرواہ کئے بغیر دنیا سے جو اسے مل جاتا ہے اس پر خوش حال ہو کر خدا کا شکر کرتا ہے۔

آنحضرتؐ ۔ رضا کسے کہتے ہیں؟

جبرئیلؑ ۔ راضی اسے کہتے ہیں جو خدا سے کبھی ناراض نہ ہو خواہ دنیا سے اسے کچھ ملے یا نہ ملے اور اپنے مختصر اعمال پر راضی نہیں ہوتا۔

آنحضرتؐ ۔ جبرئیل زہد کی تعریف کیا ہے؟

جبرئیلؑ ۔ زاہد اسے کہتے ہیں جو ہر اس چیز کو دوست رکھتا ہے جس کو خدا دوست رکھتا ہے اور اس چیز سے متنفر ہے جس سے خدا متنفر ہے، حلال دنیا سے دور بھاگتا ہے چہ جائیکہ حرام، چونکہ حلال دنیا میں حساب اور حرام میں عقاب و عذاب ہے۔

زاہد جس طرح اپنے اوپر رحم کرتا ہے اسی طرح

تمام مسلمانوں پر رحم کرتا ہے۔ فضول باتوں سے اس طرح گریزاں ہوتا ہے جس طرح حرام سے کوئی بچتا ہے، زیادہ کھانے سے اسی طرح نفرت کرتا ہے جس طرح بدبودار مردار سے کراہت کی جاتی ہے۔

زاہد دنیا کی نعمتوں اور زینتوں سے اس طرح دور بھاگتا ہے جس طرح کوئی آگ سے بھاگتا ہے زاہد کی آرزوئیں مختصر ہوتی ہیں اور موت ہر وقت آنکھوں میں بھرتی رہتی ہے۔

آنحضرتؐ ۔ اخلاص کسے کہتے ہیں اس کی تفسیر و توجیہ کرو؟

جبرئیلؑ ۔ مخلص اسے کہتے ہیں جو کسی سے کوئی سوال نہیں کرتا بلکہ خود فراہم کرتا ہے اور جب اس چیز کو پالیتا ہے تو راضی ہو جاتا ہے، اپنی زاید چیزوں کو راہ خدا میں دیدیتا ہے۔

مخلص کا دوسروں سے سوال نہ کرنا خود بخود خدا کی بندگی کا اقرار ہے، جس قدر اس کو دنیا سے کوئی چیز مل جاتی ہے اس پر قانع و راضی ہو جاتا ہے کم و زیادہ کا شکوہ نہیں کرتا۔ خدا مخلص سے راضی، مخلص خدا سے خوش، مخلص کو جن چیزوں کی شدید ضرورت ہوتی ہے اس کے باوجود وہ دوسروں کو بخش دیتا ہے۔

آنحضرتؐ ۔ جبرئیلؑ یقین کی وضاحت کرو؟

جبرئیلؑ ۔ اہل یقین اس طرح کام کرتے ہیں گویا خدا کو دیکھ

رہے ہیں، اور اگر اس مرتبہ تک نہ پہنچے تو اس کا یقین رکھتے ہیں کہ خدا ان کو دیکھ رہا ہے۔

اہل یقین یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان تک جو چیزیں پہنچی ہیں اس کو ان تک پہنچنا چاہیئے اور جو چیزیں نہیں پہنچی ہیں اس کو نہیں پہنچنا چاہیئے۔

یا رسول اللہ۔ جو کچھ میں نے بیان کیا توکل کی شاخیں اور زہد کی ڈگر ہے۔

عزیز گرامی! بلاشبہ یہ حدیث اعلیٰ وارفع مضامین اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

صبر، رضا، قناعت، زہد، اخلاص، یقین یہ سب توکل سے پھوٹ کر نکلتے ہیں۔ توکل کی فضیلت وعظمت پر اگر دوسری حدیثیں نہ ہوتیں تو یہی ایک حدیث اس کی عظمت کے لئے کافی تھی۔

اس حدیث میں پانچ ستون توکل کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ مخلوق کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔
۲۔ مخلوق کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی
۳۔ مخلوق کسی کو کچھ دے نہیں سکتی
۴۔ مخلوق کسی سے کچھ روک نہیں سکتی
۵۔ خدا پر بھروسہ رکھنے والے غیر خدا سے مایوس رہتے ہیں

ان پانچ ستون میں آخری عملی ہے باقی چار علمی ہے۔

اگر پانچواں ستون نہ ہو تو بقیہ چار بالکل بے اثر و بے مقصد ہیں۔

فقط علم کافی نہیں ہوتا علم کے ساتھ عمل ضروری ہے اگر دانتوں کے مریض کے لئے ترشی مضر رہے تو ایسے انسان کو چاہیے کہ علاً ترشی کو استعمال نہ کرے ورنہ اگر جانتے ہوئے پرہیز نہ کیا تو علم کا کوئی فائدہ نہیں۔

اس حدیث نے توکل کے تین اہم اثر کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے۔

۱۔ اخلاص

جس وقت بندہ پر یہ واضح ہو گیا کہ بندہ کسی ضرر و فائدہ پر قدرت نہیں رکھتا تو پھر اس تصور کے بعد مخلص کسی انسان کے لئے کوئی کام نہیں انجام دے گا، اس تصور کے پیدا ہوتے ہی ریا کا بوریا بستر بندھ جائے گا اور دل ہر طرح کی بے راہروی سے بچ کر خدا کی عبادت و بندگی میں خالص ہو جاتا ہے۔

۲۔ عزت

توکل کرنے والوں پر جب یہ واضح ہو جاتا ہے کہ خدا کے علاوہ جو بھی ہے وہ محتاج ہے تو خدا کے علاوہ ہر انسان سے توقع و طمع ختم کر لیتا ہے۔

۳- امان

خدا پر توکل و بھروسہ رکھنے والے کبھی انسانوں اور حیوانوں سے نہیں ڈرتے کیونکہ توکل کے سبب ان پر واضح ہو چکا ہوتا ہے کہ عظمت خالق کے سامنے ساری مخلوق بے قیمت ہے اسی لئے بعض خدا رسیدہ متوکلین کے حالات میں ملتا ہے کہ اگر ان کی راہوں میں کبھی بھیانک درندے آگئے تو وہ ڈرے سہمے بغیر بڑھتے رہے چونکہ انھیں یقین تھا کہ مخلوق کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ان کی نگاہ میں شیر نیستاں اور سنگ راہ دونوں ایک ہی جیسے تھے۔

۲۳۲- روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک بار کوفہ مشرف ہوئے جب آپ وہاں سے واپس ہوئے تو اہل کوفہ آپ کو رخصت کرنے کے لئے شاہراہ پر جمع ہوئے اسی درمیان ایک شیر نکل کر راہ میں بیٹھ گیا کسی کی ہمت نہ ہو سکی کہ آگے بڑھتا رخصت کرنے والوں میں ایک مصاحب بنام ابراہیم بن ادہم تھے، جب انھوں نے اس منظر کو دیکھا کہا آگے نہ بڑھو حضرتؑ کو آجانے دو۔

جس وقت حضرت وہاں پہنچے ہیں لوگوں نے شیر کا ماجرا حضرت سے بیان کیا حضرت شیر کے قریب پہنچے اور اس کا کان پکڑ کر راہ سے ہٹا دیا اور فرمایا۔

اگر لوگ خدا کی ویسی عبادت کرتے جو عبادت کا حق

ہے تو اس شیر پر اپنے سامان لاد کر ادھر اُدھر لے جاتے۔

جنگل کا شیر

جُویریہؒ کا بیان ہے کہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ہمراہ کوفہ جا رہا تھا راستہ میں چٹیل صحرا سے گذر ہوا وہاں شیر نر اپنی مادہ اور دو بچوں کے ساتھ بیچ راستہ میں بیٹھا ہوا تھا میں ڈرا اور لجام کو کھینچ کر پلٹنا چاہ رہا تھا کہ حضرت نے آواز دی جویریہؒ بڑھتے رہو خدا کے حضور میں شیر و کتے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ہر حیوان کی باگ ڈور خدا کے ہاتھ میں ہے، خدا کے علاوہ کوئی نہیں جو اس کے شر سے بچا سکے۔

حضرت اتنی دیر میں مجھ تک پہنچ گئے شیر نے جیسے حضرت کو دیکھا دُم ہلاتا ہوا آپ کے پاس آیا اور قدم مبارک پر اپنا منھ ملنے لگا حضرت نے بھی اپنے پائے اقدس، اس کے منھ پر پھیرے، قدرت خدا سے شیر گویا ہوا اور کہا۔

اے خاتم النبیینؐ کے وصی اور مومنین کے امیر آپ پر ہمارا سلام۔

حضرت نے جواب سلام دیتے ہوئے پوچھا اے شیر تیری تسبیح کیا ہے۔

شیر نے کہا میری تسبیح یہ ہے۔

لائق تسبیح ہے میرا خدا، پاک و منزہ ہے میرا پروردگار

منزہ ہے وہ معبود جس نے اپنے بندوں کے دلوں میں ہماری ہیبت بٹھائی ہے۔ منزہ ہے وہ۔ منزہ ہے وہ۔

حضرت پھر آگے بڑھ گئے صحرا لق و دق تھا نماز عصر کا وقت کم رہ گیا مجھے نماز عصر کے قضا ہونے کا خطرہ و ملال ہونے لگا لیکن پھر اپنے دل میں کہا وائے ہو مجھ پر میں حضرت سے زیادہ تو نماز کا عاشق نہیں ہوں حضرت تو وہ ہیں جنھیں شیر تک سلام کرتے ہیں۔

ہم دونوں چلتے رہے یہاں تک کے اس صحرائے لق و دق سے نکل گئے حضرت ایک جگہ پر اپنے راہوار سے اترے اذان و اقامت کہی اور آہستہ زیر لب کچھ پڑھا انگلیوں سے اشارہ کیا کیا دیکھتا ہوں کہ سورج نقطۂ عصر پر آن پہنچا، نماز کے ختم ہوتے ہی جب سر کو اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں چشم زدن میں سورج اپنی پہلی جگہ پر پہنچ گیا ستارے نمودار ہوئے حضرت نے پھر اذان و اقامت کہی اور نماز مغرب ادا فرمائی، اور پھر چل پڑے اور مجھ سے فرمایا۔

اے جویریہ اسے جادو، فریب نظر نہ سمجھا عنقریب تمہارے دل سے وسوسہ شیطانی نکال دونگا۔

کیا تم نے قرآن کی یہ آیت نہیں سنی ہے۔ اللہ کے اسمائے حسنیٰ ہیں اس کو انہیں ناموں سے پکارو[1]۔

---

[1] سورہ اعراف آیت ۱۸۰

سنو! ایک بار آنحضرتؐ کا سر اطہر وقت وحی میری آغوش میں تھا میں نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی جب سلسلہ وحی منقطع ہوا تو سورج غروب کر چکا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کیا تم نے نماز عصر ادا کر لی؟

میں نے کہا ـــــ نہیں۔

آنحضرت نے فرمایا۔ خداوندا! علیؑ تیری اطاعت میں مصروف تھے تیرے نبی کی ضرورت کو پورا کر رہے تھے، یہ کہہ کر حضرت نے اسم اعظم زبان پر جاری کیا جس سے ڈوبا سورج نمودار ہوا اور جب میں نے نماز ادا کر لی تو پھر سورج ڈوب گیا۔

آنحضرت نے جو اسم اعظم مجھے تعلیم دیا تھا میں نے اسی اسم اعظم کے ذریعہ اس وقت دعا کی ہے۔

حضرت نے پھر جویریہ سے فرمایا کہ حق مومنین کے دلوں میں واضح و آشکار ہے میں نے خدا سے خواہش کی ہے کہ تمہارے دل کو شیطانی وسوسوں سے پاک رکھے۔ اس وقت اپنے کو کیسا پا رہے ہو۔

جویریہ نے جواب دیا مولا وسوسہ دل سے نکل چکا ہے۔

نہ مانگو

حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبرئیل کے درمیان ہونے والی گفتگو سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اگر بندہ نے مخلوق سے سوال نہیں کیا تو اس نے اپنی بندگی کو مستحکم و مضبوط

کیا۔

یقیناً دوسروں سے سوال کرنا ایمان کے کمزور ہونے کی دلیل ہے اور سوال نہ کرنا ایمان کے پختگی کی دلیل ہے کیونکہ جب انسان پر یہ واضح ہوگیا کہ بخشش وعطا انسان کے اختیار میں نہیں ہے تو پھر ایسا انسان کسی اپنے جیسے انسان سے کبھی نہ کوئی سوال کرے گا اور نتیجہ میں اس کی توحید خالص اور بندگی کامل ہو جائے گی۔

ارشاد الٰہی ہے۔

ان میں کی اکثریت خدا پر ایمان بھی لاتی ہے تو شرک کے ساتھ۔[1]

۳۳۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یہاں شرک سے مراد اس طرح کی گفتگو ہے جو اکثر لوگ کیا کرتے ہیں مثلاً اگر فلاں آدمی نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو میں تباہ ہو جاتا، اگر فلاں آدمی نہ ہوتا تو میرے بچے مر گئے ہوتے اس طرح کی گفتگو کرنے والے موت وحیات ورزق وبلا میں انسان کو خدا کا شریک قرار دیتے ہیں۔

راوی نے حضرت سے پوچھا اگر یہ کہا جائے کہ اللہ نے فلاں شخص کو اگر نہ بھیج دیا ہوتا تو ہلاک ہو جاتا کہنا ——

---

[1] سورہ یوسف آیت ۱۰۶

کیسا ہے؟

۲۳۵- حضرت نے فرمایا اس طرح کی گفتگو شرک نہیں ہے۔
حضرت نے مزید فرمایا۔
ہمارا شیعہ بھوک سے مرجائے گا لیکن کسی سے سوال نہیں کرے گا۔ اسی لئے فقیر کی شہادت قبول نہیں ہے۔
آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔
جو شخص دوسرے کی طرف دست سوال دراز کرتا ہے اس کی شہادت قابل قبول نہیں ہے۔

۲۳۷- بدترین بندہ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے روز عرفہ کچھ لوگوں کو انسانوں سے سوال کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔
یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں آج وہ دن ہے جب لوگ خدا سے لو لگائے ہوئے ہیں لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو بندوں سے بھیک مانگ رہے ہیں۔

۲۳۸- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
اگر سوال کرنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ سوال کی کیا مذمت ہے تو کبھی کسی سے سوال نہیں کرے گا۔
حضرتؑ ہی فرماتے ہیں۔

۲۳۹- جس نے بغیر حاجت کے کسی سے سوال کیا گویا اس نے آگ کھائی۔

۲۴۰۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔
خدا کی قسم، جس نے بے ضرورت کسی سے سوال کیا تو
خداوند متعال حتماً حتماً اس کو فقر و ناداری میں مبتلا فرمائے گا۔

۲۴۱۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے خدا سے یہ عہد لیا ہے کہ اس شخص کو کبھی مبتلائے فقر و ناداری نہ فرمائے جس نے شدید ضرورت کی وجہ سے کسی سے سوال کیا ہو۔

۲۴۲۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کیا تم لوگ میرے ہاتھوں پر بیعت نہیں کرو گے؟
اصحاب نے جواب دیا یا رسول اللہ ہم نے تو آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اس بات کی بیعت کرو کہ کبھی کسی سے سوال نہیں کرو گے۔
حضرت کے ارشاد کا یہ اثر ہوا کہ اگر کسی کی کوئی چیز زمین پر گر جاتی تو کسی سے نہیں کہتا کہ اٹھا دو خود اٹھاتا۔

۲۴۳۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اگر تم لوگ لکڑیاں بیچ کر اپنا خرچ پورا کر رہے ہو تو یہ بھیک مانگنے اور سوال کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

۲۴۴۔ واپس ہوا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں ایک شخص تنگ دست ہو گیا اس کی زوجہ نے اس سے کہا جاؤ

حضرت سے اپنی تنگ دستی کا تذکرہ کرو جب یہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو حضرت فرمارہے تھے۔

اگر کسی نے مجھ سے سوال کیا میں اس کو دیدوں گا لیکن اگر کسی نے مجھ سے اپنی تنگ دستی کا تذکرہ نہیں کیا تو خدا اس کو غنی کردے گا۔

اس صحابی نے دل ہی دل میں کہا کہ حتماً حضرتؐ کا اشارہ میری طرف تھا، واپس ہوا اور سارا واقعہ بیوی سے نقل کیا، بیوی نے کہا جاؤ آنحضرتؐ بھی بشر ہیں انھیں تمھارے دل کی کیا خبر اپنی حاجت کا تذکرہ تو کرو، وہ دوبارہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی جملہ بیان فرمارہے تھے پھر اپنی حاجت بیان کئے بغیر واپس ہوگیا بیوی کے اصرار سے تیسری بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اس بار بھی حضرتؐ اسی مضمون کو نقل فرمارہے تھے۔

ناچار بزم رسالت سے نکلا مستعار کسی سے کلہاڑی لی اور جنگل کی طرف روانہ ہوا لکڑیاں جمع کیں بازار میں لے جاکر فروخت کیا دوسرے دن کچھ اور زیادہ لکڑیاں لایا اور فروخت کیا روزانہ یہی کام کرتا رہا اس کام میں اتنی برکت ہوئی کہ خود ایک کلہاڑی خریدی کچھ عرصہ بعد دو اونٹ اور ایک غلام اپنی مدد کے لئے خریدا، دیکھتے دیکھتے حالات بہتر

ہو گئے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا پورا واقعہ سنا دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

میں نے تمھارے ہی لئے کہا تھا کہ جو مجھ سے حاجت طلب کرے گا پورا کر دوں گا لیکن جو مجھ سے ذکر نہ کرے خدا اس کو غنی کر دے گا۔

۲۴۵۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں لوگوں سے سوال کرنا عزت و حیا کو ضائع کر دیتا ہے اور انسانوں سے بے پرواہ ہونے میں مومنین کے لئے عزت ہے، لالچ ہی کا نام ناداری ہے۔

۲۴۶۔ ایک موقع پر حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اگر کسی نے کسی سے اپنی حاجت کا ذکر نہیں کیا تو خدا اس کو غنی کر دیتا ہے جس نے اپنی عزت کی تو خدا اس کی عفت کی حفاظت فرماتا ہے جس نے خدا سے مانگا خدا اسے عطا کرتا ہے جس نے گدائی شروع کی تو خدا اسے طرح کی غربت میں مبتلا فرماتا ہے اور کوئی چیز اس غربت کو برطرف نہیں کر سکتی ہے۔

ایک بار ایک فقیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے خدا کا واسطہ دے کر سوال کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا اس کو پانچ تازیانے لگائے جائیں پھر

فقیر سے کہا۔

۲۴۷-

تو اپنے ذلیل چہرے کا واسطہ دے کر سوال کر کیوں
خدائے کریم کا واسطہ دے کر بھیک مانگ رہا ہے۔

۲۴۸-۲۴۹- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مانگنے والوں کو نا امید نہ کیا کرو اگر یہ جھوٹے سائل نہ ہوتے تو تم لوگوں کی بدبختیاں بڑھ جاتیں، ایک جگہ فرماتے ہیں فقیر کو کچھ دے کر واپس کیا کرو اور اگر کچھ نہ دے سکو تو ہمدردی کے جملات بول کر واپس کرو کیونکہ ممکن ہے کبھی مانگنے والے وہ ہوں جو نہ انسانوں میں سے ہوں اور نہ حیوانوں میں سے بلکہ وہ لوگ ہوں جو نعمت الٰہی کا امتحان لینے تمہارے پاس آئے ہوں۔

۲۵۰- ایک شخص کہتا ہے میں صبح دم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیت الشرف پر بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک فقیر نے صدا لگائی بیت الشرف پر رہنے والوں نے اسے بھگا دیا حضرت نے ان لوگوں کی شدید سرزنش فرمائی اور آئندہ کے لئے نصیحت فرماتے ہوئے کہا۔

تم لوگوں نے میرے دروازہ پر آنے والے سب سے پہلے فقیر کو ہی واپس کر دیا جبکہ تین فقیر کو دینے کے بعد تمہیں حق ہے چاہے دو یا نہ دو اگر تین فقیر کو دیدیا تو گویا اس دن کا حق ادا کر دیا۔

۲۵۱- کسی موقع پر فرمایا تھا۔
پہلے، دوسرے، تیسرے سائل کو دینے کے بعد تم کو
اختیار ہے چاہے دو یا نہ دو۔

۲۵۲-۲۵۳- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جب
شب کے وقت فقیر سوال کرے تو اسے واپس نہ کرو۔
میں تو غیر مستحق کو بھی عطا کر دیتا ہوں تاکہ کہیں حقیقی
مستحق محروم نہ ہو جائے۔

بخشش کب اور کیسے

۲۵۴- حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں،
رات کا صدقہ دینا خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

۲۵۵- حضرتؑ نے ابو حمزہ سے فرمایا اگر چاہتے ہو دنیا سے پاک
و پاکیزہ اٹھو اور قیامت کے دن تمہارے نامۂ اعمال میں کوئی
گناہ نہ ہو تو نیکی کرو، خاموشی سے صدقہ نکالو، اور صلۂ رحم کرو
کیونکہ یہ چیزیں عمر کو بڑھاتی ہیں، غربت کو دور کرتی ہیں اور
ان کاموں کے کرنے والوں کو خدا ستر طرح کی موت سے بچاتا
ہے۔

۲۵۶- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے سوال کیا
کونسا صدقہ افضل ہے تو آپ نے فرمایا ان عزیزوں کے
ساتھ نیکی کرو جو تم سے اپنی دشمنی کو چھپاتے ہیں۔

۲۵۷- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے سوال

کیا کہ صدقہ اس کو دیدوں جو دروازہ پر آتے رہتے ہیں یا اکٹھا کر کے اپنے ضرورت مند قرابتداروں کو دیدوں ؟
حضرتؑ نے فرمایا اپنے عزیز و اقارب کو دینا بہت بڑا اجر رکھتا ہے۔

۲۵۸- حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں اگر کوئی جمعہ سے قبل صدقہ و خیرات کرنا چاہتا ہے تو رک جائے جب جمعہ کا دن آجائے تو کرے۔

۲۵۹- حدیث میں ہے، جس نے کسی پیاسے کو سیراب کیا تو خداوند کریم اس کو سربمہر شراب سے سیراب فرمائے گا۔

۲۶۰- ایک موقع پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اگر کسی نے انسان تو انسان حیوانِ جگر سوختہ کو سیراب کر دیا تو خدا کی رحمت قیامت میں اس پر سایہ فگن ہوگی جبکہ قیامت کے دن خدا کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں رہے گا۔

ہم کس میں ہیں

حدیث میں ہے دنیا کے حلال کا حساب لیا جائے گا حرام پر سزا دی جائے گی، حلال دنیا بھی دوش پر بار گراں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ہماری امت کے تین طبقے ہیں۔

۲۶۱- **پہلا طبقہ** وہ ہے جس کو نہ مال جمع کرنے کی خواہش ہے

اور نہ مال سے محبت اور نہ کوشش ہی کرتے ہیں صرف کھانے پینے کے بقدر مل جانے پر راضی ہو جاتے ہیں ان لوگوں کیلئے مال دنیا میں صرف اتنا کافی ہے جو انھیں آخرت تک پہنچا سکے یہ وہ لوگ ہیں جنھیں کسی قسم کا خوف و ہراس نہیں۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو صحیح راہوں سے حلال مال جمع کرتا ہے تاکہ عزیز و اقارب کی ضرورتوں کو برطرف کرے برادران مومن کے ساتھ حسن سلوک اور ناداروں کے ساتھ ہمدردی کر سکے ان لوگوں کے نزدیک حرام سے ایک دِرَم کمانا لوہے کے چنے چبانے کے برابر ہے اسی طرف ان لوگوں کے نزدیک مستحق تک مال کا نہ پہنچنا اور موت کے دن تک ایک درہم ان کے پاس بچ جانا گناہ عظیم ہے اگر کسی نے ان لوگوں سے محاذ آرائی کی تو سزا پائے گا اور اگر صلح و آشتی رکھے گا تو بخشا جائے گا۔

تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جن کو اس کی پرواہ نہیں کے حلال سے مال ان تک پہنچ رہا ہے یا حرام سے، یہ لوگ واجبات کے تارک اور فضول خرچ ہوتے ہیں اور اگر کہیں خرچ نہ کریں تو اسراف سے بچنے کے لئے نہیں بلکہ کنجوسی کی وجہ سے ہے یہ وہ لوگ ہیں، دنیا کے ہاتھوں میں ان کے قلب کی باگ ڈور ہے۔ ان کے گناہ انھیں جہنم میں پہنچائیں گے۔

۲۶۲۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا۔

اگر کسی نے حرام سے مال حاصل کیا تو اس کو کار خیر میں

صرف نہیں کر سکتا اور اگر کر دیا تو ثواب نہیں ملے گا اور اگر یہ دولت مرنے کے بعد باقی رہ جائے تو صاحب مال کو جہنم تک پہنچا دے گی۔

۲۶۳- بڑی شقاوت

حضرت امیر المومنینؑ سے کسی نے پوچھا سب سے بڑی شقاوت و بدبختی کیا ہے تو آپ نے فرمایا سب سے بڑا بدبخت وہ ہے جس نے دنیا کے لئے دنیا کو ترک کیا اور نتیجہ میں دنیا و آخرت دونوں کو کھو دیا، اسی طرح شقی و بدبخت وہ بھی ہے جس نے دکھاوے کے لئے روزہ و نماز انجام دیئے جب یہ شخص اپنی انھیں عبادتوں پر محشر میں پہنچے گا تو اسے وہاں پتہ چلے گا کہ اس کا نامۂ اعمال خالی ہے ریاکاری کے عبادتیں اس کے کام نہ آسکیں گی۔

بڑی حسرت

پھر پوچھنے والے نے حضرت سے پوچھا سب سے بڑی حسرت کیا ہے تو حضرت نے فرمایا سب سے بڑی حسرت اس شخص کے لئے ہوگی جو حرام راہوں سے جمع کئے جانے والے مال کی وجہ سے جہنم میں جائے گا لیکن اس کے ورثاء اسی مال کی بدولت جنت میں جائیں گے۔

پوچھنے والے نے حضرت سے پوچھا یہ کیسے ممکن ہے؟

حضرت نے فرمایا ایک برادر مومن نے مجھ سے نقل کیا کہ وہ ایک شخص کے پاس گذرا جو مرنے والا تھا اس نے اس برادر مومن سے کہا ایک لاکھ درہم اس صندوق میں ہیں جس کی زکات ادا نہیں کی ہے بتاؤ کیا کروں۔

اس بندہ مومن نے پوچھا اس قدر پیسے کیوں جمع کئے تھے؟ اس نے کہا تاکہ بادشاہ امیر سمجھ کر ٹیکس مانگے۔ عزیز و اقارب پر بڑائی جتاؤں اور اولاد گردش زمانہ سے بچ کر عیش و آرام کر سکے۔

برادر مومن کہتا ہے کہ ابھی میں باہر بھی نہیں نکلا تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ پھر حضرت نے فرمایا۔

الحمد للہ کے حضرت حق نے اس کی ملامت کرتے ہوئے روح قبض فرمائی اس مرنے والے نے حرام طریقوں سے پیسہ کمایا اور ضرورت مندوں کو نہیں دیا چوروں کے خوف سے خود اس کی حفاظت کرتا رہا اس پیسے کو جمع کرنے کے لئے اس نے لو دھوپ صحرا اور دریا کا سفر کیا تھا۔

اے اہل دنیا! اُس مرد کی طرح تم لوگ بھی دنیا میں دھوکا نہ کھانا اس لئے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اس انسان کے لئے ہوگی جو اپنے مال کو دوسرے کے ترازو اعمال میں دیکھے گا اس مال نے خود صاحب مال کو جہنم میں پہنچایا اور جسے میراث میں ملا وہ اس مال سے جنت

تک پہنچ گیا۔

۲۶۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اس سے بڑی حسرت اس شخص کے لئے ہوگی جس نے بے حساب دولت جان پر کھیل کر زحمت و مشقت سے فراہم کی اور پھر اس جانفشانی سے کمانے والی دولت کو خیر و خیرات میں صرف کیا اپنی ساری جوانی اللہ کی عبادت و طاعت میں گذارا لیکن اس کا دل حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے مرتبہ و محبت سے خالی ہو۔

اور ان لوگوں کو جو آپ کے پاسنگ بھی نہیں ہیں انھیں آپ سے بہتر تصور کرتا ہو اس شخص نے حجت الٰہی کو پہچاننے میں عقل و خرد سے کام نہیں لیا اور جب اس ضمن میں آیات و روایات پڑھی جائیں تو اسے قبول نہیں کرتا چونکہ گمراہی میں غرق تھا لہٰذا اس کے خیر و خیرات سانپ بن کر ڈستے رہیں گے اور نمازیں فرشتہ جہنم بن کر جہنم کی طرف لے جارہی ہوں گی اور یہ شخص حسرت سے کہہ رہا ہوگا۔

اے وائے، کیا میں نماز گذار نہیں تھا، کیا میں نے زکوات ادا نہیں کی تھی، کیا میں نے مال حرام سے اجتناب نہیں کیا تھا، کیا میں نے نامحرم سے اپنی نظر نہیں بچائی تھی ——— پھر کیوں اس عظیم مصیبت میں گرفتار ہوں؟

اسے جواب دیا جائے گا۔

اے شقی! تیرے اعمال تیرے کام نہیں آئیں گے تو نے توحید و نبوت کے بعد سب سے بڑے فریضہ کو ترک کیا، تو نے ولی حق علی ابن ابی طالبؑ کو جس قدر پہچاننا چاہئے تھا نہیں پہچانا بلکہ خدا کے دشمنوں سے ملا رہا۔

یہ تو یہ اگر اس کی جگہ آغاز ہستی سے قیامت تک عبادت کی ہوتی اور کرۂ زمین کے بقدر سونا راہ خدا میں تقسیم کیا ہوتا تب بھی تو غضب الٰہی اور عذاب سے بچ نہیں سکتا تھا۔

۲۶۵۔ فرشتہ کو بھگا دیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ایک امیر کبیر کے دروازہ پر ملک الموت فقیر کی شکل میں آئے اور زنجیر در ہلائی پہرہ دار آیا ملک الموت نے ان سے کہا جاؤ اپنے آقا کو بلا لاؤ مجھے ان سے کچھ باتیں کرنا ہیں، پہرہ داروں نے جواب دیا میرا آقا تم جیسے نادار سے ملنے کے لئے آئے قطعاً ممکن نہیں، یہ کہہ کر پہرہ داروں نے ملک الموت کو دھکا دے کر بھگا دیا۔

ملک الموت تھوڑی دیر بعد اسی فقیرانہ انداز سے پہنچے اور کہا اپنے آقا سے کہہ دو کہ ملک الموت، ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔

صاحب خانہ کے کانوں تک جیسے یہ آواز پہنچی جوڑو بند کانپ اٹھے اور اپنے حاشیہ نشینوں سے تاکید کی۔

بہت نرم لب ولہجہ میں بات کرنا، کہنا خدا کا کرم آپ کے ساتھ ہو شاید آپ کسی اور کی تلاش میں ہیں غلط یہاں آگئے ہیں۔ یہی ساری ہدایتیں کر رہے تھے ملک الموت داخل ہوگئے اور صاحب خانہ سے کہا، جس قدر جلد ہو سکے وصیت کرو چونکہ مجھے بہت جلد تمہاری قبض روح کرنا ہے۔

حاشیہ نشینوں میں کہرام مچ گیا آہوں اور سسکیوں کا شور ہر طرف سے بلند ہو گیا آخر کار مالدار نے حکم دیا جواہرات کا صندوق لایا جائے دولت شمار کی جانے لگی۔

پھر مالدار نے دولت کی طرف رخ کر کے کہا خدا تجھے غارت کرے تیری وجہ سے میں خدا کی یاد سے غافل رہا تیری وجہ سے آخرت کو بھولا رہا، موت سر پہ آگئی تو نے کبھی اس گھڑی کی طرف سوچنے نہ دیا۔

بولتی دولت

حضرت حق نے اسی وقت سیم وزر کو قوت کلام عطا فرمائی دولت نے اس مالدار سے کہا۔

تم میری ملامت کیوں کر رہے ہو لعن طعن کے تم خود مستحق ہو میں نہ ہوتی تو دنیا کی نگاہ میں تمہاری کوئی عزت و وقار نہیں تھا میں نے تمہیں اونچا کیا، کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ جب تم بادشاہوں یا امیروں کے یہاں جاتے تو باوجودیکہ تم سے بہتر عمل والے وہاں موجود ہوتے لیکن میری وجہ سے

تم کو برتری دی جاتی۔
تم نے اشراف کی لڑکیوں سے رشتہ دیا دلانا حالیکہ صالحین نے بھی ان کے یہاں پیغام بھیجے تھے لیکن میری وجہ سے لوگوں نے تم کو مقدم کیا۔
اگر تو نے مجھے راہ خدا میں صرف کیا ہوتا تو کیا میں تمھیں خرچ کرنے سے روک رہی تھی، اگر تم نے مجھے راہ خدا میں صرف کیا ہوتا تو خدا مجھ میں اور اضافہ کرتا۔
آج تم میری مذمت کر رہے ہو درانحالیکہ تم خود مذمت کے مستحق ہو، ہم اور تم دونوں خاک سے پیدا ہوئے ہیں پھر اسی خاک کی طرف پلٹ رہی ہوں لیکن تو اس راہ عذاب کی طرف روانہ ہے جسے میرے ذریعہ سے تہیہ کیا ہے۔
پھر حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دولت ہر صاحب دولت سے یوں ہی کلام کرتی رہتی ہے۔

دولت کے خطرات

جو لوگ دولت جمع کرنے کی دُھن میں لگے ہوئے ہیں بلاشبہ ایسے افراد گھاٹے میں ہیں اور بدعقل ہیں ہمارے پاس اس کا ثبوت ہے۔
مالدار اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے، زحمت و مشقت سے اسے حاصل کرتا ہے اور ہمیشہ فکرمند رہتا ہے کہ کیوں کر لٹیروں اور چوروں سے محفوظ رکھوں کہاں خرچ کروں،

اور کیسے اس میں اضافہ کروں مالدار اسی سوچ میں ڈوبا رہتا ہے کہ موت آجاتی ہے۔

ایک عالم نے کہا۔ فقیر میں تین خوبیاں ہوتی ہیں خدا کی رزاقیت پر یقین رکھتا ہے۔ آسودہ خاطر ہوتا ہے، اور قیامت کے دن اس کا حساب آسان ہے۔

دولت مند میں بھی تین خصلتیں ہیں، تلاش دولت و ثروت میں سرگرداں رہتا ہے، فکر آسودہ نہیں ہوتی، اور قیامت میں اس کا حساب سخت ہوگا۔

۲۶۶۔ حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں۔

دنیا والوں پر وا کے ہو، کس بے کسی میں دنیا سے جاتے ہیں اپنے تئیں یہ سوچتے ہیں دنیا کے شر سے بچ گئے، درانحالیکہ دنیا نے انھیں فریب دیا ان دنیا داروں نے اس دنیا پر اعتبار و اعتماد کیا اور دنیا نے انھیں ذلیل و خوار کیا۔

مال کے جمع کرنے کی آرزو صاحب مال کے دل کو تاریک کر دیتی ہے اور لذت عبادت کو چھین لیتی ہے، عبادت سے محرومی انسان کی سب سے بڑی بدبختی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۲۶۷۔ حق کی قسم جس طرح مریض کھانوں کی طرف دیکھتا ہے لیکن شدت درد سے کھانے کا مزہ جاتا رہتا ہے اسی طرح دنیا دار کو بھی عبادت کا مزہ اس وقت تک نہیں مل سکتا

ہے جب تک دنیا کی شیرینی اس کے دہن میں باقی ہے۔
جس طرح سواری کے جانوروں پر کچھ دنوں تک سواری نہ کی جائے تو جانور کمزور ہو جاتا ہے اسی طرح اگر دل یاد خدا اور موت کے تصور سے خالی ہو تو اس میں سختی و شقاوت پیدا ہو جاتی ہے۔
جس طرح سوراخ دار ظرف میں کوئی چیز نہیں رکھی جاتی اسی طرح اس دل میں حکمت و محبت الٰہی نہیں رکھی جو شہوتوں اور گناہوں سے آلودہ ہیں۔
دولت و ثروت مالدار کے لئے عیش و عشرت کا ذریعہ قرار نہیں پاتی بلکہ برعکس زحمت و مشقت کا سبب ہو جاتی ہے۔ صاحب مال اس خیال میں دولت جمع کرتا ہے کہ اسے راحت ملے گی لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا اور ایک موقع وہ آتا ہے کہ وہ اپنی دولت سے اس طرح بھاگتا ہے جیسے کوئی زہریلے ناگ اور پھاڑ کھانے والے حیوان سے بھاگتا ہے۔
ایک عالم کا بیان ہے۔
فقیر کو زندگی کی تین راحتیں حاصل ہیں جو امیر کو نصیب نہیں۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟
جواب دیا۔
(۱) مالدار ظلم و جور سے مال جمع کرتا ہے۔
(۲) لوگ اس مالدار سے حسد کرتے ہیں۔

(۳) اور لوگ اس کی چاپلوسی کرتے ہیں۔

۲۶۸۔ اسی لئے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ فقیری اس دولت سے بہتر ہے جس میں ہمسائے حسد کریں بادشاہوں کا ساظلم وجور ہو اور حوالی موالی چاپلوسی کر رہے ہوں۔

عرب شاعر کہتا ہے

وَطَالِبُ الْمَالِ فِی الدُّنْیَا لِیَحْرُسَهٗ
وَلَمْ یَخَفْ عِنْدَ جَمْعِ الْمَالِ عُقْبَاهَا
کَدُوْدَةِ الْقَزِّ ظَنَّتْ اَنَّ سُتْرَتَهَا
تُعِیْنُهَا وَالَّذِیْ ظَنَّتْهُ اَرْدَاهَا

دولت مند دنیا میں اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے لیکن اپنی عاقبت سے نہیں ڈرتا اس کی مثال ریشم کے کیڑے کی ہے جو اپنے تانے بانے میں گھر کر مر جاتا ہے۔

دنیا کی مثال زندگی کے خریدار کی ہے جبکہ عمر انسانی وہ سرمایہ ہے جو دنیا و آخرت دونوں کے نزدیک نفیس سرمایہ ہے، اگر کسی عقلمند سے کہا جائے کہ اس عمر کو دنیا کے مقابلے میں بیچ دو تو قطعاً راضی نہیں ہوگا بلکہ ہنگام موت فرشتہ کو دیکھنے کے بعد وہ ساری دولت ایک دن کی عمر شمار کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔

اے انسان غافل۔ تو اپنی اس عمر گراں مایہ کو دنیا کی پست و ذلیل اشیاء کے مقابلے میں فروخت کر رہا ہے اگر

ایک معمولی انسان کی عمر سو سال ہو تو وہ بھی زمین کے بقدر سونے کے بدلے میں اپنی عمر کا سودا کرنے پر تیار نہیں ہوگا۔

اے بے خبر! اندازہ لگا' ایک ایک دن کی کیا قدر و قیمت ہے تو اسے ایک درہم و دینار بلکہ چوتھائی درہم پر فروخت کرتا ہے۔

اس جگہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ زندگی کو باقی رکھنے کیلئے تو آخر کار کچھ کرنا ہی پڑتا ہے اور ہر محنت و مزدوری کے نتیجے میں ایک دو درہم ملتے ہیں لہذا اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان گھاٹا اٹھا رہا ہے جبکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اگر انسان کا مقصد کسب و کار سے یہ ہو کہ آخرت کے لئے کچھ کرے تو یہ عین عبادت ہے ایسے انسان نے ایک درہم و دینار پر اپنے کو نہیں بیچا بلکہ وہ ساری گھڑیاں جو محنت و مزدوری میں صرف کی ہیں عبادت خدا میں گذاری ہیں اور مختصر سے مختصر عبادت کا مقابلہ دنیا سے نہیں کیا جا سکتا ہے دنیا کی نعمت فانی ہے اور آخرت کی نعمت باقی، فانی کا مقابلہ باقی سے کیونکر کیا جا سکتا ہے۔

۲۶۹- جنّت میں کیا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اگر کسی نے ایک بار ــــ سبحان اللہ۔ کہا تو خدا اس کے لئے جنّت میں دس درخت ایسے پیدا فرمائے گا جس میں طرح طرح کے پھل ہوں گے۔

رنگ برنگ پھلوں کے ذائقے مرغوب طبیعت ہوں گے

جب جنتی ایک پھل سے سیر ہو جائے گا تو وہی پھل اس کی خواہش کے مطابق دوسرے پھل میں تبدیل ہو جائے گا۔

اگر یہ درخت دنیا میں آجائے تو اس کو خریدنے کے لئے بادشاہوں کے خزانے کھل جائیں گے لیکن خرید نہیں سکتے کیونکہ اس درخت کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس کو آبیاری کی ضرورت نہیں پڑتی اور اس کی عمر دس ہزار سال کی ہے۔

۲۷۰۔ لباس جنت کا تذکرہ کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر وہاں کا لباس یہاں آجائے تو اس میں وہ جاذبیت نظر ہوگی کہ لوگ فقط دیکھتے دیکھتے اپنے کو ہلاک کر ڈالیں گے دنیا والوں کی آنکھوں میں اس لباس کے دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

جب کپڑا ایسا ہے تو اس کے پہننے والے کیسے ہوں گے اسے تو خدا ہی جانتا ہے اسی طرف حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے کلام نورانی میں اشارہ ہے۔

۲۷۱۔ اگر نگاہ باطن سے نعمت بہشت کی طرف دیکھو گے تو اپنے کو ہلاک کر دو گے اور نعمت جنّت کے شوق میں قبرستان کی طرف دوڑ جاؤ گے کہ جلد موت آئے تاکہ ان نعمتوں سے بہرہ مند ہو جاؤ۔

۲۷۲۔ حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کا یہ بھی ارشاد ہے۔ دنیا کی چیزوں کا ذکر خود اس شے کے دیکھنے سے بہتر ہوتا ہے لیکن جنت میں برعکس نعمت جنت کے دیکھنے میں جو لذت ہوگی وہ سننے میں نہیں ہوگی۔

حضرت باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

جب تم وہاں دیکھو گے تو ہر طرح نعمت اور عظیم ملک پاؤ گے[۱]

وحی قدیم میں ارشاد باری تعالیٰ تھا۔

۲۷۳۔ میں نے اپنے بندوں کے لئے وہ چیزیں مہیا کر رکھی ہیں جس کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہے اور نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ کسی کے وہم و خیال میں آسکتی ہیں۔

عزیزو! اگر بہشت کے مشتاق ہو تو دنیا کو خیرباد کہو چونکہ دنیا و آخرت دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اگر دنیا کو راضی کرو گے تو آخرت سے محرومی ہے اور اگر آخرت کی طرف بڑھو گے تو دنیا کو ترک کرنا پڑے گا یہ دونوں مغرب و مشرق ہیں اگر ایک طرف بڑھو گے تو دوسرے سے دور ہوتے چلے جاؤ گے۔

۲۷۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

انسان اگرچہ دنیا کا خواہش مند ہے لیکن دنیا کا نہ ملنا اس کے مل جانے سے بہتر ہے چونکہ جس قدر دنیا سے بہرہ مند ہوگا اسی قدر آخرت سے محروم ہوتا رہے گا۔

۲۷۵۔ حق والوں نے نعمت دنیا سے استفادہ کیا لیکن اس کے باوجود مدارج اخروی میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوئی لہذا

---

[۱] سورہ دہر آیت ۲۰

جس وقت جبرئیلؑ نے زمین کے خزانوں کی کنجیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی خدمت میں پیش کی تھیں تو فرمایا تھا کہ آپ کے اجر اُخروی میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔ لیکن حضرت نے اس کے باوجود لینے سے انکار فرمایا۔

اے انسان! کس قدر گھاٹے کا سودا ہے آخرت کی عظیم نعمت کو دے کر دنیا کی فانی لذت کا معاملہ کرتا ہے اس دنیا کی لذتِ گذشتہ کا نہ ذائقہ محفوظ ہے اور نہ درد و رنج کا اثر باقی ہے، اور آئندہ کی خبر نہیں لہذا دنیا کی لذت فقط ایک لحظہ و لمحہ کی ہے۔

۲۷۶۔ اسی لئے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام جناب سلمان فارسی سے فرماتے ہیں دنیا کے لئے متفکر نہ ہونا کیونکہ تم کو یقین ہے کہ یہ تم سے جدا ہو جائے گی۔

اے بھائی! جس نے آخرت کے لئے دنیا کو فروخت کیا دو جہاں کا فائدہ اٹھایا اور جس نے دنیا کے لئے آخرت کو فروخت کیا دونوں عالم میں گھاٹا اٹھانے والوں میں رہا۔

حضرت حق کا ارشاد ہے۔

۲۷۷۔ اس کے خادم بنو جو میرا خادم ہے اور اس کو خستہ کرو جو تمھارا خادم ہے۔

اگر کسی کام میں بھی مشغول ہو تو ذکر خدا کے ذریعہ اپنے نامۂ اعمال کو حسنات سے پر کرتے رہو ایک عابدِ ربانی کے لئے ہے کہ وہ بازار کے ہنگاموں میں خدا کی یاد سے

غافل نہیں تھا، آئندہ صفحات پر اس کا ذکر کروں گا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لئے روایت ہے کہ جب جہاد سے واپس ہوئے تھے لوگوں کے فیصلے فرماتے اور احکام خدا کی انھیں تعلیم دیتے اور جب اس سے فارغ ہو جائے تو پھر باغات کی سچائی میں مصروف ہوتے لیکن اسی حالت میں ذکر خدا بھی کرتے رہتے۔

آہ عمر

عمر بن خطاب کے لئے کوئی مسئلہ درپیش ہوا جس کا جواب ان سے بن نہ پڑا تو اصحاب سے سوال کیا کہ اس کا جواب کیا ہوگا حاضرین نے کہا کہ آپ تو ہم لوگوں کے مرکز و مصدر ہیں ہم لوگ تو اپنے سوالوں کو آپ کے ذریعہ حل کرتے ہیں آپ ہم لوگوں سے سوال فرما رہے ہیں۔

حاضرین کے اس جواب سے عمر برہم ہوئے اور اس آیت کی تلاوت کی ــ اے لوگوں خدا سے ڈرو اور حق بات کہو[1]

خدا کی قسم میں بھی جانتا ہوں اور تم بھی جانتے ہو اس مشکل کا حل کرنے والا کون ہے۔

حاضرین نے کہا آپ کا اشارہ حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ کی طرف ہے؟

---

[1] سورہ احزاب آیت ۷۰

عمر نے کہا۔ ہاں۔

لوگوں نے اپنی مشکلوں کو حل کرنے کے لئے کبھی میری طرف رجوع نہیں کیا بلکہ ہمیشہ ان کی طرف گئے ——— ابھی تک کائنات کی کسی عورت نے آپ کے جیسا فرزند پیدا نہیں کیا۔

عمر نے آہ سرد بھری اور کہا ——— علیؑ سردار بنی ہاشم ہیں آنحضرتؐ کے قرابت داروں میں ہیں، علی، علم رسالت کا بقیہ ہیں — چلو ان سے معلوم کریں سیب بھاگے بھاگے آپ کی خدمت میں پہنچے دیکھا باغ میں بیلچہ چلا رہے ہیں اور ان آیات کی تلاوت فرما رہے ہیں۔

کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا وہ منی کا ایک قطرہ تھا جو رحم میں پہنچ کر علقہ بنا اور پھر خداوند عظیم نے اس کو شکل عطا فرمائی۔[1]

حضرت آیات الٰہیہ کی تلاوت کے وقت گریہ فرما رہے تھے حضرت کے گریہ سے متاثر ہو کر سب رونے لگے جب آنسو تھمے تو عمر نے اپنے سوالات کے جوابات حضرت سے معلوم کئے پھر حضرت کے دست مبارک کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔

اے علیؑ! خدا کا ارادہ تھا کہ آپ خلیفہ بنیں لیکن کیا کروں قوم نے اس کو پسند نہیں کیا۔

---

[1] سورہ قیامت آیت ۳۸-۳۹

۲۷۸- حضرت نے فرمایا۔ عمر خاموش رہو۔
پھر حضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی بے شک فیصلے کا دن مقرر ہے[1]۔
حضرت کا جواب سن کر عمر واپس ہوئے لیکن چہرہ رات رات کی طرح سیاہ ہو رہا تھا۔
اے بھائی! اگر اپنی جان کا سودا آخرت کی نعمت سے نہیں کرتے تو کم از کم چند درہم دینار پر تو نہ بیچو۔
یہ یاد رکھو اگر بھاگ دوڑ کر کے بہت زیادہ کمایا تو ایک کمرے سے زیادہ سونا چاندی اکٹھا نہیں کر سکتے اس مختصر مال پر اپنی عمر کا سودا کرنے پر کیوں کر راضی ہو رہے ہو۔
شاعر کہتا ہے۔

الدَّهْرُ سَاوَمَنِيْ عُمْرِيْ وَقُلْتُ لَهُ
مَا بِعْتُ عُمْرِيْ بِالدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا
ثُمَّ اشْتَرَيْهُ بِتَدْرِيْجٍ بِلَا ثَمَنٍ
تَبًّتْ يَدَا صَفْقَةٍ قَدْ خَابَ شَارِيْهَا

دنیا نے میری عمر کو خریدنے کی بڑی کوشش کی لیکن میں نے اس سے کہہ دیا کہ دنیا و ما فیہا ہماری عمر کی قیمت قرار نہیں پا سکتی ہے لیکن اس دنیا نے رفتہ رفتہ بلا قیمت خرید لیا خدا برا کرے اس خریدار کا جس سے بیچنے والے کو گھاٹا پہنچا۔

---

[1] سورہ نبا آیت ۱۷

۲۷۹- کھلا خزانہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے روز قیامت ہر شخص کے لئے شب و روز کی گھڑیوں کے مطابق چوبیس خزانے کھولے جائیں گے جب انسان اس خزانے کو دیکھے گا جو نور و سرور سے بھرا ہوگا تو اس کے خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوگی اگر اس کی خوشی کو اہل جہنم میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ اپنا سارا درد و رنج بھول جائیں گے ——— یہ وہ گھڑیاں ہونگی جو اس نے خدا کی عبادت میں گذاری ہوں گی۔

اسی طرح دوسرا خزانہ کھولا جائے گا جو تاریک بدبودار اور خوفناک ہوگا جس کو دیکھ کر انسان لرز اٹھے گا اگر اس کے خوف کو اہل جنت پر تقسیم کر دیا جائے تو نعمت جنّت کا مزہ جاتا رہے گا ——— یہ وہ گھڑیاں ہیں جو انسان نے گناہوں میں گذاری ہوں گی۔

پھر ایک ایسا خزانہ کھولا جائے گا جس میں نہ خوشی کے کے اسباب ہوں گے اور نہ رنج والم کے سامان ——— یہ وہ گھڑیاں ہوں گی جس کو اس نے سونے یا مباح کاموں میں صرف کیا ہے اس خزانہ کو دیکھ کر انسان آہ سرد بھرے گا کہ کیوں نہیں ان لمحات کو ذکر خدا سے سرشار رکھا۔

قرآن حکیم نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

روز قیامت حسرت و ناکامی کا دن ہے[1]۔

حیلۂ شیطان

ممکن ہے شیطان اس جگہ دل میں یہ خیال پیدا کرے کہ اگر میں واجبات کو ادا کروں اور نعمت دنیا سے استفادہ کروں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ قرآن نے فرمایا ہے زینت کے ساز و سامان اور کھانے کی پاک و پاکیزہ چیزوں کو خدا نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے ان کے استعمال کو کس نے حرام قرار دیا ہے[2]۔

یقیناً اس طرح کے خیال کسی عاقل کے ذہن میں نہیں آسکتے ہیں اس کی چند دلیلیں ہیں۔

۱۔ زندگی کی ضرورت کو قوت لایموت سے بڑھانے والے حرص کی مذموم صفت سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ دائرہ زندگی کو بڑھانے والے خواہ مخواہ ایسے کاموں کو انجام دیں گے جو ان کے لئے مہلک ہوگا۔

۲۔ اگر بفرض محال حرص سے بچ بھی جائیں تو فکر و سختی قلب جیسے انسانی امراض سے تو بچ ہی نہیں سکتے ہیں درانحالیکہ ارشاد قدرت ہے

جب، انسان اپنے کو صاحب ثروت دیکھتا ہے تو سرکشی

---

[1] سورہ تغابن آیت ۹ [2] سورہ اعراف آیت ۳۲

پر آمادہ ہو جاتا ہے[1]۔

۲۸۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ زیادہ کھانے سے بچو کیونکہ پرخوری دل کو سخت کر دیتی ہے۔

۲۸۱۔ فقیر بے نیاز

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک امیر آدمی بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک نادار و فقیر آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا اور اسی امیر کے پہلو میں بیٹھنے لگا امیر نے اپنے کپڑے سمیٹے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امیر سے پوچھا کیوں تم نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے کیا اس کی غربت تم لوگ جائے گی یا تمہارا پیسہ اس تک پہنچ جائے گا؟

امیر نے حضرت کے اس سوال پر کہا آپ کے اس ارشاد پر میں نے اپنی آدھی دولت اس فقیر کو دیدی۔

حضرت نے مرد فقیر سے فرمایا کیا تم یہ دولت قبول کرتے ہو؟

فقیر نے کہا نہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کیوں نہیں لیتے؟

---

[1] سورہ علق آیت ۶-۷

فقیر نے کہا ڈرتا ہوں میں بھی کہیں اسی جیسا نہ ہو جاؤں

۲۸۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
انجیل میں ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ نے خدا سے کہا خدایا مجھے جو کی ایک روٹی صبح کو مرحمت فرما اور ایک شب کو اس سے زاید کی ضرورت نہیں کیونکہ خوف ہے کہیں سرکشی نہ بڑھ جائے۔

جس طرح تیراک کے جسم کا پانی سے تر ہونا لازمی ہے اسی طرح دنیا میں غرق افراد کے دل کا دنیا کی آلودگی سے متاثر ہونا ضروری ہے۔

۲۔ بے پناہ دولت صاحب مال سے لذت عبادت چھین لیتی ہے اور ہنگام موت اسے حسرت ہوا کرتی ہے اس کے برخلاف مرد فقیر دنیا سے جاتے وقت آسودہ خاطر رہتا ہے

۲۸۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جو دنیا میں زیادہ مشغول ہوگا وہ وقت مرگ پشیمان و افسردہ ہوگا۔

ناداری کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ دنیا دار اس وقت جنت میں پہنچ چکا ہوگا جب امیر میدان محشر میں حساب و کتاب دے رہا ہوگا۔

۲۸۴۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔
سُبک ہو تا کہ جلد قافلے سے مل سکو کیونکہ جو جا چکے ہیں وہ رہ جانے والوں کا انتظار کر رہے ہیں۔

آہ سرد

جناب سلمان فارسیؓ کے لئے منقول ہے کہ وقت آخر افسردہ خاطر تھے کسی نے پوچھا آپ جیسے کیوں آزردہ و افسردہ ہیں؟

جواب دیا مجھے دنیا پر حسرت و افسوس نہیں ہے بلکہ ملال اس کا ہے کہ کہیں میری زندگی کا اثاثہ ایک حیوان کے بار سے زیادہ نہ ہو کیونکہ

۲۸۵۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ سلمانؓ قناعت پسند زندگی کی شان یہ ہے کہ اس کا اثاثہ زندگی ایک حیوان کے بار سے زیادہ نہ ہو۔ اور میں نے وعدہ بھی کر لیا تھا کہ اثاثۂ زندگی مختصر رکھوں گا۔

درانحالیکہ سلمان فارسیؓ کے پاس صرف ایک تکیہ، ایک تلوار اور ایک ظرف تھا۔

ابوذرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور اہل خشوع و خضوع بھی ہیں اور ہمیشہ یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں کیا سب سے پہلے جنت میں جائیں گے؟

۲۸۶۔ آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا۔

نہیں، بلکہ نادار مومنین، یہ لوگ میدان محشر میں سب کو چیرتے پھاڑتے بہشت کی طرف بڑھ رہے ہوں گے فرشتے

آواز دیں گے ٹھہرو کہاں جا رہے ہو ابھی تمہارے حساب وکتاب باقی ہیں۔

یہ نادار مومنین جواب دیں گے میرے پاس دنیا میں کیا تھا جو حساب دوں نہ میں نے کسی پر ظلم کیا اور نہ خلاف عدالت کوئی کام کیا حضرت حق نے مجھے کچھ دیا ہی نہیں تھا کہ میں سخاوت وبخشش کرتا بس آخر عمر تک اس کی اطاعت وبندگی کی۔

۲۸۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں نادار مومنین امیروں سے چالیس ہزار سال قبل جنت میں وارد ہوں گے۔

پھر حضرتؑ نے فرمایا اس کی مثال ایسی ہے جیسے دو کشتی ساتھ ساتھ چل رہی ہو جب نگہبان دونوں کو تلاشی کے لئے روکتا ہے تو جس میں کچھ نہیں ہوتا اس کو چھوڑ دیتا ہے اور جس میں کچھ ہوتا ہے اس کو روک لیتا ہے۔

۲۸۸۔ پھر حضرت نے فرمایا قیامت کے دن دو جنتی بندے حساب کے لئے کھڑے کئے جائیں گے ان میں سے ایک امیر ہوگا اور ایک غریب، مومنِ نادار حضرت احدیت کو مخاطب کرتے ہوئے کہے گا

خدایا! تیری عزت وجلال کی قسم تو خود جانتا ہے کہ نہ تو نے مجھے حکومت دی کہ تو مجھ سے سوال کرے کہ میں نے رعایا کے ساتھ ظلم کیا یا عدل، نہ مال و دولت دی جو تو مجھ سے پوچھے کہ میں نے حق ادا کیا کہ نہیں، تو نے اپنی مصلحت وعلم

کی بنا پر جو دیا وہ میری ضرورت کے بقدر تھا۔
ندائے غیبی آئے گی میرا بندہ صحیح کہتا ہے اس کو نرد کو جنت میں جانے دو۔
لیکن دوسرے مالدار کو اتنی دیر روکا جائے گا کہ اس کے جسم سے نکلتے ہوئے پسینہ سے چالیس اونٹ سیراب ہو جائیں۔
پھر غریب جنّتی اس امیر سے پوچھے گا کہ کیوں اس قدر دیر میں یہاں پہنچے؟
امیر جواب دے گا حساب دینے میں دیر ہوئی سوال پر سوال کئے جا رہے تھے ایک ختم ہوتا تو دوسرا شروع ہوتا لیکن خدا کا لطف شامل حال رہا مجھے تو یہ کرنے والوں میں شمار کیا گیا۔
پھر یہ امیر اس غریب سے پوچھے گا تم کون ہو تو یہ جواب دے گا میں وہی فقیر ہوں جو تمہارے ساتھ کچھ دیر قبل تھا۔
یہ امیر جواب میں کہے گا جنت کی نعمتوں نے تم کو بدل دیا پہچانے نہیں جاتے۔

عزت ملی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں قیامت میں حضرت احدیت دنیا کے ناداروں کا احترام

واکرام فرمائے گا اور اسی طرح معذرت خواہ ہوگا جس طرح ایک بھائی اپنے بھائی سے معذرت کرتا ہے۔

۲۸۹ خطاب الٰہی ہوگا، میری عزت و جلال کی قسم میں نے تمھیں ذلیل کرتے ہوئے فقیر نہیں بنایا تھا بلکہ ایک مرتبہ تک پہنچانا تھا۔ آج میں تمھیں اس کا عوض دوں گا جس وقت وہ اپنے عوض کو پائیں گے بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے۔ خدایا ہم لوگ گھاٹے میں نہیں رہے۔

یہی نہیں فقر و ناداری اللہ کے اولیاء و صالحین کا شعار رہا ہے لہٰذا حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی آئی۔

۲۹۰ اے موسیٰؑ اگر فقر و ناداری میں مبتلا ہو جاؤ تو کہو سبحان اللہ، میں صالحین کے ساتھ ہوں اور اگر دولت تم تک پہنچے تو کہو وہ چیز آئی ہے جو عذاب و عقاب کو تیز کر دیتی ہے۔

بھوکا نبی

چونکہ حضرات انبیائے کرام و اولیائے خدا کی زندگی کا انداز انسانی زندگی پر اچھا اثر مرتب کرتا ہے لہٰذا میں چند کے حالات لکھ رہا ہوں۔

حضرت موسیٰؑ وہ ہیں جن سے اللہ نے گفتگو کی اس اعزاز کے باوجود آپ اس قدر لاغر تھے کہ شکم کی

غذائیں جھلکتی تھیں جس وقت مصر سے مدین کی طرف جا رہے تھے سبزی کھاتے کھاتے گھبرا گئے لہذا خدا سے روٹی کی خواہش کی قرآن کریم نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

خدایا میں تیرے نازل ہونے والے خیر کا محتاج ہوں[1]

۲۹۱۔ ایک دن حضرت موسیٰؑ نے حضرت احدیت سے عرض کیا خدایا میں بھوکا ہوں جواب قدرت تھا۔ میں جانتا ہوں کہ تم بھوکے ہو پھر حضرت موسیٰؑ نے کہا تو خدایا پھر کھانا بھیج۔

جواب الٰہی تھا۔ جب چاہوں گا بھیجوں گا۔

۲۹۲۔ حضرت موسیٰؑ پر یہ وحی آئی۔

★ فقیر وہ ہے جو مجھ جیسا کفیل و سرپرست نہ رکھتا ہو

★ مریض وہ ہے جو مجھ جیسا طبیب نہ رکھتا ہو

★ غریب الدیار وہ ہے جو مجھ جیسا مونس و مددگار نہ رکھتا ہو۔

اے موسیٰؑ نان جویں کے ان ٹکڑوں پر جس سے بھوک مٹ جائے اور کپڑے کی اس مقدار پر جس سے پردہ پوشی ہو سکے راضی رہو۔

مصیبت پر صبر کرو، اگر دنیا تمہاری طرف آ رہی ہو

---

[1] سورہ قصص آیت ۲۴

تو کہو۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ کیونکہ یہ ایک عذاب وعقاب ہے جس سے دنیا میں تم دوچار ہوئے ہو اور اگر کبھی دنیا تم سے منہ موڑ لے تو شکر کرو کہ تم صالحین کے ہمراہ ہو اے موسیٰؑ جو نعمت فرعون کو دی گئی جس سے اس نے لذت اٹھائی وہ دنیا کی زینت ہے۔

۲۹۳۔ حضرت عیسیٰؑ فرماتے تھے۔

میرے دونوں ہاتھ میرے خدمتگذار ہیں، میری سواری میرے پیر ہیں، میرا بستر زمین ہے، پتھر کے ٹکڑے پر تکیہ ہیں سردیوں میں مجھے زمین کا وہ حصہ گرمی پہنچاتا ہے جس پر سورج چمکتا ہے چاند میرے گھر کا چراغ ہے۔ بھوک میرے دسترخوان کا سالن ہے خدا کا خوف میرا پیراہن ہے میرا لباس پشمینہ ہے چارپایوں کی گھاس پھوس میرے لئے خوشبو و پھل ہیں۔

دن شب میں بدلتے ہیں اور شب صبح میں تبدیل ہوتی ہے میرے پاس مال دنیا میں کچھ نہیں ہے اس کے باوجود روئے زمین پر مجھ سے زیادہ کوئی امیر نہیں ہے۔

۲۹۴۔ **حضرت نوحؑ** ۔ سلسلہ انبیاء میں آپ نے طولانی عمر پائی روایات کے مطابق ڈھائی ہزار سال زندہ رہے لیکن اس طولانی عمر کے باوجود اپنے لئے گھر

نہیں بنایا۔
ہر روز صبح کو کہتے ۔لا اُمسی ہو سکتا ہے عمر کی آخری صبح ہو اور جب شام ہوتی تو فرماتے لا اُصبح ہو سکتا ہے عمر کی آخری شام ہو۔
حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی ملتا ہے کہ آپ کے پاس گھر نہیں تھا ایک دن آپ نے دیکھا کہ ایک صحابی گھر بنا رہا ہے تو آپ نے فرمایا۔
۲۹۵ مکان کے بوسیدہ ہونے سے پہلے مکین کو موت آجائے گی۔
حضرت ابراہیمؑ ۔ اکثر انبیاء آپ کی اولاد ہیں آپ کی سادگی کا یہ عالم تھا پشم کا کپڑا اور جو کی روٹی استعمال فرماتے۔
حضرت یحییٰؑ ۔ درختوں کے پتوں کو کھاتے اور درختوں کی چھال ہی کا کپڑہ بنا کر پردہ پوشی فرماتے۔
حضرت سلیمانؑ ۔ اگرچہ بہت بڑی حکومت کے سربراہ تھے لیکن اسکے باوجود پشمینہ کا کپڑہ پہنتے۔ آپ کا معمول تھا، ہر شب اپنے دونوں ہاتھوں کو باندھ کر صبح تک بارگاہ خداوندی میں محو مناجات و گریہ رہتے۔
اپنے ہاتھوں سے زنبیل بُنتے اور اسی کی آمدنی سے اپنی غذا مہیا فرماتے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ۔ آپ کے حالات روز روشن کی طرح روایات سے واضح ہیں، سب جانتے ہیں کہ کیا کھاتے تھے اور کیا پہنتے تھے، روایت ہے کہ جب بہت بھوکے ہوجاتے تو پتھر کے ٹکڑے اپنے شکم مبارک پر باندھ لیتے تھے اور پھر فرماتے ۔

۲۹۶ بسا اوقات انسان اپنے نفس کا احترام کرتا ہے لیکن درحقیقت وہ نفس کی اہانت کرتا ہے اس کے برعکس کچھ وہ ہیں جو نفس کی توہین کرتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ نفس کا احترام کرتے ہیں ۔

دنیا کے اکثر بھوکے ونگے آخرت میں نعمت خدا سے بہرہ مند ہوں گے اور جو دنیا میں سیر و سیراب اور خوش پوش ہیں آخرت میں بھوکے و پھٹے حال ہوں گے ۔ اور کچھ ان نعمتوں میں غرق ہوں گے جو اللہ نے اپنے رسول کو عطا فرمائی لیکن آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں ہے ۔

ہوشیار رہو ۔ دنیا کی چند لمحوں کی خوشی و لذت آخرت کی ابدی حسرت کا سبب ہوگی ۔

حضرت امیر المومنینؑ ۔ آپ کے حالات بھی واضح ہیں کسی بیان کی ضرورت نہیں ۔

سوید بن غفلہ کہتے ہیں جب لوگوں نے حضرت کی بیعت کرلی تو میں اس وقت آپ کی خدمت میں باریاب ہوا دیکھا آپ ہمیشہ کی طرح ایک چٹائی پر بیٹھے ہیں اس

چٹائی کے علاوہ حجرہ میں کچھ بھی نہیں ہے درانحالیکہ سارا حکومت کا خزانہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔

آپ کی اس کیفیت کو دیکھنے کے بعد میں نے عرض کیا سیدی! ۔ اب تو حکومت کا خزانہ آپ کے ہاتھ میں ہے کیوں نہیں اپنی ضرورت کو اسی سے پورا فرماتے۔

۲۹۷- حضرت کا جواب تھا۔

اے سوید کوئی عقلمند اس گھر میں زیادہ سازوسامان نہیں لاتا جس سے کوچ کرنے والا ہوتا ہے میرے پاس ایک محفوظ گھر ہے (آخرت) جس میں نفیس سامان پہنچا چکا ہوں بہت جلد خود بھی اسی جگہ جانے والا ہو۔

آپ کا اصول تھا جب آپ کو کبھی لباس کی ضرورت ہوتی تو قنبر کو ساتھ لے کر بازار تشریف لے جاتے دو لباس خریدتے عمدہ غلام قنبر کو مرحمت فرماتے اور معمولی اپنے لئے پسند فرماتے لمبی آستینوں کو کوتاہ کرنے کے لئے درزی کے پاس جاتے اور فرماتے۔

۲۹۸- آستین چھوٹی کردو، اس ٹکڑے کو کسی اور کام میں لاؤں گا یا تھیلے کا کام لوں گا اور حسنؑ و حسینؑ کے لئے بازار سے کوئی سامان لاؤں گا۔

عقلمند کو آنکھ کھول کر سوچنا چاہئے کہ اگر دنیا کی نعمت و رونق میں کوئی بھلائی ہوتی تو حضرات انبیائے کرام و آئمہ طاہرین علیہم السلام جو عوام پر اللہ تعالیٰ کی حجت

تھے ضرور اس بھلائی سے چشم پوشی نہ فرماتے بلکہ ان حضرات نے دنیا کو نظر انداز کرنے میں ہی خدا کی قربت حاصل کرنا چاہی اس لئے تو حضرت نے فرمایا تھا۔

اے دنیا میں نے تجھ کو تین طلاق دیا جس کے بعد رجوع نہیں کیا جا سکتا۔

۲۹۹۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان ہے۔

خدا کی دنیا میں جس قدر زہد و پارسائی کے ساتھ عبادت ہوئی۔ عیش و عشرت میں اس قدر عبادت نہیں ہوئی۔

۳۰۰۔ حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں۔

اپنے دین کی سلامتی کے ساتھ دنیا کی مختصر نعمتوں پر اکتفا کرو، جس طرح دنیا والے دنیا کی خاطر برائے نام دین پر راضی رہے۔

دنیا والوں سے دوری کر کے خدا سے قربت اختیار کرو، اور انھیں خاموش کر کے ہی خدا کو خوش رکھو۔

کسی نے سوال کیا کہ خدا کے رسولؐ یہ بتائیے کس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چاہیئے؟

آپ کا جواب تھا۔

جس کی ملاقات سے خدا یاد آجائے، جس کی گفتگو سے عمل میں اضافہ ہو، اور خود اس کا عمل کار خیر کی طرف

رغبت دلائے۔

ان تمام باتوں کے بعد کیونکر ممکن ہے کہ مرد عاقل غربت و ناداری اور دنیا سے دوری کو پسند نہ کرے درانحالیکہ خدا کے اولیا حضرات نے سادہ زندگی کو تجملات پر ترجیح دیا ہے۔

یہی نہیں حضرت آدمؑ سے حضرت خاتم الانبیاءؐ تک خدا کے احکام کو بجالانے والے اور اس کو عام کرنے والے مسکین و نادار طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔

اس کے برخلاف خدا کے نافرمان اور اس کی خالقیت و ربوبیت کا انکار کرنے والے زیادہ تر مرفّہ حال دولت مند افراد تھے۔ قرآن نے اپنی داستانوں میں ان کے تذکرے کئے ہیں۔

حضرت نوحؑ سے اس وقت کے دولت مندوں نے کہا تھا ہم تم پر کیونکر ایمان لائیں تمہارے ماننے والے جھوٹے لوگ ہیں[1]

تمہارے ساتھی صرف پست و معمولی افراد ہیں[2]۔

تم ہماری نگاہ میں کوئی عزّت نہیں رکھتے تم نہایت کمزور و ناتواں ہو اگر تمہاری قوم و قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تم کو کبھی کا سنگسار کر چکے ہوتے[3]

---

[1] شعراء آیت ۱۱۱ [2] سورہ ہود آیت ۲۷ [3] سورہ ہود آیت ۹۱

حضرت صالح کے زمانے کے امیروں نے آپ کے
ماننے والوں سے کہا تھا۔
کیا تم یہ سوچ رہے ہو کہ خدا نے صالح کو نبی بنا کر
بھیجا ہے مومنوں نے جواب دیا، ہاں وہ نبی ہیں ان کی
باتیں خدا کا فرمان ہیں ہم لوگ ان پر ایمان لائے ہیں۔
جس پر دولت مندوں نے کہا ہم لوگ اس کے منکر ہیں[1]

فرعون نے حضرت موسیٰؑ پر اپنی بڑائی جتاتے ہوئے
کہا۔ کیوں تمھارے ہاتھوں میں سونے کے کڑے نہیں ہیں[2]

کیوں ان کے پاس خزانہ اور ساتھ میں ملک نہیں ہے[3]
کیوں ان کے پاس باغ نہیں ہے کہ پھل کھائیں[4]
کیوں انگور اور خرمہ کا باغ تمھارے پاس نہیں
جس کے درمیان سے نہر گزری ہو[5]
کیوں یہ قرآن مکہ وطائف کے کسی مشہور و نمایاں
آدمی پر نازل نہیں ہوا؟
مکہ کے ان دو آدمیوں سے مراد مغیرہ یا ولید بن
مغیرہ ہے اور طائف کی اس نمایاں فرد سے مراد ابو مسعود

---

[1] سورہ اعراف آیت ۷۵-۷۶ [2] سورہ زخرف آیت ۵۳ [3] سورہ
ہود آیت ۱۲ [4] سورہ فرقان آیت ۸ [5] سورہ اسراء آیت ۹۱

عروہ بن مسعود ثقفیؓ یا حبیب بن عمرو ثقفی ہے۔
نزول قرآن کے لئے ان لوگوں کے انتخاب کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ بے حساب دولت و ثروت رکھتے تھے۔
غربت و بے چارگی کی مدح میں آنے والی روایات وآیات اطمینان قلب کے لئے کافی ہیں۔ اسی لئے تو حضرت باری تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے فرمایا تھا۔

۳۰۱۔ عیسیٰؑ! میں نے غریبوں، ناداروں اور مسکینوں کی محبت تمہارے دل میں، بطور تحفہ ڈالی ہے یہ لوگ تم کو دوست رکھتے ہیں تم ان لوگوں کو دوست رکھو یہ لوگ تمہاری رہبری وقیادت سے راضی ہیں تم ان لوگوں کی اطاعت و پیروی سے راضی رہو۔
اگر کسی نے غریبوں اور مسکینوں کی محبت رکھتے ہوئے مجھ سے ملاقات کی تو وہ نہایت پاکیزہ و پسندیدہ عمل کر کے ہم تک آیا ہے۔

۳۰۲۔ حضرت خیثمہؓ مرتبت نے فرمایا میں فقیری پر نازاں اور اس پر افتخار کرتا ہوں۔

۳۰۳۔ حضرت عیسیٰؑ کے لئے کہا جاتا ہے کہ فرمایا۔
حق کی قسم آسمان کے کنارے امیروں اور دولتمندوں سے خالی ہیں سوائے کے سوراخ سے اونٹ کا گذر جانا آسان ہے لیکن امیروں کا جنّت تک پہنچنا مشکل ہے۔

۳۰۴۔ حضرت مرسلؐ اعظم نے فرمایا۔

میں نے جنت کو ملاحظہ کیا اس میں زیادہ تر فقیروں
اور مسکینوں کو پایا امیر و عورت بہت کم دکھائی دیئے۔

اگر امیری کی وجہ سے انسان فقیروں سے دور ہو جاتا ہے اور اس کی مدد نہیں کرتا تو صرف یہی خطرہ امیری سے فرار کے لئے کافی ہے۔

اگر دولتمند چاہتا ہے کہ اپنی معلومات کے بقدر غریبوں کی ضرورت کو پورا کرے تو پھر اس کے پاس مال دنیا میں سے کچھ بچ نہیں رہے گا وہ خود بھی دوسرے فقیروں جیسا ہو جائے گا اسی لئے جناب اویس قرنی کے لئے ہے کہ وہ کہتے تھے۔

حقوق خدا کی ادائیگی کی وجہ سے میرے پاس سونا
چاندی بچا ہی نہیں۔

۳۰۵۔ باغ بک گیا

حضرت علیؑ کے پاس ایک باغ تھا جس کے درخت حضرت رسول اکرمؐ کے ہاتھوں کے لگائے اور سینچے ہوئے تھے۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے اسے بارہ ہزار درہم پر فروخت کر دیا اور ساری رقم راہ خدا میں صدقہ فرما دی اور خالی ہاتھ گھر میں تشریف لائے تو حضرت زہرا علیہا السلام نے دریافت کیا باغ کی کچھ رقم بچی ہے کیونکہ ہم اور آپ کئی دن کے بھوکے ہیں؟ اگر ہو تو مرحمت فرمائیں۔ کچھ غذا

کا انتظام کروں

۳۰۶۔ حضرت نے جواب میں فرمایا

زہرا اس خیال سے کہ کہیں غریبوں کو سوال کی ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑے میں نے سب تقسیم کر دیا۔

حکومت چھوڑ دی

یزید ملعون کے بیٹے معاویہ کے حکومت نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔

اس کے پاس دو کنیزیں تھیں اس میں ایک خوبصورت تھی خوبصورت کنیز سے بدشکل کنیز نے کہا، تمھاری خوبصورتی نے تم کو بادشاہ تک پہنچایا ہے ورنہ خود تم میں کچھ نہیں ہے۔

خوبصورت کنیز بولی۔ خوبصورتی سے زیادہ بڑی کوئی حکومت نہیں۔

بدشکل۔ حکومت میں کوئی بھلائی نہیں۔ اگر حاکم، لوگوں کے حق کو ادا کر کے خدا کا شکر بجا لایا تو بھی یہ نعمت وعیش وعشرت بہت دیر پا نہیں ہے اور اگر اس کے برخلاف کیا تو ٹھکانا جہنم ہے۔

اس گفتگو نے یزید کے بیٹے معاویہ کو بہت متاثر کیا لہذا اس نے خود کو حکومت سے برطرف کر لیا۔

مصاحبوں نے کہا۔ کم از کم حکومت کسی اور کو سونپ دیجئے۔

معاویہؓ - دوسرے کے گناہ کو خود اٹھاؤں، درانحالیکہ حکومت چھوڑ چکا ہوں لیکن اس کی تلخی ابھی تک محسوس کر رہا ہوں -

اگر کسی کو حکومت کے لئے معین کروں تو خود کو اس سے بہتر پاتا ہوں -

یہ کہہ کر گھر میں چلا گیا اور دروازہ بند کر لیا لوگوں کی آمد و رفت پر پابندی عائد کر دی - پچیس ۲۵ روز کے بعد دنیا چھوڑ دی -

کہتے ہیں جس وقت اس کی ماں کو گوشہ نشینی کی خبر ہوئی تو کہا اے کاش یہ پیدا نہ ہوا ہوتا -

ماں کے جواب میں معاویہ نے کہا - سچ کہتی ہو کاش یہی ہو جاتا تو مجھے کچھ معلوم نہ ہوتا کہ جہنم کیا ہے اور جنّت کیا ہے -

بات یہاں تک پہنچ گئی اگرچہ کتاب کے موضوع سے خارج ہو گیا لیکن اتنا لکھنا ضروری تھا چونکہ ایک صاحب کی فرمائش تھی -

بہر حال گفتگو دعا سے متعلق تھی - دعا کچھ مخصوص اعمال کے بعد مستجاب ہوتی ہے -

ا - قرآن کی تلاوت کے بعد

ب - اذان و اقامت کے درمیان

ج - جب آنکھ سے آنسو جاری ہوں

د ۔ دل بھر آئے ۔

۳۰۷ ۔ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی حدیث نقل کی ہے ۔

جب تم میں سے کسی کا دل بھر آئے تو اسی وقت دعا کرو کیونکہ دل جب تک صاف و شفاف نہیں ہوگا اس میں رقت نہیں پیدا ہوگی ۔

۳۰۸ ۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تین وقتوں میں دعا قبول ہوتی ہے ۔

ا ۔ حج و عمرہ کے درمیان

ب ۔ راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے

ج ۔ مرض کی حالت میں

مریض کی دعا ان لوگوں کے حق میں قبول ہوتی ہے ۔ جو اس کی عیادت کے لئے آتے ہیں ۔

۳۰۹ ۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔

۱ ۔ مرض کی حالت میں اس کے نامہ اعمال میں گناہ نہیں لکھا جاتا ۔

۲ ۔ صحت کے زمانہ میں جو نیک کام کرتا تھا وہی ثواب بیماری میں بھی پاتا رہتا ہے ۔

۳ ۔ اعضاء و جوارح کے ذریعہ جو گناہ کئے ہیں وہ بحل ہو جاتے ہیں ۔

۴ ۔ صحت و موت دونوں صورتوں میں خدا اس کے گناہ

بخش دیتا ہے

۵ - اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

۶ - اگر کسی نے مریض کی عیادت کی اور اس مریض نے اسکے حق میں دعا کردی تو وہ دعا مستجاب ہوتی ہے۔

۷ - خدا "کاتبین" نامی فرشتہ سے کہتا ہے کہ جب تک یہ بندہ بیمار رہے اس کے نامہ اعمال میں کچھ نہ لکھو۔ اور کراماً نامی فرشتہ سے فرماتا ہے کہ اس کی ہر آہ و سسکی پر نیکی کا ثواب لکھو۔

۸ - مرض انسان کو گناہوں سے اس طرح پاک کرتا ہے جس طرح آگ زنگ کو لوہے سے صاف کرتی ہے۔

۹ - جب کوئی بچہ بیمار ہوتا ہے تو یہ بیماری اس کے والدین کے گناہوں کے لئے کفارہ قرار پاتی ہے۔

۳۱۰- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔

بخار موت کا پیش خیمہ ہے اور زمین پر اللہ کا زندان ہے، بخار کی حرارت جہنم کی حرارت ہے، بخار کے بقدر جہنم کی گرمی کا مزہ مومن کو چکھنا ہوگا۔

بخار کا درد بھی کیا چیز ہے بدن کے ہر حصّہ کو درد کا مزہ چکھا دیتا ہے۔ جو کسی مصیبت سے دوچار نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

جب مومن کو ایک بار بخار آتا ہے تو درخت کے پتوں کی طرح اس کے گناہ جھڑتے ہیں اگر اس نے بستر پر نالہ و فریاد کی تو اس کی یہ نالہ و فریاد تسبیح ہے اور آہ و زاری تہلیل ہے، بستر پر کروٹ بدلنا گویا راہ خدا میں جہاد کرتا ہے اگر صحت پا گیا اور خدا کی طاعت و بندگی کی تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے طوبیٰ ہے۔

ایک دن کا بخار ایک سال کے گناہ کا کفارہ ہے اور اگر اس کی تکلیف ایک سال تک باقی رہ جائے تو اس کے ماضی و مستقبل کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

اگر کسی نے صبر و رضا کے ساتھ پوری رات مرض میں تڑپ کر گذاری تو اس کے دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

بیماری مومن کے لئے پاکیزگی و رحمت کا سبب ہے اور کافر کے لئے عذاب و لعنت۔

مرض اس وقت تک مومن کے جسم میں باقی رہتا ہے جب تک گناہ بالکل بجل نہ ہو جائیں۔

ایک رات درد سر میں گذارنے والے مریض کی ہر طرح کی گناہ بجل ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ گناہ کبیرہ نہ ہو۔

۳۱۱۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔

اگر مومن کو مصیبت کے اجر و ثواب کی خبر ہو جائے

تو خواہش کرے گا کہ قینچی سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں۔

۳۱۲۔ حضرت ختمیؐ مرتبت فرماتے ہیں۔
اگر کوئی شخص کسی کار خیر کو جس کا وہ عادی رہا ہو بیماری، سفر یا ضعیفی کی وجہ سے انجام نہ دے سکے تو خدا اس کو پہلا والا اجر مرحمت فرمائے گا۔ پھر حضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔
ان کے لئے دائمی اجر ہے[1]۔

۳۱۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جب مومن مرجاتا ہے تو کراماً کاتبین بارگاہ احدیت میں پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بارالہا تو نے فلاں کو موت دیدی اب کیا کروں؟ جواب قدرت ہوتا ہے۔
تم دونوں اب اس کی قبر پر جاؤ۔ اور نماز پڑھو اور تہلیل و تکبیر کرو یہ اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔

۳۱۴۔ جناب جابر کہتے ہیں آنحضرتؐ کی خدمت میں ایک گونگا آدمی آیا اور ہاتھوں سے کچھ اشارہ کیا حضرت نے فرمایا قلم و کاغذ اس کو دیدو تاکہ اپنا مدعا لکھے۔
اس نے کاغذ لیا اور لکھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ

---

[1] تین ۴

خدا کے علاوہ کوئی خدا نہیں محمدؐ اس کے رسول ہیں۔
آنحضرتؐ نے اس وقت فرمایا۔
اس کو تحریری جنّت کی خوشخبری دیدو کیونکہ اگر کسی کے اعضاء و جوارح میں سے کوئی ایک عضو نہ ہو اور وہ راضی و شاکر ہوتے ہوئے خدا سے طالب اجر و ثواب ہو تو خدا اس کو جہنم سے بچا کر جنّت تک پہنچا دیتا ہے۔

جو مصیبتوں میں گرفتار ہوتے ہیں دنیا میں ان کے لئے مرتبہ ہے اور آخرت میں ان کے لئے وہ منزلت ہے جو عمل صالح کے ذریعہ نہیں مل سکتی تھی ... اس وقت مومن تمنا کرے گا کہ اے کاش دنیا میں اس کی تکّا بوٹی کی جاتی تو اس کو یہ مرتبہ مل جاتا۔

یہ روایت بتاتی ہے کہ مومنین وہاں اہل مصیبت کو دیکھیں گے۔ پھر اس مرتبہ کو پانے کی تمنا کریں گے۔

روزہ۔ دوسرا موقع جب دعا قبول ہوتی ہے روزہ ہے۔

۳۱۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
روزہ دار کی نیند عبادت، سکوت، تسبیح، اعمال قبول، اور دعا مستجاب ہے۔

۳۱۶۔ آنحضرت نے فرمایا
روزہ دار کی دعا رد نہیں ہوتی۔

۳۱۷۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔

حاجی و معتمر اور روزہ دار خدا کے نمائندے
ہیں اگر یہ خدا سے سوال کریں تو ان کی دعا سنی
جائے گی اگر کسی کی سفارش و شفاعت کریں تو ان کی
شفاعت قبول ہے۔ اگر ساکت ہو جائیں تو خدا ان سے
محو کلام ہوتا ہے کار خیر میں خرچ ہونے والے ان کے
ایک درہم پر دس لاکھ درہم کا اجر دیتا ہے۔
اسی طرح اس شخص کی دعا بھی قبول ہوتی ہے جو
چالیس برادر مومن کا نام لے کر ان کے لئے دعا کرے۔

فضائل عقیق

فیروزہ و عقیق کی ہاتھوں میں انگوٹھی بھی دعاؤں کے
قبول ہونے کا ذریعہ ہے۔

۳۱۸۔ حضرت رسول اکرمؐ فرماتے ہیں کہ حضرت احدیت کا
ارشاد ہے مجھے اس بندے سے شرم آتی ہے جو ہاتھوں میں
فیروزہ یا عقیق کی انگوٹھی پہن کر دعا کرے اور میں اس کی
دعا قبول نہ کروں۔

۳۱۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا۔
خدا کی نظر میں سب سے زیادہ وہ ہاتھ محبوب ہے
جس میں عقیق کی انگوٹھی ہو۔

انگوٹھی کے آداب و صفات

۳۲۰۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا۔

جس کسی کے ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی ہوگی وہ کبھی
فقیر نہیں ہوگا اور خدا اس کے حق میں نیک فیصلے فرمائیگا

۳۲۱- ایک دن حضرت نے اپنے ایک غلام کے لئے فرمایا کہ اس کو عقیق کی انگوٹھی دیدو۔ لوگوں کا بیان ہے کہ وہ غلام بلاؤں سے محفوظ رہا۔

۳۲۲- آپ ہی کا ارشاد ہے۔
عقیق سفر میں محافظت کرتا ہے۔

۳۲۳- اگر کسی کے داہنے ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی ہو اگر صبح کے وقت کسی کو دیکھنے سے پہلے ہتھیلی کی طرف عقیق کر کے دیکھے سورہ قدر کی تلاوت کرے اور یہ دعا پڑھے تو اس دن شب تک زمین و آسمان کی بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، وَکَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ اٰمَنْتُ بِسِرِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ وَعَلَانِیَتِہِمْ وَوِلَایَتِہِمْ۔

میں خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لایا اور بتوں اور معبود باطل کا انکار کیا میں آل محمدؐ کے سر و علن اور ان کی ولایت پر ایمان لایا۔

۳۲۴ حضرت علیؑ نے فرمایا۔
عقیق کی انگوٹھی پہنو تاکہ بلاؤں سے بچے رہو اور برکت تم تک پہنچتی رہے۔

۳۲۵۔ شکایت

ایک شخص آنحضرتؐ کے پاس آیا اور چوروں کی شکایت کی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا۔

عقیق کی انگوٹھی کیوں نہیں پہنتے کیونکہ یہ انگوٹھی ہر بلا سے بچاتی رہتی ہے۔ عقیق کی انگوٹھی پہننے والے کا انجام بخیر ہے۔ خدا اس کا ہمیشہ محافظ و مددگار رہے۔ عقیق کی انگوٹھی پہننے والے نے اگر اس پر محمد نبی اللہ علی ولی اللہ، کندہ کرایا تو بُری موت سے محفوظ رہے گا، اس کی موت ایمان پر ہوگی، خدا کے نزدیک عقیق کی انگوٹھی پہننے والے سب سے زیادہ اس کے محبوب ہیں

جو قرعہ نکالتے وقت عقیق کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہو اس کے اثرات زیادہ ہوں گے۔

۳۲۶۔ جس وقت حضرت کلیم طور پہاڑ پر مناجات فرما رہے تھے خدا نے اسی وقت عقیق کو خلق کیا اور فرمایا۔

میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ جس ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی ہوگی اسے جہنم میں نہیں ڈالوں گا بشرطیکہ میرے علیؑ کی ولایت کا اقرار کرتا ہو۔

۳۲۷۔ آپ نے فرمایا۔

عقیق کی انگوٹھی پہن کر دو رکعت نماز ہزار رکعت کے برابر ہے۔

فضائل فیروزہ

۳۲۸۔ جس فیروزہ کی انگوٹھی پر "اللہُ المَلِکُ" کندہ ہو اس کو دیکھنا نیکی ہے۔ فیروزہ وہ پتھر ہے جس کو حضرت جبرئیل نے جنت سے لاکر حضرت رسول اکرمؐ کو تحفہ دیا تھا حضرت ختمی مرتبت نے اسے حضرت امیرالمومنین کو ہدیہ کردیا۔ عربی میں فیروزہ کو ظفر کہتے ہیں۔

۳۲۹۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ سیاہ و سفید پتھروں کی انگوٹھی پہنو تاکہ شیطان کے فریب سے محفوظ رہو۔

۳۳۰۔ حضرت ہی فرمایا۔ زُمُرُّد کی انگوٹھی پہننے سے ناداری دور ہوتی ہے اور سختی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ یاقوت کی انگوٹھی سے فقیری دور ہوتی ہے۔

۳۳۱۔ حضرت نے فرمایا۔ بلّور بھی اچھا پتھر ہے۔

باب سوم

گذشتہ صفحات میں ان اوقات کا تذکرہ کر چکا ہوں جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس جگہ ان افراد کا تذکرہ کر رہا ہوں جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضرت امام صادقؑ نے فرمایا۔

۳۳۲۔ ا۔ حج و عمرہ بجا لانے والے
ب۔ مجاہد
ج۔ امام۔ و رہبر عادل
د۔ مظلوم
ر۔ مومن کی غائبانہ مومن کے لئے دعا
س۔ فرزند صالح کی والدین کے لئے
ص۔ نیک والدین کی اولاد کے لئے

۳۳۳۔ زبان غیر

حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی آئی اے موسیٰؑ! مجھے اس زبان سے پکارو جس سے گناہ نہ کیا ہو۔

موسیٰؑ۔ خدایا ایسی زبان کہاں سے لاؤں؟

جواب قدرت تھا موسیٰ دوسروں کے لئے دعا کرو کیونکہ اگر کسی نے اپنی دعا میں دوسروں کو شریک کیا ایسی

دعاؤں کے لئے استجابت کے امکان زیادہ ہیں۔
وہ دعا بھی مستجاب ہے جو بلاؤں کے نازل ہونے سے پہلے کی جائے۔ مثلاً کوئی یہ دعا کرے خدایا جو عیش و عشرت مرحمت فرمایا ہے اس کو اپنی عنایتوں سے سلب نہ فرما تو خدا ایسی توفیق عطا فرماتا رہے گا جو اس کی نعمت کو زوال سے بچائے گی۔

۳۳۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہارون بن خارجہ سے اسی مضمون کو بیان فرمایا۔
آرام و آسائش کے وقتوں کی دعائیں بلاؤں کے زمانہ میں اس کے برطرف کرنے کا سبب ہوتی ہیں۔

۳۳۵۔ محمد بن مسلم نے آپ کا یہ ارشاد نقل کیا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بلاؤں کے آنے سے پہلے دعا کیا کرو کیونکہ اگر بندہ بلا نازل ہونے کے بعد دعا کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ آواز تو پہچانی ہے لیکن اس نے بلا سے پہلے بلا میں گرفتار نہ ہونے کی دعا کیوں نہیں کی۔ اب تک کہاں تھا۔

۳۳۶۔ حضرت ہی کا یہ ارشاد بھی ہے۔
اگر کوئی کسی مصیبت سے خوف زدہ ہو کر پہلے ہی سے خدا سے بچنے کی دعا کرے تو خدا اس کو کبھی اس بلا میں مبتلا نہیں فرمائے گا۔

۳۳۷۔ آپ نے ابوذر سے فرمایا اے بوذر

چاہتے ہو کہ وہ کلمات تم کو تعلیم دوں جو تمہارے ہمیشہ کام آئیں؟

ابوذر۔ یارسولؐ اللہ فرمائیے۔

آنحضرتؐ۔ تم خدا کی حفاظت کرو خدا تمہاری حفاظت کرے گا۔ اگر تم نے خدا کی حفاظت کی ہمیشہ اس کو اپنے آگے پاؤ گے۔ اپنے آرام و آسائش کے زمانہ میں اس کو پکارتے رہو اس کی بارگاہ میں جانے پہچانے رہو تاکہ تمہاری بلاؤں کے زمانے میں وہ تم کو فراموش نہ فرمائے۔ اگر حاجت ہے خدا سے سوال کرو، اگر مدد کے خواہاں ہو اس سے مدد کی درخواست کرو کیونکہ قلم قدرت اس کی مرضی سے رواں ہے جو وہ چاہے گا ہو کر رہے گا اگر ساری خدائی تم کو فائدہ پہنچانا چاہے اور خدا اگر اس کو تمہارے لئے نہیں چاہتا تو ہرگز تم اس کو نہیں پا سکتے۔

۳۳۸۔ سکونی نے حضرت امام جعفر صادقؑ کا ارشاد نقل کیا۔

رسولؐ خدا نے فرمایا مظلوم کی آہ سے بچو کیونکہ یہ ملاء اعلیٰ تک پہنچتی ہے اور خدا اس کی آہ پر متوجہ ہوتے ہوئے فرماتا ہے۔

اس کی دعا کو مجھ تک پہنچنے دو میں اسے قبول کروں گا اسی طرح والدین کی نفرین سے بھی بچتے رہو چونکہ تلوار سے زیادہ تیز اثر کرتی ہے۔

۳۳۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

تین دعائیں حضرت احدیت تک جلد پہنچتی ہیں۔
۱۔ اولاد کے لئے والدین کی دعا و بد دعا۔
۲۔ مظلوم کی بد دعا ظالم اور اس کے مددگاروں کے لئے۔
۳۔ مومن کی دعا مومن کے لئے جب وہ اس کی مدد کرے، اور بد دعا جب وہ امکان کے باوجود اس کی مدد نہ کرے۔

۳۴۰۔ حدیث کا فقرہ ہے۔
باپ کی نفریں سے بچو چونکہ یہ آسمانوں تک پہنچتی ہے۔
اپنے کو والدین کی نفرین سے بچاؤ چونکہ وہ تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

مضطرب ماں

۳۴۱۔ ارشاد معصوم ہے۔
جب کوئی بچہ بیمار ہو اور اس کی ماں مکان کی چھت پر جاکر بال پریشاں کر کے خدا سے ان جملوں میں فریاد کرے تو خدا اس بچہ کو صحت عطا فرمائے گا۔
خدایا تو نے یہ بچہ مجھے ہدیہ فرمایا تھا خدایا تو قادر ہے اس کی مدت عمر کو بڑھا دے اور مجھ سے واپس نہ لے۔
اس دعا کو پڑھنے کے بعد سجدہ میں چلی جائے ابھی وہ سر سجدہ سے نہیں اٹھائے گی کہ خدا بچہ کو شفائے کامل مرحمت فرمائے گا۔
اگر کوئی اپنی ساری حاجتوں کو خدا کے سپرد کر دے تو

خدا اس شخص سے فرماتا ہے۔
جس نے خدا پر بھروسہ کیا خدا اس کے لئے کافی ہے[1]۔

ایک درد

۳۴۲۔ حفص بن غیاث نے کہا امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے۔
اگر کوئی چاہتا ہے کہ جس وقت دعا کرے تو اس کی دعا مستجاب ہو تو غیر خدا سے امید ختم کر کے خدا سے لو لگائے رہے، جب وہ اس کے دل کی اس حالت کا جائزہ لے گا تو اس کے ہر سوال پر اس کی حاجت روا فرمائے گا۔

۳۴۳۔ خداوند عالم نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا،
اے عیسیٰؑ! مجھے اس طرح پکارو جیسے کوئی شکستہ دل جو ڈوب رہا ہو اور کوئی اس کا بچانے والا نہ ہو۔
اے عیسیٰؑ! میرے علاوہ کسی سے سوال نہ کرو تاکہ تمہاری دعائیں مستجاب ہوں۔
اور جب دعا مانگو تو گڑگڑا کر مانگو اور ہماری یاد میں ڈوب کر مجھ سے سوال کرو اگر اس طرح دعا کی تو یقیناً مستجاب ہوگی۔

بہرحال شان بندگی یہی ہے کہ بندہ اپنی ہر چھوٹی بڑی حاجتوں کو شرمائے بغیر خدا سے مانگتا رہے۔

---

[1] سورہ طلاق آیت ۳

حدیث قدسی میں اسی کی طرف اشارہ ہے

۳۴۴۔ موسیٰؑ! اپنی ہر حاجت کو مجھ سے بیان کرو و لو بکری کا چارہ اور آٹے کا نمک ہی کیوں نہ ہو۔

۳۴۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں دعا کرنا تم لوگوں پر ضروری ہے چونکہ یہی وہ چیز ہے جو تم لوگوں کو خدا سے قریب کرتی ہے۔ کسی چھوٹی چیز کو یہ سوچ کر نہ چھوڑ دو کہ اس کو خدا سے کیا مانگے، نہیں جس کے دست قدرت میں بڑی چیز ہے اسی کے دست قدرت میں چھوٹی چیز بھی ہے۔

نصیحت

عزیز واجب یہ واضح ہوگیا کہ نجات و رستگاری خداوند عالی پر اعتماد و یقین رکھنے میں ہے اور ذلت و رسوائی اس سے منہ موڑنے میں، تو رحمت خدا اس شخص سے دور ہے جو ذات حق سے منحرف ہے۔

آیئے آپ کو ایک داستان سناؤں۔

داستان

محمد بن عجلان خود کہتا ہے۔ شدید فقر و فاقہ میں مبتلا تھا قرض بھی بہت زیادہ تھا جس کی ادائیگی کی کوئی شکل نہیں تھی قرضداروں کے تقاضے بھی بڑھتے جا رہے تھے اُن دنوں مدینہ کا حاکم حسن بن زید میرا دوست تھا دل میں یہ خیال لیکر

نکلا کہ اسی سے اپنی حاجت روائی کی گذارش کروں گا۔
راستہ میں میری ملاقات میرے خالہ زاد بھائی محمد بن عبداللہ سے ہوئی جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے نواسے تھے۔ وہ میرا ارادہ بھانپ گئے اور کہا کس کے در پر اپنی حاجت لے کر جا رہے ہو؟
میں نے جواب دیا۔ حاکم مدینہ حسن بن زید۔ محمد بن عبداللہ نے کہا۔ اگر تم نے حاکم مدینہ کے ذریعہ اپنی مشکل کو حل کرنا چاہا تو کبھی کامیاب نہیں ہوگے بلکہ اس سے سوال کرو جو تمھاری مشکل حل کر سکتا ہو۔ کیوں نہیں خدا سے سوال کرتے جو بخشش کرنے والوں میں سب سے زیادہ فیاض و سخی ہے۔
ہمیشہ خدا سے لو لگائے رہو چونکہ میں نے حضرت امام
۳۴۷ جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔
خدا نے اپنے کسی نبی سے کہا تھا، جس نے میرے علاوہ کسی سے لو لگائی تو اس کی آرزو کو خاک میں ملا دوں گا ذلیل و رسوا کروں گا، اور اپنے فضل و کرم سے دور بھی کر دوں گا۔
تعجب ہے بندہ مشکلوں میں دوسروں سے لو لگائے رہتا ہے درانحالیکہ مشکلوں کا حل ہمارے پاس ہے۔
بندے دوسروں کے آرزومند ہیں جبکہ میں فیاض مطلق ہوں ہر بند در کی کنجی میرے پاس ہے، میرا در

ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے جو مجھے آواز دیتا ہے۔

میرے نبی! کیا آپ نہیں جانتے کہ اگر کسی پر کوئی مصیبت آن پڑے تو میرے علاوہ کوئی اس کو برطرف کرنے والا نہیں ہے۔ ان اختیارات کے باوجود بندے مجھ سے منہ موڑے ہوئے ہیں، میں نے اپنی سخاوت و کرم کی بنیاد پر انھیں وہ چیزیں عطا کی ہیں جس کا انھوں نے مجھ سے سوال نہیں کیا تھا۔ پھر بھی مشکلوں میں لوگ مجھے چھوڑ کر دوسروں کو پکار رہے ہیں۔

میں تو وہ ہوں جس نے پہلے پہل بغیر مانگے دیا تو کیا جب مجھ سے کوئی مانگے گا تو نہیں دوں گا۔ کیا سخاوت و فیاضی میرے علاوہ کسی کی شان ہے؟

کیا دنیا و آخرت کا میرے علاوہ کوئی مالک ہے؟

اگر زمینوں اور ساتوں آسمانوں کے رہنے والے سب مجھ سے سوال کریں تو ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق دوں گا اور ذرہ برابر ہمارے ملک میں کمی نہیں ہوگی اور ہوگی بھی کیسے میں تو خود اس ملک کا سرپرست و قیّم ہوں بُرا ہو اس کا جو میری نافرمانی کرے اور مجھ سے غافل رہے۔

فرزندِ عجلان کہتے ہیں میں نے محمد بن عبداللہ سے کہا مجھے پھر یہ ارشاد امام سُناؤ اور تین بار انھوں نے اس کا کلام نورانی کی تکرار کی۔ اس حدیث کے سننے کے بعد پھر میں نے

عہد کر لیا کہ آج کے بعد کسی سے اپنی حاجت کا ذکر نہیں کروں گا اس بڑے عہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت حق نے کچھ ہی دنوں بعد مجھے اپنے خزانۂ غیب سے غنی و بے نیاز کر دیا۔

۳۴۷۔ حضرت رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے۔

پروردگار عالم نے فرمایا۔

اگر کسی نے میرے علاوہ میرے بندوں پر بھروسہ کیا تو زمین و آسمان کے درمیان جتنے ذریعے ہیں سب کو ناکام بنا دوں گا اور اگر ہر طرف سے ناکامی کے بعد مجھ سے مانگے گا تو کچھ نہیں دوں گا اس کے برخلاف اگر بندوں سے مانگنے کے بجائے مجھ سے سوال کرے تو میں ضامن ہوں کہ زمین و آسمان اس کے ہیں اگر دعا کرے گا پورا کروں گا اگر بخشش کا سوال کرے گا عطا کروں گا۔

۳۴۸۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جب تک ممکن ہو کسی سے سوال نہ کرو کیونکہ ہر دن کی روزی معین ہے سوال کرنے میں لجاجت و خاکساری سے انسان کی آبرو چلی جاتی ہے اور رنج و ملال رہ جاتا ہے۔

مشکلوں پر صبر کرو۔ خدا خود ہی کوئی آسان راہ پیدا فرمائے گا۔

عنقریب رنجیدہ خاطر، مسرور ہوگا اور ہراساں امان پائے گا۔

ممکن ہے بندے کی یہ پریشانیاں اس کی تربیت کیلئے خالق نے تجویز فرمائی ہوں۔

روزی کے مراتب ہیں، پھلوں کے پکنے سے پہلے اس کی آرزو نہ کرو چونکہ پک جانے کے بعد خود ہی عام ہو جائے گا۔

خدا تمہارا مدبر و سرپرست ہے وہ جانتا ہے کہ کس وقت تمہارے لئے کس چیز کی ضرورت ہے۔ لہذا ہر حال میں اس کی ندرت پر اعتبار و اعتماد رکھو وہی تمہارے لئے بھلائی فراہم کرے گا۔

وقت سے پہلے اپنی حاجتوں کا سوال نہ کرو ورنہ کبیدہ خاطر ہو گے اور تم پر مایوسی چھا جائے گی۔

اس نکتہ کو مدنظر رکھنا۔ حیا کی بھی حد ہے، حد سے زیادہ حیا اسراف ہے اور حد سے زیادہ احتیاط کام کو خراب کر دیتی ہے۔

ان عقلمندوں سے بچو جو آنکھ پھاڑ کر دیکھ رہے ہیں کیونکہ اگر اہل دنیا عقلمند ہو جائیں تو دنیا ویران ہو جائے گی۔

عزیزو! اس ارشاد امامؑ پر توجہ دو۔

یہ حدیث زہد کی طرف کس اچھے انداز سے دعوت دے رہی ہے۔

سچ ہے اگر دنیا والے عقلمند ہو جاتے تو پھر ہمیشہ آخرت

کی فکر میں رہتے اور یہ دنیا ویران ہوجاتی جو دنیا کی حیات کو سجانے اور بسانے میں مشغول ہیں درحقیقت وہ عقلمند نہیں ہیں۔

جن کی دعائیں رد ہیں

۳۴۹ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ان لوگوں کی دعائیں قبول نہیں ہیں۔

(۱) وہ شخص جو گھر میں بیٹھ کر اپنی روزی کا خدا سے سوال کر رہا ہو۔ ایسے شخص کے جواب میں ندائے الٰہی آتی ہے کیا میں نے تم سے نہیں کہا کہ جدوجہد کرو۔

(۲) وہ شخص جس کی بیوی بدچلن ہو اور شوہر اس پر نفرین و لعنت کرے۔ جواب قدرت آتا ہے۔ نفرین کیوں کرتے ہو کیا میں نے رہائی کا اصول (طلاق) نہیں بنایا ہے۔

(۳) وہ مالدار جس نے اپنا مال ضائع کر دیا اور پھر خدا سے روزی کی دعا کرتا ہے۔ اس سے معبود کہتا ہے — کیا میں نے تم کو فضول خرچی سے نہیں روکا تھا۔

پھر حضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

جو لوگ خرچ کرنے میں نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی یہی افراد میانہ رو ہیں[1]۔

---

[1] سورہ فرقان آیت ۶۷

(۴) اس شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی جس نے لکھے پڑھے بغیر کسی کو قرض دیا اور قرض لینے والے نے انکار کر دیا۔ خدا ایسے انسان سے کہتا ہے کیا میں نے تم کو حکم نہیں دیا تھا کہ "لین دین" کے وقت لکھ لیا کرو۔

۳۵۰- (۵) وہ شخص جو اپنے ہمسایہ پر لعنت کرے اس شخص سے خدا فرماتا ہے تم نفرین کیوں کرتے ہو کیا میں نے تمھیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی کا حکم نہیں دیا ہے۔

(۶) جس شخص نے خدا سے روزی کا سوال کیا، اللہ نے اس کو سوال کے مطابق عطا بھی فرمایا لیکن اس کو خرافات میں اڑا ڈالا پھر جب یہ خدا سے سوال مال کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے تمھارے سوال پر میں نے دیا لیکن تم نے اس کو ضائع کر دیا۔

۳۵۱- یونس ابن عمار نے کلام حضرت امام جعفر صادقؑ میں اس مضمون کو پایا تھا۔

(۷) اس انسان کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی جو سخت دل کے ساتھ خدا کو پکار رہا ہو کیونکہ ——

۳۵۲- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ خدا اس شخص کی دعا کو قبول نہیں فرماتا جو دل سے خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا لہٰذا جس وقت خدا سے سوال کرو تو پھر پورا اس کی طرف متوجہ ہو کر مانگو اور یقین رکھو کہ پوری ہو کر رہے گی۔

۳۵۳-(۸) آٹھواں وہ شخص ہے جس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جو مصیبت میں پھنس جانے کے بعد خدا کو پکارتا ہے۔
سیف بن عمیرہ راوی ہیں کہ حضرت نے فرمایا۔
خدا سخت دلوں اور ان لوگوں کی دعا کو قبول نہیں فرماتا جو بلاؤں میں گھر جانے کے بعد دعا کرتے ہیں۔

۳۵۴- کیونکہ ہشام بن سالم کہتے ہیں حضرت نے فرمایا۔
جو بلاؤں کے آنے سے قبل دعا کرتا ہے بلاؤں میں پھنسنے کے بعد اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کی دعا کو سن کر فرشتے کہتے ہیں یہ پہچانی آواز ہے اور جو بلاؤں میں گھر جانے کے وقت دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی اور ملائکہ کہتے ہیں یہ آواز کسی اجنبی کی ہے۔

(۹) اگر کوئی گناہ پر گناہ کئے جا رہا ہو اور اس حالت میں دعا کرے تو قبول نہیں ہوتی کیونکہ

۳۵۵- حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
جو عمل خیر کے بغیر خدا سے دعا کرے اس کی مثال اس تیر انداز کی ہے جو بے نشانہ کے تیر چلائے۔

اولاد نہ ملی

۳۵۶ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
بنی اسرائیل کا ایک شخص تین سال تک خدا سے اولاد

کا سوال کرتا رہا لیکن اس کے یہاں بچّہ نہ ہوا ایک دن اس نے خدا کو پکار کر کہا خدایا کیا میں تجھ سے دور ہوں جو تو میری آواز نہیں سن رہا ہے یا سن کر جواب نہیں دے رہا ہے کسی نے خواب میں اس سے کہا۔

تم تین سال سے
اپنی آلودہ زبان
گناہوں سے بھرے دل
مشکوک نیت ۔ سے پکار رہے ہو پہلے زبان کو پاک،
دل کو خوف خدا سے سرشار اور نیت کو خالص کرو پھر جا کر
دعا مستجاب ہوگی۔

اس شخص نے ایک سال تک اپنے کو ہر آلودگی سے بچایا تو خداوند کریم نے اسے ایک بچہ عطا فرمایا۔

(۱۰) دسواں شخص جس کی دعا قبول نہیں ہوتی ۔حرام غذائیں کھانے والا ہے۔

حدیث قدسی میں ہے۔

۳۵۷۔ تمھارا فریضہ دعا کرنا ہے ہماری ذمہ داری قبول کرنا ہے لیکن حرام کھانے والوں کی دعائیں مجھ تک نہیں پہنچتیں

۳۵۸۔ حضرت رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے۔

اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہوتی رہے
تو اپنی کمائی کو حلال اور غذا کو پاک کرے۔

۳۵۹۔ حضرتؑ نے کسی کے جواب میں فرمایا تھا۔

پاک چیزیں کھاؤ حرام سے اپنے پیٹ کو محفوظ رکھو۔

۳۶۰۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی دعا مستجاب ہو تو غذا کو پاکیزہ کرے۔

۳۶۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ایک لقمۂ حرام سے اپنے کو بچانا خدا کے نزدیک ہزار سنتی رکعت سے زیادہ محبوب ہے۔

۳۶۲۔ اگر کسی نے حرام کا ایک دانہ اپنے مال سے جدا کر دیا تو اس کو ستر حج مقبول کا ثواب ملے گا۔

(۱۱) اس انسان کی دعا بھی قبول نہیں ہوگی جس کے ذمہ کسی انسان کا حق ہوگا۔

حدیث میں ہے۔

۳۶۳۔ پروردگار عالم نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا بنی اسرائیل کے گناہ گاروں سے کہو تم نے اپنے چہرے تو دھو لئے دار نخا لیکہ تمہارے دل گندے ہیں کیا تم مجھ کو دھوکے دے رہے ہو۔ یا اپنی جسارت کا اظہار کر رہے ہو دنیا والوں کے لئے اپنے کو آراستہ کیا لیکن تمہارا باطن مردار سے زیادہ بدبو دار ہے تم لوگ زندہ ڈھانچہ ہو۔

اے عیسیٰؑ! ان لوگوں سے کہو حرام سے اپنے ہاتھ روکیں اور حرام باتوں کے سننے سے بچیں، تم جن دلوں کے ساتھ ہمارے سامنے آتے ہو مجھے تمہاری صورت

دیکھنا گوارہ نہیں۔
ان ظالموں سے کہو! مجھ سے دعا نہ مانگے کیونکہ حرام سے ان کے قدم آلودہ ہیں بہت ان کے گھروں میں ہیں۔ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جو مجھ کو پکارے گا اس کی حاجت روا کروں گا۔ اگر ان ظالموں نے بھی پکارا تو سنوں گا لیکن حاجت روائی کے بجائے لعنت و نفرین کروں گا کہ یہ پراگندہ ہو جائیں۔

۳۶۴۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
اللہ کی مجھ تک وحی آئی ہے کہ اپنی امت سے کہوں کہ جب مسجدوں میں نماز کے لئے جائیں تو ان کے ذمہ کسی کا کوئی حق نہ ہو۔ کیونکہ ایسے نمازی پر میں اس وقت تک لعنت بھیجتا رہتا ہوں جب تک حق مومن ادا نہیں کر لیتا۔ اگر اس نے حق ادا کر دیا تو میں اس کی آنکھ بن کر اس کو دیکھتا ہوں اور کان بن کر اس کو سنتا ہوں وہ میرا دوست ہے اور ہمارے رسولوں اور شہیدوں کا ہمسایہ

۳۶۵۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔
وحی میں حضرت عیسیٰؑ سے کہا گیا۔
بنی اسرائیل سے آپ کہہ دیں ہمارے گھروں میں جب وارد ہوں تو روتی ہوئی آنکھوں پاک دلوں اور بے خطا ہاتھوں کے ساتھ آئیں۔ ان لوگوں کو باخبر کر دیں کہ اگر کسی کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہوگا تو میں اس کی دعا کو قبول نہیں کروں گا۔

باب چہارم

آداب دعا

دعا سے قبل چند باتوں کا خیال ضروری ہے۔

★ باطہارت ہونا۔
★ خوشبو لگانا۔
★ قبلہ رخ بیٹھنا۔
★ خدا سے حسن ظن رکھنا۔

صدقہ دینا۔ چونکہ ارشاد قرآن ہے
رازونیاز سے قبل صدقہ نکالو[1]۔

دعا کرنے والا خدا کی قدرت کا یقین رکھتا ہو کہ وہ حاجت روائی کی صلاحیت رکھتا ہے۔

۳۶۶۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

پروردگار عالم فرماتا ہے اگر دعا کرنے والا یقین رکھتا ہے کہ نقصان وفائدہ میرے ہاتھ میں ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔

---

[1] سورہ مجادلہ آیت ۱۲

روایات و آیات نے پکارنے اور سوال کرنے کا ادب تعلیم دیا ہے۔

قرآن فرماتا ہے۔

خدا کو خوف و امید سے پکارو[1]۔

۳۶۷۔ میرے بندے میرے لئے جو نظریہ رکھتے ہیں میں ویسا ہی ہوں۔ لہذا مجھ سے ہمیشہ حسن ظن ہی رکھنا چاہیئے۔

۳۶۸۔ جب خدا سے سوال کرو تو یقین رکھو کہ دعا قبول ہوگی۔

۳۶۹۔ حضرت موسیٰ سے معبود نے فرمایا۔

اے موسیٰ! اگر تم نے مجھ سے حسن ظن رکھتے ہوئے دعا کی تو میں تمہیں معاف کردوں گا۔

سلیمان بن فراء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے راویوں میں ہیں۔ انھوں نے روایت کی ہے کہ

حضرت نے فرمایا

جب دعا کرو تو یہ ذہن میں رہے کہ قبول ہوا چاہتی ہے

دوسری روایت میں ہے۔

۳۷۰۔ دل و جان سے خدا کو پکارو اور یہ خیال رہے دعا عنقریب قبول ہوا چاہتی ہے۔

تعجب ہے کہ انسان خدا سے حسن ظن نہ رکھے جبکہ وہ اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہے اس کی رحمت اُس کے

---

[1] سورہ اعراف آیت ۵۶

غضب پر حاوی ہے۔

۳۷۱۔ **اٹھ بیٹھے**

روایت میں وارد ہے کہ جس وقت حضرت آدمؑ کے پیکر خالی میں روح پھونکی گئی وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کہتے ہوئے اٹھ بیٹھے ـــــ جواب الٰہی آیا

آدمؑ تم پر اللہ کی رحمت ہو۔

حضرت آدمؑ سے خداوند عالی کا سب سے پہلا خطاب "دعائے رحمت" کے ساتھ تھا۔

۳۷۲۔ روایت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ فرعون کے پاس پیغام کہلایا۔

عذاب وعقاب سے زیادہ میں عفو ومغفرت کی طرف بڑھتا ہوں

۳۷۳ حدیث میں ہے۔

ڈوبتے ہوئے فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو مدد کے لئے پکارا لیکن حضرت موسیٰؑ اس کی فریاد کو نہیں پہنچے تو قدرت نے کہا موسیٰؑ تم نے اس کی مدد نہیں کی چونکہ تم نے اس کو پیدا نہیں کیا تھا اگر اس نے تمھارے بجائے مجھے پکارا ہوتا تو میں اس کی مدد کو پہنچتا۔

قارون کی .....

۳۷۴۔ حضرت مرسل اعظمؐ نے فرمایا کہ جس وقت مچھلی حضرت

یونسؑ کو لیکر دریا سے گذر رہی تھی اسی جگہ سے قارون بھی گذر رہا تھا جس وقت اس نے حضرت یونسؑ کی تسبیح سنی تو فرشتوں سے پوچھا یہ کون ہے فرشتوں نے بتایا یونسؑ خدا کے پیغمبر۔

قارون نے کہا اگر اجازت ہو تو ان سے دو باتیں کرلوں فرشتوں نے اجازت دی۔

قارون نے حضرت یونسؑ سے کہا، کیوں نہیں خدا سے توبہ کر لیتے؟

یونسؑ: تم نے توبہ کیوں نہیں کی۔

قارون: میں نے موسیٰؑ کے سامنے توبہ کی انھوں نے قبول نہیں کی اگر خدا سے کی ہوتی تو قبول ہو جاتی۔

اگر تم خدا سے توبہ کرو تو پہلے ہی قدم پر اس کی رحمت محسوس کرو گے۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اس نے اپنے بندوں کیلئے کس قدر اپنی رحمت و احسان کو فراواں کیا ہے۔

اس کی رحمت کی ایک علامت یہ ہے کہ مومنین کو آمادہ کرتا ہے کہ اپنے برادر مومن کے لئے دعا کریں۔

اس کا ارشاد ہے

مجھے اس زبان سے پکارو جس سے گناہ نہ کیا ہو اس سے مراد دوسروں کے لئے دعا ہے۔

اگر کسی نے غائبانہ برادر مومن کے لئے دعا کی تو خدا

اس کی دعا کو مستجاب بھی فرماتا ہے اور کئی گنا خود اس دعا کرنے والے کو عطا کرتا ہے۔

اس کی رحمت کی دوسری علامت یہ ہے کہ اس نے گذر جانے والوں کے لئے کار خیر کی تاکید کی ہے اور جس نے کسی مرنے والے کے لئے کار خیر کیا خود اس کے نامۂ اعمال میں چنداں برابر عطا فرماتا ہے۔

۳۷۵۔ حضرت مرسل اعظمؐ فرماتے ہیں۔

جس نے قبرستان میں سورہ یٰسٓ کی تلاوت کی خدا ان مردوں سے اس روز عذاب میں تخفیف فرماتا ہے اور پڑھنے والے کو ان مردوں کے برابر نیکی عطا فرماتا ہے۔

۳۷۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

مردوں کو نماز، روزہ، حج، صدقہ اور دعا پہنچتی رہتی ہے اور جو کرتا ہے اس کو بھی نیکیاں ملتی ہیں۔

۳۷۷۔ دوسرا ارشاد ہے۔

اگر کسی مرد مسلم نے مرنے والے کی طرف سے کوئی نیک عمل انجام دیا تو خدا اس کے عمل کو کئی گنا بڑھا کر مردہ کو پہنچاتا ہے۔

اس کی رحمت کی تیسری علامت یہ ہے کہ

حضرت مرسل اعظمؐ نے فرمایا

باخبر رہو اللہ کے علاوہ کوئی اللہ نہیں اپنے اور مومنین و مومنات کے لئے استغفار کرو۔[1]

---

[1] سورہ محمد آیت ۱۹

اس آیۂ کریمہ میں خداوند کریم نے استغفار کو کلمۂ توحید کے شانہ بہ شانہ رکھا ہے جو اساس اسلام ہے آیت کا یہ انداز حضرت احدیت کی بے پناہ رحمت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ یہی نہیں حدیث قدسی میں ارشاد ہے۔

میرے بندے جیسا گمان رکھتے ہیں میں ویسا ہی ہوں۔

لہٰذا اگر کوئی اس سے سوءظن بدگمانی رکھے تو اس کے معنی ہے کہ وہ خائف و ہراساں ہے۔

اس کی رحمت کی واضح علامت یہ ہے کہ اگر بندہ اس سے حسن ظن رکھتا ہے تو خدا کبھی اس کے حسن ظن کو مجروح نہیں فرماتا۔

قرآن میں ارشاد ہے

صرف خدا پر بھروسہ رکھو اگر مومن ہو[1]۔

اگر اس آیت کے علاوہ کوئی دوسری آیت توکل سے متعلق نہ ہوتی تو کافی تھی چونکہ توکل کو شرط ایمان قرار دیا ہے۔ پھر اس آیت کو بشارت و جزا ان لوگوں کے لئے قرار دیا جو خدا و رسول کے گرد جمع ہوئے۔

انھوں نے کہا ہمارے لئے خدا کافی ہے اور وہی ہمارا ذمہ دار ہے یہ مجاہدین خدا کے فضل و کرم سے یوں پلٹ آئے

---

[1] سورہ مائدہ آیت ۲۳

کہ انھیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور انھوں نے رضائے الٰہی کا اتباع کیا[1]۔

مزید اس کا ارشاد ہے کہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے[2]۔

ایک سوال

حضرت امام جعفر صادقؑ سے کسی نے پوچھا کہ توکل کی حد بتائیے۔

۳۷۸۔ آپ نے فرمایا

خدا کے علاوہ کسی سے خائف نہ ہو۔

بہر حال توکل کا مرکز صرف خدا سے حسن ظن رکھنا ہے اگر کوئی خدا سے حسن ظن رکھتا ہوگا تو غیر خدا سے خائف و ہراساں نہیں ہوگا۔

۳۷۹۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

خدا کی قسم کسی مومن کو دنیا و آخرت کی بھلائی مل ہی نہیں سکتی ہے جب تک خدا سے حسن ظن و امید نہ رکھتا ہو، اچھے اخلاق کا حامل ہو اور غیبت سے بچتا ہو۔

یاد رکھو خدا توبہ و استغفار کے بعد کسی بندہ پر عذاب نہیں کرتا۔ اگر عذاب کرتا ہے تو اسی وقت جب وہ

---

[1] آل عمران آیت ۱۷۳ و ۱۷۴، ۱۵۹

اس سے بدظن ہو، بد اخلاق ہو، مومن کی غیبت کرتا ہو اور اس سے نا امید ہو۔

اگر بندہ نے خدا سے حسن ظن رکھا تو خداوند عزیز و جلیل اس کو اسی حسن ظن کی بنا پر نیکی عطا فرماتا ہے چونکہ وہ کریم ہے اس کو شرم آتی ہے کہ مومن کے حسن ظن کے خلاف عمل فرمائے۔

خدا سے حسن ظن رکھو اور اسی سے لو لگائے رہو۔

اس کا ارشاد ہے۔

جو خدا سے بدگمان ہیں اس بدگمانی کی وجہ سے وہ بلاؤں کے گرداب میں پھنسے ہیں اور ان پر اللہ کا غضب ہے۔

جہنم سے واپسی

۳۸۰۔ حدیث میں ہے کہ جب حضرت حق اپنے بندوں کا حساب و کتاب کر چکا ہوگا تو ایک ایسا آدمی بچے گا جس کا گناہ نیکیوں سے زیادہ ہوگا فرشتوں کو حکم ہوگا اسے جہنم میں لے جاؤ۔

جس وقت فرشتے جہنم میں لے جا رہے ہوں گے یہ بندہ مُڑ مُڑ کر پیچھے دیکھ رہا ہوگا ندائے الٰہی آئے گی پیچھے مُڑ مُڑ کر کیا دیکھ رہا ہے؟ یہ گناہگار انسان جواب دے گا خدایا تجھ سے جو حسن ظن تھا اس کی بنا پر یہ خیال نہیں تھا کہ مجھے جہنم میں ڈالے گا۔

ندائے الٰہی آئے گی میرے فرشتو! اگرچہ اس نے ایک

دن بھی مجھ سے حسن ظن نہیں رکھا لیکن آج چونکہ مدعی ہے لہذا میں نے معاف کر دیا۔

۳۸۱۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔
قیامت کے دن جب لوگ خدا کے سامنے حاضر کئے جائیں گے اس وقت حکم الٰہی ہوگا ان کے اعمال اور میری نعمتوں کا مقابلہ کرو دیکھو کون زیادہ ہے؟
اگر عمل کم ہوگا — اور نعمت زیادہ ہوگی تو خدا عمل کو قبول کرتے ہوئے اپنی نعمت کو اسے بجل کر دے گا۔
پھر خیر کو شر کا جائزہ لیا جائے گا اگر دونوں برابر ہوئے تو خیر کو شر پر غلبہ عطا فرمائے گا اور بندۂ خدا نجات یافتہ قرار پائے گا۔
اور اگر خیر کا پلّہ بھاری رہا تو فضل خدا اس کے شامل حال ہوگا۔
اور اگر شر کا پلّہ بھاری نکلا لیکن یہ بندۂ خدا نہ مشرک تھا اور نہ خلاف تقوی کام انجام دیتا تھا تو خدا اپنی رحمت واسعہ سے اسے بخش دے گا۔

۳۸۲۔ روایت میں ہے۔
قیامت کے دن جب بندے اکٹھا کئے جائیں گے جہاں ان کی گردنوں پر خدا کا حق ہوگا وہیں ہر ایک پر ایک دوسرے کا حق بھی ہوگا۔
ندائے الٰہی آئے گی میرے بندو! میں نے اپنا حق

معاف کر دیا تم لوگ بھی آپس کے حق کو معاف کرتے ہوئے
اپنی اپنی جنت میں چلے جاؤ۔

۳۸۳۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے۔

قیامت کے دن میری امت سے کہا جائے گا۔
اے امت محمدؐ تم لوگوں کی گردنوں پر ہمارا حق ہے وہ
میں نے معاف کر دیا۔
تم لوگ بھی آپس میں ایک دوسرے کو معاف
کر کے ہمارے رحم و کرم سے جنت میں چلے جاؤ۔

مرد ریاکار

۳۸۴۔ محمد برقی کہتے ہیں حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا۔
زمانۂ حضرت داؤد علیہ السلام میں بنی اسرائیل کے
ایک عابد کے لئے خدا نے انھیں بتایا کہ ریاکار ہے جب وہ
عابد مر گیا تو حضرت داؤد اس کے جنازہ پر نہیں گئے لیکن
چالیس آدمی اس کے جنازہ کے پاس آئے اور خدا کو مخاطب
کرتے ہوئے کہا۔

خدایا! ہم اس مرنے والے سے سوائے بھلائی کے
کچھ نہیں جانتا اگرچہ تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اسے بخش دے
غسل کے بعد۔ پھر چالیس نفر آئے اور انھوں نے بھی جنازہ
پر کھڑے ہو کر یہی کہا۔

جب قبر میں رکھ دیا گیا تو پھر چالیس کی ٹولی آئی اور

اس نے بھی یہی کہا۔
حضرت داؤدؑ پر وحی آئی تم نے اس کے جنازہ پر نماز کیوں نہیں پڑھی۔
آپ نے جواب دیا تو نے ہی تو فرماتا تھا کہ وہ ریاکار ہے۔
وحی آئی — اس کے جنازہ پر آکر لوگوں نے کہا کہ بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں جانتا لہذا میں نے انھیں لوگوں کے بیان کو قبول کرتے ہوئے بخش دیا۔

خوف خدا

انسان کو خوف و رجا کے ساتھ خدا سے ربط رکھنا چاہیئے۔

۳۸۵۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔
خدا سے حسن ظن اور خوف دونوں رکھو جس کو خدا سے جتنا خوف ہوگا۔ اتنا ہی اس سے حسن ظن بھی رکھتا ہوگا۔
لہذا جن لوگوں کو خدا سے حسن ظن زیادہ ہے وہ اتنا ہی اُس سے خائف بھی ہیں۔

۳۸۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث حسن بن سارہ نے نقل کی ہے۔
کوئی شخص مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک خوف و امید دونوں اس میں نہ پائی جائے اور خوف و امید اسی وقت تک پایا جاتا رہے گا جب وہ خوف اور امید کے بقدر

عمل کرتا رہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ کے اصحاب میں سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے بعض چاہنے والے گناہ بھی کرتے ہیں اور اس کے بعد کہتے ہیں۔ خدا کے رحم و کرم کا امید وار ہوں۔

حضرت نے جواب میں فرمایا۔

۳۸۷۔ ایسے لوگ جھوٹے ہیں قطعاً ہمارے چاہنے والے نہیں بلکہ یہ لوگ خواہشات کے اسیر ہیں۔ کیونکہ جس کو کسی چیز کی خواہش ہوتی ہے اس کے پانے کی فکر کرتا رہتا ہے اور جو کسی چیز سے خائف ہوتا ہے اس سے فرار کرتا رہتا ہے۔

اللہ والے

۳۸۸۔ روایت بتاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نالہ و شیون کی آواز ایک میل تک سنی جاتی تھی۔ اس لئے خدا نے ان کی مدح کرتے ہوئے فرمایا۔

بے شک ابراہیم بردبار، تضرع کرنے والے اور بہت زیادہ خدا کی طرف رجوع کرنے والے تھے[1]

نماز کے وقت اس قدر آہ بھرتے تھے جیسے پانی جوش

---

[1] سورہ ہود آیت ۷۵

مار رہا ہو۔

حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی اسی طرح کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔

وضو کرتے وقت حضرت امیر المومنینؑ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نماز کے وقت خوف خدا سے لرزتی رہتی تھیں۔

حضرت امام حسن علیہ السلام جب وضو سے فارغ ہو جاتے تو آپ کا اضطراب جاتا رہتا کسی نے جب آپ سے سبب دریافت کیا تو فرمایا۔

۳۸۹۔ جو صاحب عرش کی خدمت میں باریابی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے رنگ کو متغیر ہونا ہی چاہیئے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے لئے بھی اسی طرح کا انداز ملتا ہے۔

۳۹۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عابد، زاہد تھے آپ کی مرتبہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا جب حج کے لئے تشریف لے جاتے تو پیادہ پا جاتے اور بسا اوقات برہنہ پا ہوتے۔

جب موت کو یاد کرتے تو گریہ فرماتے، اسی طرح جب قیامت کی یاد آجاتی تو نالہ وشیون فرماتے، جب پل صراط

کی یاد آتی تو آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی اور جس وقت بارگاہ الٰہی میں حساب و کتاب کا منظر یاد فرما لیتے تو ایک چیخ مارتے اور آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔

جس وقت آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے آپ کے شانے لرزتے ہوتے اور جب جہنم کو یاد کرتے تو مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہوئے خدا سے جنت کی دعا فرماتے اور جہنم سے پناہ مانگتے۔

عائشہ کہتی ہیں۔

مرسلِ اعظم مجھ سے محوِ گفتگو تھے اچانک نماز کا وقت آگیا اٹھ کھڑے ہوئے اور ایسا لگتا تھا کہ نہ وہ مجھ کو پہچانتے ہیں اور نہ میں ان کو۔

آہ! جب اولیائے خدا اس طرح خدا سے خائف و ہراساں ہیں تو ہم لوگوں کا کیا ہوگا جو گناہ میں غرق ہیں۔

انسان کو چاہئے کہ خدا سے قطع رحم یا حرام چیز کی درخواست نہ کرے۔ اور اسی طرح خدا سے ان چیزوں کا سوال نہ کرے جو حیا و شرم کے خلاف ہو۔

ارشاد باری ہے۔

خدا کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو بے شک وہ تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا[1]

---

[1] سورہ اعراف آیت ۵۵

مفسرین نے "تضرعا وخفیۃ" کے معنی خاکساری وفروتنی اور "معتدین" کے معنی تجاوز لکھے ہیں مثلاً اپنے لئے انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کی دعا کرنا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۳۹۱۔ اے دعا کرنے والو! ایسی دعا نہ کرو جو مناسب نہ ہو۔

یہ بھی آپ کا ارشاد ہے۔

۳۹۲۔ جس نے اپنی اوقات سے زیادہ مانگا محروم رہے گا۔

دعا کی قبولیت کی ایک اہم کڑی پاک غذائیں بھی ہیں اسی طرح روزہ دار، وخالی پیٹ ہونا بھی دعا کو شرف قبولیت عطا کرتا ہے۔

۳۹۳۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے چالیس روز حلال غذا استعمال کی اللہ اس کے دل کو نورانی فرمائے گا۔

۳۹۴۔ آپ کا یہ ارشاد بھی ہے

اللہ کا ایک ملک ہے جو ہر رات بیت المقدس سے ندا لگاتا ہے۔ جس نے حرام غذائیں استعمال کیں نہ اس کا سنتی عمل قبول ہوگا اور نہ واجبی۔

۳۹۵۔ سنو۔

اگر تم میں سے کوئی نماز پڑھتے پڑھتے رہ کمان (تانت) کی طرح لاغر ہو جائے اور روزہ رکھتے رکھتے کمان کی طرح خم ہو جائے تو خدا ان روزوں اور نمازوں کو قبول نہیں فرمائیگا

جب تک حرام سے اجتناب نہ کرتا ہو۔

۳۹۶۔ حرام غذاؤں کے ساتھ عبادت ایسی ہے جیسے کوئی ریت یا پانی پر عمارت تعمیر کرے۔

۳۹۷ نیکوکاری قبولیت دعا کے لئے ویسے ہی ضروری ہے جیسے کھانوں کے لئے نمک کی۔

انتظار

۳۹۸۔ گذشتہ زمانہ میں کسی اپنے ولی پر خدا نے وحی فرمائی۔ تم دعا کرنے میں سستی نہ کرنا۔

۳۹۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ اگر بندہ قبولیت دعا میں جلدی نہ کرے تو خدا اس کی حاجت کو روا فرمائے گا۔

۴۰۰۔ یہ ارشاد بھی آپ کا ہے۔ جب بندہ جلد بازی کرتے ہوئے دعا کے فوراً بعد اسے حاصل کرنے کے لئے نکل پڑتا ہے تو ارشاد باری ہوتا ہے کہ۔ شاید یہ بندہ نہیں جانتا کہ میں خدا ہوں اور حاجت روائی میرے ہاتھ میں ہے۔

۴۰۱۔ ایک حدیث میں ہے۔ جب بندہ نماز میں جلدی کرتا ہے تو ندائے الٰہی آتی ہے کہ یہ نماز گذار اس قدر جلد نماز پڑھ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ میرے علاوہ کوئی اور ہے جو اس کی حاجت روائی

کرے گا۔

۴۰۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔
اے علم کے طلبگارو! نماز پڑھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آنے والے شب و روز میں نماز نہ پڑھ سکو۔ نماز گذار کی وہی حیثیت ہے جیسے کسی سوالی کی بادشاہ کے پاس ہوتی ہے جب وہ سوالی کسی بادشاہ کے یہاں باریاب ہوتا ہے تو جب تک بادشاہ اس کی حاجت روائی کر نہیں لیتا اس وقت تک ہمہ تن گوش اس کی ضرورت کو سنتا رہتا ہے
مرد مسلمان بھی حالت نماز میں یہی حیثیت رکھتی ہے خدا کی طرف سے اس کو اجازت ہے کہ اپنی عرض داشت سناتا رہے اور جب تک نماز ادا نہیں کر لیتا خدا اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔

۴۰۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جب نماز واجب کو پڑھو تو یہ سوچ کر پڑھو کہ یہ عمر کی آخری نماز ہے، نظر کو سجدہ گاہ پر جما دو اگر تم نے اِرد گرد والوں کو دیکھ کر نماز اچھی پڑھی، تو یہ جان لو کہ تم اس کے حضور میں ہو جو تمھیں دیکھ رہا ہے اور تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو لہذا اپنے کو بچاؤ۔

۴۰۴۔ حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا۔
اے ابوذر! جب تم نماز پڑھ رہے ہوتے ہو تو گویا بادشاہ کے دروازے کو کھٹکھٹا رہے ہو اور اگر کسی نے بہت دیر

تک کسی کے دروازہ کو کھٹکھٹایا تو آخر کار صاحب خانہ در کھول ہی دے گا۔

اے ابوذر! جب بھی کوئی نماز پڑھتا ہے تو عرش سے اس پر نیکیاں نثار ہوتی ہیں اور اللہ ایک فرشتہ کو معین کرتا ہے جو یہ ندا لگاتا ہے اے کاش ان نمازیوں کو خبر ہوتی کہ نماز کا مرتبہ کیا ہے اور وہ کس سے محو مناجات ہے ابوذر نہ کبھی نماز سے تھکنا اور نہ دوسری چیز کی طرف متوجہ ہونا۔

۴۰۵۔ حضرت رب العزت اپنے کلیم سے مخاطب ہے۔

اے موسیٰ! توبہ میں جلدی کرو اور گناہ سے ہمیشہ بچو۔ اور جب نماز پڑھو تو سکون و اطمینان سے پڑھو۔ میرے علاوہ کسی سے امیدوار نہ ہو، مصائب میں مجھے سپر بنا لو اور حوادثات کے وقت مجھے قلعہ قرار دو۔

۴۰۶۔ حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ گڑگڑا کر سوال کرنے والے کو دوست رکھتا ہے

۴۰۷۔ فرزند عقبہ ہجری کہتے ہیں میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا۔

خدا کی قسم جب بندہ دعا کرتے وقت خدا سے حد سے زیادہ اصرار کرتا ہے تو خدا اس کی حاجت روا کر ہی دیتا ہے۔

۴۰۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

اگر انسان آپس میں خاکساری و لجاجت سے سوال

کرتا ہے تو خدا کو یہ انداز ناپسند ہے۔ اس نے لجاجت کو اپنے لئے مخصوص کیا ہے، اسے بھلا معلوم ہوتا ہے۔ جب انسان اس سے اپنی حاجتوں کا سوال کرتا ہے۔

خود کہو

۴۰۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ پروردگار عالم جانتا ہے کہ بندہ کیا چاہتا ہے لیکن اس کو پسند ہے کہ خود اپنی حاجت کو بیان کرے۔

کعب الاحبار سے مروی ہے کہ توریت میں لکھا تھا۔ اے موسیٰ! جو مجھ کو دوست رکھتا ہے میں اسے یاد رکھتا ہوں اور جو مجھ سے لو لگائے ہوئے ہے دعا کرتا ہے اس کو چھوڑتا نہیں۔

موسیٰ! میں اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہوں لیکن مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میرے ملائکہ میرے بندوں کی ہمہمۂ دعا کو سنا کریں اور ہمارے معین کردہ محافظین آنکھوں سے دیکھیں کہ وہ کس طرح ان چیزوں کے خواہاں ہیں جو ہمارے قبضہ قدرت میں ہے۔

کوئی نہ سنے

دعا کو آہستہ آہستہ طلب کرنا چاہیئے تاکہ دوسرا کوئی سن نہ سکے چونکہ اس طرح ریاکاری سے محفوظ رہتا ہے

اور خدا کے حکم کی اطاعت بھی ہوتی ہے ارشاد ہے۔
خدا کو آہستہ آہستہ اور گڑگڑا کر پکارو[1]۔

۴۱۰۔ حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے۔
بندہ کی آہستہ والی ایک دعا زور زور سے کی جانے
والی ستر دعا کے برابر ہے۔
دوسری حدیث میں بھی اسی مضمون کا ذکر قدرے اختلاف
سے آیا ہے۔

۴۱۱۔ جو دعائیں آہستہ کی جاتی ہیں وہ آشکار دعاؤں کی
برابری نہیں کرسکتیں۔

۴۱۲۔ حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔
اللہ تین آدمیوں کی وجہ سے اپنے ملائکہ سے فخر و مباہات
کرتا ہے۔
۱۔ وہ انسان جو کسی ویرانہ میں سکونت کرتا ہے اور
یک و تنہا اذان و نماز ادا کرتا ہے۔ اس وقت خدا
اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے کہ اس بندہ کو دیکھو وہ نماز پڑھ
رہا ہے لیکن میرے علاوہ کوئی اس کا دیکھنے والا نہیں
ہے اس وقت ستر ہزار ملائکہ نازل ہو کر اس کی اقتداء
میں نماز پڑھتے ہیں اور دوسرے روز تک اس کے لئے
استغفار کرتے ہیں۔

---

[1] سورہ اعراف آیت ۵۵

ب - دوسرا وہ شخص جو رات کے اندھیرے میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور جب سجدہ میں جاتا ہے تو نیند آجاتی ہے اور اسی حالت میں سو جاتا ہے اس وقت ارشاد باری ہوتا ہے -
میرے ملائکہ! میرے بندہ کو دیکھ اس کی روح میرے پاس ہے اور اس کا جسم ہمارے سامنے سجدہ ریز ہے -
ج - تیسرا وہ مجاہد جس کے ساتھی جنگ سے بھاگ جائیں لیکن وہ جما رہے اور شہید ہو جائے -

۴۱۳ - دعا کے آداب میں ایک ادب یہ ہے کہ دعا کو عمومی ہونا چاہیئے -
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں -
اگر تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنی دعاؤں میں دوسروں کو شامل کرے چونکہ اس طرح کی دعا کے لئے قبولیت کا زیادہ امکان ہے -
دعا اجتماعی کرنا چاہیئے - قرآن کا ارشاد ہے -
ان لوگوں کے ساتھ بسر کرنے کی عادت ڈالئے جو صبح و شام اپنے رب سے دعا مانگتے ہیں[1] -

۴۱۴ - حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں -
ممکن نہیں کہ چالیس نفر کسی جگہ جمع ہو کر خدا سے دعا کریں اور وہ دعا قبول نہ ہو -

---

[1] سورہ کہف آیت ۲۸

اگر چالیس آدمی ممکن نہ ہو تو چار اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہوں تو ایک ہی آدمی چالیس بار خدا کو پکارے حضرت حق اس کی دعا قبول فرمائے گا۔

۴۱۵۔ حضرت ہی کا یہ ارشاد ہے۔
ممکن نہیں کہ چار آدمی جمع ہو کر خدا سے کسی امر کے لئے دعا کریں اور وہ مستجاب نہ ہو۔

آمین

قرآن کہتا ہے۔
اے موسیٰ و ہارون تم دونوں کی دعا مستجاب ہوئی[1]
جو شخص دعا کرتا ہے اس کی دعا میں وہ شخص بھی شریک ہے جو آمین کہتا ہے دعا حضرت موسیٰؑ نے کی تھی اور حضرت ہارون نے آمین کہا تھا لیکن حضرت حق نے دونوں کی طرف دعا کی نسبت دی ہے۔

۴۱۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔
جس وقت والد ماجد رنجیدہ ہوتے یا کوئی مشکل درپیش ہوتی تو بچوں اور عورتوں کو جمع کر کے دعا فرماتے اور سب آمین کہتے۔

۴۱۷۔ سکونی نے حضرت کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے۔

---

[1] سورہ یونس آیت ۸۹

دعا کرنے اور آمین کہنے والے دونوں خدا سے سوال کرنے میں شریک ہیں۔

خشوع

دعا کا ایک رکن خشوع و خضوع بھی ہے۔
ارشاد قرآن کریم ہے۔
اپنے رب سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا مانگا کرو[1]

۴۱۸۔ حضرات معصومین علیہم السلام کی دعاؤں کا فقرہ ہے۔
تنہا تضرع ہی تیری بارگاہ میں نجات کا سبب ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی۔
اے موسیٰ دعا کے وقت خوف زدہ، سوختہ دل، اور ہراساں رہو۔
اپنے رخساروں کو خاک پر ملو اور اپنے بدن کے مکرم و محترم اعضاء کے ساتھ سجدہ کرو اور کھڑے ہو کر قنوت میں سوال کرو اور مناجات کے وقت قلب کو خائف و ہراساں رکھو۔

۴۱۹۔ حضرت عیسیٰؑ سے خطاب تھا۔
اے عیسیٰ! مجھے اُس ڈوبتے ہوئے رنجیدہ و مایوس انسان کی طرح پکار جس کا کوئی بچانے والا نہ ہو،

---

[1] سورہ اعراف آیت ۵۵

اے عیسیٰ! اپنے دل کو ہمارے سامنے ذلیل وخوار کرو، تنہائیوں میں مجھے بہت یاد کرو۔

میری خوشی اسی میں ہے کہ مجھ سے خوشامدانہ سوال کرو لیکن وقت سوال مردہ دل نہ رہنا، دردبھری آواز سے مجھے پکارتے رہنا۔

۴۲۰۔ حدیث ہے۔

جس وقت حضرت موسیٰؑ وہارونؑ کو پروردگار عالم نے فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا۔ اس کے لباس فاخرہ سے مرعوب نہ ہونا چونکہ اس کے اقتدار کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں ہے، اس کی ظاہری شان وشوکت سے حیرت زدہ نہ ہونا میرے لئے یہ ممکن ہے کہ میں تم کو بھی اسی طرح آسائش دنیا سے آراستہ کردوں کہ جب فرعون تمھیں دیکھے تو اپنی بساط کو تمھارے سامنے حقیر سمجھے۔

لیکن اس ناداری کے باوجود تم کو اس پر برتری بخشی ہے۔ دنیا کی زینت کو تم سے دور کیا ہے میں نے یہ انداز ہمیشہ اپنے دوستوں کے لئے پسند کیا میں نے اپنے دوستوں کو اس دنیا سے بقدر قوت لایموت دیتا ہوں جس طرح چرواہا قحط سالی کے دنوں میں اپنی گوسفند کو مختصر چارا دیا کرتا ہے، میں اپنے دوستوں کو دنیا کی لغزش سے اسی طرح بچاتا ہوں جس طرح ساربان اپنے ناقوں کو ٹھوکروں سے بچاتا ہے۔

اپنے دوستوں کو دنیا کی زرق برق سے بچانے کا مقصد ان کی توہین نہیں ہے بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ صحیح وسالم منزلِ کرامت وشرافت تک پہنچ جائیں۔

ہمارے نزدیک ہمارے دوستوں کی زینت کا معیار ان کی خاکساری خشوع وخضوع اور فروتنی ہے۔

میرے خوف نے ان کے دلوں میں گھر کر لیا ہے جس کا اظہار ان کے اعضاء وجوارح سے ہوتا ہے یہی ان کی نجات کا سبب ہے۔ اور اس بلند مرتبہ تک پہنچنے کا وسیلہ، جس کی وہ آرزو کرتے ہیں۔

اسی عاجزی وخاکساری میں ان کا افتخار ہے اسی انداز سے وہ لوگ ولی خدا سمجھے جاتے ہیں۔

اے موسیٰ! جب ایسے مومن بندوں سے ملو تو خوش گفتاری سے پیش آنا، تواضع کا مظاہرہ کرنا۔ یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ جو میرے چاہنے والوں سے نبرد آزما ہوا اس نے مجھ سے پنجہ آزمائی کی پھر قیامت کے دن میں اس سے بدلہ لوں گا۔

حمد باری

دعا سے پہلے خدا کی حمد وثنا بھی دعا کے آداب میں داخل ہے۔

۲۱۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
دعا نہ مانگنا جب تک دعا سے پہلے خدا کی حمد وثنا اور

محمد وآل محمد علیہم السلام پر صلواۃ نہ بھیج لو۔
پھر آپ نے فرمایا۔

۴۲۲۔ ایک شخص زمانہ جد بزرگوار میں آپ کی مسجد میں آیا دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے اپنی حاجت طلب کی۔
اس کے اس انداز پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اس نے بارگاہ خدا میں جلدی کی۔
کچھ ہی دیر بعد ایک دوسرا شخص آیا اس نے بھی دو رکعت نماز پڑھی خدا کی حمد وثنا کی اور پھر باری تعالیٰ سے اپنی حاجت کا ذکر کیا ـــــ آنحضرتؐ نے فرمایا اس طرح دعا کرو حاجت روا ہوگی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کتاب حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں مرقوم ہے کہ سوال حمد وثنا کے بعد ہے لہذا جب بھی دعا کرو پہلے اللہ کی تعریف و تمجید کرلو۔

راوی نے پوچھا اس کی تعریف وتمجید کیسے کی جائے تو حضرت نے فرمایا۔

۴۲۳۔ یَا مَنْ هُوَ اَقْرَبُ اِلَیَّ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ، یَا مَنْ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ، یَا مَنْ هُوَ بِالْمَنْظَرِ الْاَعْلٰی یَا مَنْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ

★ اے رگ گردن سے زیادہ مجھ سے قریب معبود!

★ اے انسان اور اس کے قلب کے درمیان حائل
پروردگار!
اے ہر نظر میں اعلیٰ وارفع خالق!
اے بے مثل و بے نظیر کردگار!

۴۲۴- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
دعا سے پہلے اس کی حمد و ثنا کرو پھر گناہوں کا اقرار کرو اس کے بعد دعا مانگو چونکہ کوئی انسان گناہ سے بری اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک گناہوں کا اقرار نہ کرلے۔
حضرت ہی کا یہ ارشاد بھی ہے۔
تم میں سے جب کوئی دعا کا ارادہ کرے تو پہلے خدا کی حمد و ثنا کرے جس طرح بادشاہ سے سوال کرنے والے پہلے مؤدبانہ لب و لہجہ میں گفتگو کرتے ہیں پھر اپنی حاجت بیان کرتے ہیں۔
دعاؤں سے پہلے ان الفاظ میں خدا کی مدح و ثنا کرو

۴۲۵-

يَا اَجْوَدَ مَنْ اَعْطَى، وَيَا خَيْرَ مَنْ سُئِلَ، وَيَا
اَرْحَمَ مَنِ اسْتُرْحِمَ، يَا وَاحِدُ، يَا اَحَدُ، يَا
صَمَدُ، يَا مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ
كُفُوًا اَحَدٌ، يَا مَنْ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا،

يَا مَنْ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ وَيَقْضِىْ مَا
اَحَبَّ ، يَا مَنْ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ ، يَا مَنْ
هُوَ بِالْمُنْظَرِ الْاَعْلٰى ، يَا مَنْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ
يَا سَمِيْعُ ، يَا بَصِيْرُ ،

اے داد و دہش کرنے والوں میں سب سے زیادہ
داد و دہش کرنے والے ۔
اے حاجت روائی کرنے والوں میں سب سے زیادہ
حاجت روا ۔
اے مہربانوں میں سب سے زیادہ مہربان
اے واحد احد و صمد
اے رشتوں سے بے نیاز، پدر و پسر کے جھمیلوں سے
مبرّیٰ
اے خود مختار تو جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس کا چاہتا
ہے حکم دیتا ہے تو اپنی پسند میں منفرد ہے
اے وہ! جسم و جان[1] پر جس کی حکمرانی ہے
اے اہل بصیرت کے نزدیک اعلیٰ و ارفع

---

[1] قرآن میں روح کو قلب ۔ صدر سے بھی تعبیر کیا گیا ہے ۔ حسینی

اے بے مثال و بے نظیر
اے سمیع و بصیر .....

جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ اسمائے حسنیٰ کو زبان پر جاری کرنا چاہیئے کیونکہ اللہ کے بے شمار نام ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ دعا سے پہلے محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجنا چاہیئے۔ پھر کہے۔

اَللّٰھُمَّ اَوْسِعْ عَلَیَّ مِنْ رِزْقِكَ الْحَلَالِ مَا اَكُفُّ بِهٖ وَجْهِیْ، وَاُؤَدِّیْ بِهٖ اَمَانَتِیْ، وَاَصِلُ بِهٖ رَحِمِیْ، وَیَكُوْنُنِیْ لِیْ عَوْنًا عَلَی الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ۔

خدایا حلال روزی کی مجھ پر فراوانی فرما تاکہ اپنے وقار کی حفاظت کر سکوں۔ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکوں قرابتداروں سے حسن سلوک کر سکوں اور حج و عمرہ کی سعادت سے مشرف ہوتا رہوں۔

صلوٰۃ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۴۲۶۔ اگر کسی کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود

وسلام نہ بھیجے تو وہ جنت کے راستہ کو گم کر دے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ والد ماجد صحن خانہ کعبہ میں تشریف فرما تھے دیکھا ایک شخص خانہ کعبہ سے لپٹا ہوا کہہ رہا تھا۔

اللّٰھُمَّ صل علی محمّد ـــــ جس وقت والد ماجد نے سنا فرمایا۔

صلواۃ کو ناقص و دم بریدہ نہ کر واپسی صلواۃ بھیجنا ہم پر ظلم ہے۔ صلواۃ اس طرح بھیجو۔

اللّٰھم صل علی محمد و اھل بیتہ

۴۲۷۔ عبداللہ بن نعیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا جب خانہ خدا میں داخل ہوا غیر از صلواۃ بر محمد و آل محمد علیہم السلام مجھے کوئی دعا یاد نہیں آئی لہذا صلوٰۃ پڑھتا رہا۔

حضرت نے فرمایا

۴۲۸۔ تم سے بہتر ذکر کسی نے انجام نہیں دیا۔

جہنم سے واپسی

۴۲۹۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں۔

ایک شخص ایک سو چالیس خریف جہنم میں خدا سے فریاد کر رہا تھا ایک دن اس نے محمد و آل محمد علیہم السلام

کا واسطہ دے کر خدا سے فریاد کی۔

حضرت حق نے جیسے ہی محمد و آل محمد علیہم السلام کے واسطہ سے اس کی فریاد سنی حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ فوراً جہنم میں جاؤ اور میرے بندہ کو جہنم سے نکال کر لاؤ۔

حضرت جبرئیل نے کہا۔ خداوندا۔ جہنم میں کیونکر جا سکتا ہوں۔

خطاب الٰہی ہوا۔ جاؤ میں نے جہنم کو حکم دیا ہے کہ وہ تم پر سرد ہو جائے۔

جبرئیل! خدایا! مجھے نہیں معلوم کہ وہ جہنم میں کہاں ہے۔

خطاب الٰہی۔ وہ جہنم کے سجّین نامی حصّہ کے کنوئیں میں ہے۔

جس وقت حضرت جبرئیل وہاں پہنچتے ہیں دیکھتے ہیں کہ وہ شخص گردن سے لٹکایا ہوا ہے اور اس کے پیر بندھے ہوئے ہیں۔

جبرئیل: کب سے جہنم میں ہو؟

قیدی: شمار نہیں کر سکتا کہ کب سے جل رہا ہوں۔

جس وقت حضرت جبرئیل بارگاہ الٰہی میں اسے لے کر پہنچے خطاب الٰہی ہوا۔

لہ ایک سو چالیس سال کی ایک خریف ہوتی ہے۔

کب سے مجھے جہنم میں پکار رہے تھے ؟

قیدی : میرے رب کوئی شمار نہیں ہے

خطاب الٰہی ۔ قسم ہے میری عزت و جلال کی اگر تم نے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر فریاد نہ کی ہوتی تو ہمیشہ اسی جہنم میں پڑے رہتے میں نے طے کر رکھا ہے کہ جب کوئی بندہ مجھے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر فریاد کرے گا میں اپنے سارے حق کو جو اس کی گردن پر ہے بجل کرتے ہوئے معاف کردوں گا ۔ آج تیری رہائی کا یہی راز ہے ۔

۴۳۰ ۔ جناب سلمان فارسی کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا آپ فرما رہے تھے ۔

ارشاد باری ہے ۔

اے میرے بندو ! ایسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی تم سے اپنی بڑی حاجت پوری کرانا چاہتا ہے لیکن تم پوری نہیں کرتے لیکن جس وقت وہ تمھارے کسی عزیز ترین کو لے کر آتا ہے تو تم اس کی وجہ سے پوری کر دیتے ہو ۔

یاد رکھو ہمارے نزدیک سب سے زیادہ مکرم و محترم محمدؐ ان کے بھائی علیؑ اور ان کی اولادیں ہیں یہی افراد ہمارے تقرب کا وسیلہ و ذریعہ ہیں لہذا اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی کوئی اہم حاجت پوری ہو یا بڑی مشکل برطرف ہو تو اس کو چاہئے کہ محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر مجھ سے

دعا کرے تو عزیز سے عزیز تر کی سفارش سے زیادہ اس کی حاجت روائی کروں گا۔

جس وقت جناب سلمانؓ نے یہ کہا منافقین و مشرکین نے طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ اے سلمان جب ایسا ہے تو کیوں نہیں تم ان لوگوں کا واسطہ دے کر امیر و کبیر بن جاتے۔

سلمانؓ نے کہا۔ میں نے خدا سے خواہش کی ہے وہ مجھے ایسی چیز عنایت فرمائے جو ساری دنیا کی حکومت سے افضل و برتر ہو میں نے حضرت حق کو ان ذوات مقدسہ کا واسطہ دے کر سوال کیا کہ وہ مجھے ایسی زبان عطا فرمائے جس سے اس کا ذکر اور حمد و ثنا کروں۔

ایسا قلب عنایت فرمائے جس سے اس کی نعمت کا شکر ادا کروں اور مجھے وہ قوت مرحمت فرمائے جس سے مصائب پر صبر کر سکوں۔

اس خدائے عزیز و جلیل نے میری درخواست کو مستجاب فرمایا۔

پھر سلمانؓ نے کہا میں نے خدا سے جن چیزوں کا سوال کیا یہ دنیا کی حکومت سے ہزار ہا درجہ افضل و بہتر ہے۔

جوانی پلٹی

۴۳۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ زلیخا نے جناب یوسفؑ سے ملاقات کی درخواست کی

زلیخا کے طرفداروں نے کہا کہیں ایسا نہ ہو تم نے ان کے لئے جو مشکلات کھڑے کر دیئے تھے وہ آج تم سے اس کا انتقام لیں۔
زلیخا نے کہا جو خدا سے ڈرتا ہو میں اس سے نہیں ڈرتی
حضرت یوسفؑ نے اجازت دی زلیخا وہاں پہنچی۔

یوسفؑ: زلیخا یہ تمہارا کیا حال ہوا ہے؟

زلیخا: ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے بادشاہوں کو ان کی گناہوں کی وجہ سے غلام بنایا اور اطاعت و بندگی کی وجہ سے غلاموں کو بادشاہی تک پہنچایا۔

یوسفؑ: اے زلیخا وہ چلتر کیوں چلی تھی؟

زلیخا: تمہارے حسن پر فریفتہ تھی۔

یوسفؑ: اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جب آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ کو دیکھو گی جن کا حسن ہم سے کہیں زیادہ ہے۔

زلیخا: یوسفؑ سچ کہتے ہو۔

یوسفؑ: تم نے ہمارے بیان کی تصدیق کیسے کی۔

زلیخا: تمہارے اسی ذکر سے ان کی محبت کی حلاوت محسوس کرتی ہوں۔

حضرت جبرئیل وحی لے کر آئے اور کہا اے یوسفؑ خداوند عزیز فرماتا ہے زلیخا سچ کہتی ہے اس کے دل میں ہمارے حبیب کی محبت آگئی۔ لہذا اب تم اس سے شادی

کرلو۔

۴۳۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
ایک ملک نے خداوند عالم سے درخواست کی کہ اس کو بندوں کی گفتگو سننے کی طاقت مرحمت فرمادے۔ اللہ نے اسکی درخواست قبول فرمائی اور قیامت تک کے لئے اس میں یہ صلاحیت ودیعت فرمادی لہذا یہ فرشتہ جب کوئی مومن محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود وسلام بھیجتا ہے تو یہ فرشتہ پہلے خود جواب سلام دیتا ہے اس کے بعد خدمت اطہر حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جاتا ہے اور اس بندۂ مومن کے سلام کا تذکرہ کرتا ہے اس وقت حضرت فرماتے ہیں اس پر بھی ہمارا سلام ہو۔

بولتی مخلوق

۴۳۳۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔
اللہ نے چار مخلوق کو قوتِ سماعت دی ہے۔
۱۔ آنحضرتؐ۔ جنت۔ جہنم۔ حورالعین۔
لہذا جس وقت بندہ مومن نماز پڑھ کر آنحضرتؐ پر درود بھیجتا ہے اور خدا سے جنت کی خواہش کرتا ہے جہنم سے پناہ مانگتا ہے اور حورالعین سے شادی کی خواہش کرتا ہے تو چونکہ اپنی دعا کو صلوات سے شروع کرتا ہے لہذا اس کی دعا

باب استجابت سے ٹکراتی ہے اور اس وقت جنت کہتی ہے
خدایا تیرے بندہ نے تجھ سے جو سوال کیا ہے اسے عطا فرما۔
جہنم کہتا ہے۔ تیرے بندہ نے جس چیز سے پناہ مانگی ہے اسے بچالے۔
حوریں کہتی ہیں۔ بارالہا اس بندہ نے تجھ سے جو خواہش کی ہے عطا فرما۔

بھاری ترازو

۴۳۴۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔
ترازوئے اعمال میں محمد و آل محمد علیہم السلام پر بھیجی جانے والی صلواۃ سب سے زیادہ سنگین تر ہے۔
لہٰذا جس بندہ مومن کا عمل سبک ہوگا آنحضرتؐ اس کی طرف سے بھیجی ہوئی صلوات کو اس کے نامہ اعمال میں شامل فرما کر اس کے ترازو اعمال کو سنگین فرمادیں گے۔

۴۳۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
صلواۃ کے بغیر کی جانے والی دعا حضرت احدیت کی بارگاہ تک نہیں پہنچتی۔

۴۳۶۔ یہ ارشاد بھی آپ ہی کا ہے۔
اگر کسی نے دعا کی اور مرسل اعظمؐ کا نام نہیں لیا اس کی

دعا سر ہی پر پھڑ پھڑاتی رہتی ہے۔ جب صلواۃ بھیجتا ہے تو دعا عالم بالا کی طرف پرواز کرتی ہے۔

اسی لئے آداب دعا تعلیم دیتے ہوئے معصوم نے فرمایا۔

۴۳۷۔ تم میں سے جب کوئی خدا سے دعا کرے تو اول و آخر صلواۃ محمدؐ و آل محمدؐ پر بھیجے چونکہ خدائے کریم سے یہ بعید ہے کہ اول و آخر کو قبول کرے اور بیچ کی دعا کو رد کر دے۔ محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کے واسطے سے کی جانے والی دعا حجابات سے گذر جاتی ہے۔

مددگارِ دعا

۴۳۸۔ آنسو بھی قبولیت دعا میں بہت بڑا حربہ ہے چونکہ آنسو رقت قلب کی علامت ہے اور رقتِ قلب اخلاص کی نشانی ہے اور جس وقت اخلاص پیدا ہوگا دعا مستجاب ہوگی۔

معصوم نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

جب تمھاری آنکھیں آبدیدہ ہوں، رونگٹے کھڑے ہوں قلب خوف خدا سے مضطرب ہو اس وقت کو ہاتھ سے جانے نہ دو۔ وہی وقت دعاؤں کے قبول ہونے کا ہے۔

آنسو کا خشک ہونا دل کے سخت ہونے کی دلیل ہے حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ جب دل سخت ہوتا ہے اس کے دو اثر ہیں۔

۱۔ خدا سے دوری ہوتی ہے چونکہ حضرت موسیٰؑ سے خطاب

ہوا تھا کہ دنیا کی طولانی آرزو نہ کرنا کیونکہ اس سے دل سخت ہوجاتا ہے ۔ اور جس کا دل سخت ہوتا ہے وہ مجھ سے دور ہے ۔

ب ۔ جو خدا سے دور ہوتا ہے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی ۔

آنسو ۔ نشاندہی کرتا ہے کہ بندہ نے غیروں سے رشتہ توڑ کر خدا سے رشتہ جوڑ لیا ہے ۔

آنسو خدا کے حضور میں عاجزی و فروتنی کی علامت ہے ۔

حضرت مرسلؐ اعظم کا ارشاد ہے ۔

۴۳۹ ۔ جب اللہ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اس کے دل کو محزون و غمگین بنا دیتا ہے اور جو دل خوف خدا سے رنجیدہ ہوگا اس کا جہنم میں جانا محال ہے، جس طرح تھن سے دوہے جانے کے بعد پھر دودھ کا تھن میں جانا محال ہے ۔

اسی طرح وہ مجاہد جو راہ خدا میں در در کی خاک چھان رہا ہے ۔ جہنم کے دھوئیں سانس کے ذریعہ بھی اس تک نہیں پہنچیں گے اور جب اللہ کسی بندہ سے غضبناک ہوتا ہے تو اس میں گویا قہقہوں کی بانسری لگا دیتا ہے ۔ ہنسی دل کو مردہ کردیتی ہے، خدا خوش دلی کو پسند نہیں کرتا ۔

آنسو انبیائے کرام کا خدا کی بارگاہ میں ہدیہ و نذرانہ ہے ۔

۴۴۰ ۔ خطاب الٰہی ہے ۔

اے عیسیٰؑ! ڈبڈبائی آنکھوں اور خاکسار دل کا مجھے ہدیہ پیش کرو، مرجانے والوں کی قبروں پر جاؤ اور انھیں باآواز

بلند پکارو شاید کہ ان سے تمھیں کوئی نصیحت و موعظت حاصل ہو، اور اپنے کو مخاطب کر کے کہو ہم بھی ان سے جا ملنے والے ہیں۔

عیسیٰ! ہمارے لئے اپنی آنکھوں کو گریہ کناں رکھو اور دل میں خشوع و خضوع پیدا کرو۔

عیسیٰ! مشکلوں میں مجھ سے فریاد کرو چونکہ میں مشکلات کا برطرف کرنے والا ہوں بے قرار کا حاجت روا ہوں اور میں ہی تو ارحم الرحمین ہوں۔

۴۴۱۔ خطاب الٰہی ہے۔

موسیٰ! وقت دعا، خائف، سوختہ دل اور ہراساں رہو اپنے رخساروں کو خاک پر ملو جسم کے مکرم و محترم اعضاء سے ہمارا سجدہ کرو، قنوت کے ذریعہ ہمارے حضور میں سوال کرو، مناجات کے وقت اپنے دل کو ہمارے خوف سے لبریز رکھو، جب تک زندہ ہو ہماری توریت کو زندہ رکھو، بے خبروں کو ہماری خوبیاں بتاؤ، انھیں ہماری نعمتیں یاد دلاؤ اور ان تک میرا پیغام پہنچا دو کہ گمراہی میں پڑے نہ رہیں ورنہ میری گرفت بہت سخت و تکلیف دہ ہے۔

موسیٰ! آرزو مختصر رکھنا چونکہ طولانی آرزوؤں سے دل سخت ہو جاتا ہے اور جس کا دل سخت ہے وہ مجھ سے دور ہے، میرے خوف سے خواہشات کو کچل دو، دل ہماری یاد سے شاداب اور لباس ظاہر بوسیدہ رکھو۔

دنیا والوں کے درمیان گمنام رہو آسمانوں پر مشہور

ومعروف، گوشۂ عافیت کو ترجیح دو، ہمیشہ شب زندہ دار بنو، ہمارے سامنے صابر و خاکسار رہو، اور جس طرح دشمن کے خوف سے بھاگنے والا چیختا ہے اسی طرح تم بھی کثرت گناہ[1] کی وجہ سے توبہ کرو۔ مجھ ہی سے کمک کے خواستگار رہو چونکہ میں ہی بہترین معین و مددگار ہوں۔

۴۴۲۔ اے موسیٰ!

مجھے اپنی سپر بناؤ اور اپنے خزانہ کو ہمارے پاس رکھواؤ۔ یعنی اپنے اچھے اعمال کو ہمارے حوالے کرو۔

۴۴۳۔ موسیٰ جہنم و جنت کے درمیان خندق ہے اسے وہی عبور کر سکتے ہیں جو خوف خدا سے گریہ کرتے ہیں۔

۴۴۴۔ حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے

حضرت احدیت نے فرمایا۔ ہماری سرکار سے عابدوں کو وہ کچھ نہیں ملے گا جو ہمارے خوف سے گریہ کرنے والوں کو عطا کیا جائے گا۔

میں نے "رفیع اعلیٰ" میں ان رونے والوں کیلئے

---

[1] حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کے ارشادات میں ملتا ہے کہ عالم مادہ مانع قرب الٰہی ہے لہٰذا اسی نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کبھی یہاں کی سکونت کو گناہ سے تعبیر کیا تو کبھی ظلم سے ورنہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے کسی طرح کا ظلم و ذنب و اثم کا ارتکاب نہیں ہوا۔
حسینی

قصر تعمیر کرایا ہے جس میں ان کے علاوہ کوئی دوسرا پہنچ نہیں سکتا۔

۴۴۵۔ خطاب الٰہی تھا۔

موسیٰ! جب تک دنیا میں ہو روتے رہو، اور جو چیزیں جہنم و ہلاکت کا سبب ہیں اس سے بچتے رہو، دنیا اور اس کی شادابی و نشاط سے دھوکہ نہ کھانا۔

۴۴۶۔ حضرت عیسیٰؑ سے فرمایا۔

اے فرزند مریم عیسیٰ! اپنے حال پر اس طرح گریہ کرو جس طرح سے عزیز و اقارب سے بچھڑنے والا رویا کرتا ہے۔

دنیا کو دنیا پرستوں کے سپرد کردو اور ان چیزوں میں محو ہو جاؤ جو خدا کی پسندیدہ ہے۔

حضرت امیر المومنینؑ کی طرف منسوب ہے کہ آپ نے فرمایا۔

۴۴۷۔ حضرت موسیٰؑ نے کسی مناجات میں خدا سے سوال کیا تھا کہ خداوندا اس شخص کی جزا کیا ہے جس کی آنکھ تیرے خوف سے گریہ کناں ہو۔

موسیٰ! میں اس کو جہنم سے بچا لوں گا اور قیامت کے ہول سے بچا لوں گا۔ جواب الٰہی تھا۔

۴۴۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی سوائے ان آنکھوں کے جو نامحرموں

کے نظارہ سے بچی رہی ہو وہ آنکھ جو اطاعت باری کے لئے
سحر خیز رہی ہو اور وہ آنکھ جو رات کے سناٹے میں خوف
خدا سے روتی رہی ہو

۴۴۹ - آنسو کے علاوہ ہر چیز ناپی اور تولی جا سکتی ہے۔
آنسو کا ایک قطرہ آگ کے شعلہ ور سمندر کو ٹھنڈا کر سکتا ہے
آنسو سے ڈبڈبائی آنکھ قیامت کے دن ہر قسم کی ذلت و
رسوائی سے محفوظ رہے گی۔
اللہ آنسو سے چھلکتی آنکھوں کو جہنم سے بچا لیتا ہے
خواہ اس کا گریہ امت کی بخشش و نجات کی خاطر ہی کیوں
نہ ہو۔

۴۵۰ - اسی حدیث سے ملتی جلتی حدیث ابھی گذر چکی ہے
اس حدیث میں بھی ارشاد ہے کہ۔
قیامت کے دن ہر آنکھ گریہ کناں ہوگی سوائے ان
آنکھوں کے جو خوف خدا میں روئی ہوں، ڈبڈبائی ہوئی
آنکھوں کی وجہ سے اللہ اس کے جسم کو جہنم پر حرام کر دیتا
ہے۔ ڈبڈبائی آنکھیں قیامت کی ذلت و رسوائی سے
محفوظ رہیں گی، ہر چیز ناپی اور تولی جا سکتی ہے سوائے
آنسو کے۔
آنسو کا ایک قطرہ شعلہ ور آگ کے سمندر کو ٹھنڈا
کر دیتا ہے۔
اگر کوئی شخص کسی امت کی نجات کے لئے رو رہا ہو

توخدا اس شخص کے گریہ کے سبب اس امت کو معاف کر دیتا ہے۔

۴۵۱۔ حضرت مرسل اعظمؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت فرمائی۔ اے علیؑ! چند چیزوں کی تم سے تاکید کرتا ہوں ہمیشہ ان پر عمل کرنا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا خدایا اس راہ میں تو علیؑ کی مدد فرما۔

حضرت نے ان چیزوں کو شمار فرمایا اس میں سے چوتھی چیز خدا کے خوف سے گریہ تھا۔

آپ نے فرمایا اے علی اللہ تمھارے ہر آنسو کے قطرہ کے عوض تمھارے لئے جنت میں ہزار ہا گھر تعمیر فرمائے گا۔

۴۵۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔

خدا کے نزدیک سب سے زیادہ آنسو کا قطرہ عزیز ہے جو صرف اسی کے لئے اور اسی سے ڈرتے ہوئے تاریکی شب میں بہا ہو۔

کعب الاحبار کا قول ہے خدا کی قسم خدا کے خوف سے جو آنسو میرے رخساروں پر رواں ہو وہ راہ خدا میں ایک سونے کا پہاڑ دینے سے بہتر ہے۔

۴۵۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا حضرت موسیٰؑ کی طرف خطاب الٰہی تھا۔

صرف تین ہی چیزیں ہیں جس سے میرے بندے مجھ سے قریب ہو سکتے ہیں۔

حضرت موسیٰ نے سوال کیا خدایا وہ کیا ہیں؟
زاہد دنیا ہونا۔ گناہوں سے کنارہ کشی، اور ہمارے
خوف سے رونا۔ خدا نے جواب میں فرمایا۔
حضرت موسیٰؑ نے سوال کیا خدایا جس میں یہ تین چیزیں
پائی جا رہی ہوں اسے تیری سرکار سے ملے گا کیا؟
جواب الٰہی تھا۔
زاہدوں کو جنت دوں گا
رونے والوں کو بلند و بالا درجات تک پہنچا دوں گا جہاں
ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔
گناہوں سے بچنے والوں کی روز قیامت تفتیش نہیں
ہوگی درانحالیکہ اس دن سب کی تفتیش ہو رہی ہوگی

۴۵۴۔ خطبہ وداع میں حضرت مرسلؐ اعظم نے فرمایا۔
خوف خدا سے جس کی آنکھیں رو دیں اس کے ہر قطرہ
کے عوض پروردگار عالم اس کے نامۂ اعمال کو کوہ احد کے
بقدر سنگین بنا دے گا۔
ہر قطرہ کے عوض نہروں سے آراستہ شہر و قصر مرحمت
فرمائے گا جس کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہوگا نہ اس کی خوبصورتی
کا چرچہ کانوں نے سنا ہوگا۔

۴۵۵۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔
حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا خدایا اس بندہ کو تیری
سرکار سے کیا ملے گا جس کا چہرہ تیرے خوف سے آنسوؤں

سے تر ہو۔

جواب آیا۔

قیامت کے دن میری رضا و مغفرت سے سرشار ہوگا۔

کیسے روؤں

اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ

دعا کرتا ہوں دل چاہتا ہے کہ روؤں لیکن آنسو نہیں نکلتا لیکن جب کسی مرجانے والے قرابتدار کو یاد کرتا ہوں تو آنسو نکل آتے ہیں آیا میرا یہ عمل جائز ہے؟

۴۵۶۔ حضرت نے فرمایا

جائز ہے، ان گذر جانے والوں کو یاد کرکے روؤ اور جب دل بھر جائے تو خدا کے لئے گریہ کرو[1]۔

رونے کی کوشش

اگر آنسو نہ نکلے تو رونے کی کوشش کرنا چاہئے مذہب کی زبان میں اس کو "تباکی" کہتے ہیں۔

۴۵۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

اگر آنسو نہ نکلے تو رونے کی کوشش کرو یا رونے

---

[1] دعائے کمیل میں ہے کہ گریہ اسلحہ ہے۔

والے کی شکل بناؤ

سعید بن یسار نے یہی سوال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا کہ دعا کے وقت رونے کی کوشش کرتا ہوں لیکن آنسو نہیں نکلتے تو کیا رونے والے کی صورت بنا سکتا ہوں۔

۴۵۸۔ اگر پرمگس کے برابر بھی آنسو نکل آئے تو کافی ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

اگر کسی درپیش حادثہ سے خائف ہو یا خدا سے کسی حاجت کو پورا کرانا ہو تو پہلے اس کی حمد و ثنا کرو پھر محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجو، اور رونے کی کوشش کرو خواہ پرمگس کے برابر ہی آنسو کیوں نہ نکلیں۔

کیونکہ والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے تھے۔

۴۵۹۔ بندہ کے لئے سب سے بہترین حالت یہ ہے کہ وہ سجدہ میں رو رہا ہو۔

۴۶۰۔ آپ ہی نے یہ بھی فرمایا۔

اگر آنسو نہیں نکلتے تو رونے کی کوشش کرو اگر پرمگس کے بقدر بھی آنسو نکل آئے تو لائق تحسین ہو۔

رلانے کے لئے قیامت کا پر ہول تصور کافی ہے۔

قیامت وہ دن ہے جب انسان کے گناہ بنی آدم کے ہجوم میں اس کی آبرو ریزی کا سبب ہوں گے

قیامت کے دن جو مالک و حاکم ہے وہی ہر چیز کا عالم

بھی ہے۔

قیامت کے دن اعمال مجسم ہوں گے زبانیں گنگ ہو جائیں گی، شعلہ بیان خطیب اور قادرالکلام متکلم اظہار مدعا سے عاجز ہوں گے، اعضاء و جوارح عمر کی کارستانیوں کی داستان سنا رہے ہوں گے۔

قیامت کے دن وہ لوگ چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہوں گے جن کی دنیا میں کسی نے بلند آواز نہیں سنی تھی۔

قیامت کے دن ہر شخص خود اپنے پسینہ میں گلے گلے ڈوبا ہوگا۔

قیامت کے دن راز نہاں فاش ہوں گے باطن آشکار ہوگا، برائیوں سے پردے اٹھ جائیں گے، نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔

۴۶۱۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

قیامت کے دن لوگ برہنہ، پابرہنہ اور یک و تنہا اٹھائے جائیں گے۔ اپنی کان کی لوؤں تک خود اپنے پسینہ میں غرق ہوں گے۔

جس وقت آپ کی شریک حیات سودہ نے یہ سنا کہا کیا غضب ہے قیامت کے دن لوگ ایک دوسرے کو برہنہ دیکھیں گے؟

آنحضرت نے جواب دیا۔

لوگ کسی پر نظر نہیں ڈالیں گے پھر اس آیۂ کی تلاوت فرمائی

اس دن ہر شخص کی ایک خاص حالت ہوگی جو اسے اور لوگوں سے بے پروا کر دے گی[1]

پھر حضرت نے فرمایا

لوگ دیکھ بھی کیسے سکتے ہیں ان میں سے کچھ منہ کے بھل چل رہے ہوں گے ـــــ کچھ پیٹ کو گھسٹ کر بڑھ رہے ہوں گے ـــــ کچھ اہل محشر کے قدموں میں کچل چکے ہوں گے کچھ جہنم کے کنارے سولی پر چڑھائے ہوئے ہوں گے اور لوگوں کا حساب و کتاب ہو رہا ہوگا ـــــ کچھ کے گلوں میں سانپ لٹک رہے ہوں گے جو انھیں رہ رہ کر ڈس رہے ہوں گے۔ ادھر ان کا یہ حال ہوگا ادھر حساب و کتاب کا دور چل رہا ہوگا۔ کچھ وہ ہوں گے جو جانوروں کی ٹاپوں میں کچل چکے ہوں گے اور سینگ سے دوسرے جانور مار رہے ہوں گے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا قیامت میں اور اس کے قبل و بعد لوگوں پر کیا گذر رہی ہوگی اس پر نظر رکھنی چاہیئے۔ کون اس دن شقی ہوگا اور کون سعید۔

قیامت کا تصور آٹھ آٹھ آنسو رلانے کے لئے کافی ہے اور جب کبھی ان تصورات کے بعد رقت قلب پیدا ہو تو اس کو غنیمت سمجھنا، یہ کیفیت حیات کی اہم گھڑیوں میں ہے، یہی موقع ہے جب بارگاہ خداوندی میں اپنی ضرورتوں اور

---

[1] سورہ عبس آیت ۳۷

حاجتوں کو پیش کرو تاکہ پوری ہوں ۔ لیکن یاد رکھنا دعائیں بھی بے وزن نہ ہوں لہذا اس طرح سوال کرو ۔

ا ۔ خدایا اپنی یاد ہمیشہ ہمارے دل میں باقی رکھ

ب ۔ خدایا ہمیں ہمیشہ اپنا ذکر کرنے والا قرار فرما

ج ۔ معبود اپنی حاضری کا بہترین شرف نصیب فرما ۔

د ۔ کریم ۔ وہ چیز عنایت فرما جو ابدی جمال و زیبائی کا سبب ہو و بال دنیا اور مآل دنیا سے محفوظ فرما چونکہ نہ دنیا میں ثبات ہے اور نہ ہم ہمیشہ رہنے والے ہیں ۔

بارگاہ خداوندی میں پھوٹ پھوٹ کر رونا گناہوں سے رہائی کا سبب تو ہے لیکن اس وقت جب آنسو کے ساتھ گناہوں سے اپنے کو بچا بھی رہا ہو جب یہ کیفیت ہوگی اس وقت جگر یہ نتیجہ خیز ہوگا ۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں

۴۶۲ ۔ خوف خدا میں آنسوؤں کی لڑی کے باوجود اگر گناہوں سے بچا نہ ہو تو اس کا خوف ـــــ خوف کاذب ہے ۔

۴۶۳ ۔ حضرت خاتمؐ مرتبت نے فرمایا

موسیٰؑ کہیں جا رہے تھے دیکھا ان کا کوئی صحابی سجدہ میں سر رکھے خدا سے اپنی حاجت طلب کر رہا ہے جب کچھ دیر بعد واپس ہوئے تو دیکھا وہ سجدہ ہی میں پڑا گڑگڑا رہا ہے ۔

جناب موسیٰؑ نے اس صحابی سے کہا اگر تیری حاجت میرے ہاتھ میں ہوتی تو پورا کر دیتا ۔

خطاب الٰہی ہوا۔
موسیٰؑ اگر سجدہ کرتے کرتے اس کی گردن بھی جدا ہو جائے تو حاجت پوری نہیں کروں گا پہلے یہ اپنے کو برائیوں سے بچائے اور جو مجھے پسند ہے اس کو انجام دے پھر اس کی دعا قبول کروں گا۔

۴۶۴۔ دوسری روایت میں ہے۔
جناب موسیٰؑ ایک شخص کے پاس سے گذرے وہ رو رو کر اپنی حاجت خدا سے مانگ رہا تھا واپسی پر حضرت موسیٰؑ نے دیکھا کہ آنسوؤں کا تار بندھا ہے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔
الٰہی یہ تیرا بندہ تیرے خوف سے رو رہا ہے بخشش دے جواب آیا۔
موسیٰؑ اگر روتے روتے اس کا مغز بھی بہہ جائے تو بخل نہیں کروں گا جب تک یہ اپنے دل سے دنیا کی محبت نہیں نکالے گا،

۴۶۵ خطاب الٰہی تھا
موسیٰ پاکیزہ قلب اور سچی زبان سے مجھ کو پکارو۔

۴۶۶۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف منسوب ہے کہ آپ نے فرمایا۔
دعا نجات و کامیابی کی کنجی ہے۔ بہترین دعا وہ ہے جو پاکیزہ قلب و جان کے ساتھ کی جائے۔ مناجات

نجات کا ذریعہ ہے اور اخلاص راحت کا سبب ہے جب سختیوں کا ہجوم ہو اس وقت خدا کی طرف رجوع کرو۔

اعتراف گناہ

اپنی دعاؤں سے پہلے خدا کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اقرار کرو، اقرار گناہ ظاہر کرتا ہے کہ بندہ نے خدا کے علاوہ ہر چیز سے قطع امید کر لیا ہے

اقرار گناہ خاکساری کی پہچان ہے جس میں تواضع و خاکساری پائی جاتی ہے۔ خدا اس کے درجات بلند فرماتا ہے۔

اپنی غلطی

۴۶۷۔ ایک عابد نے ستر سال تک خدا کی بندگی کی دنوں کو روزہ رکھا راتوں کو تہجد و عبادت میں بسر کیا خدا سے ایک دعا کی لیکن وہ دعا مستجاب نہ ہوئی اپنے نفس سے مخاطب ہوا اور کہا ـــــ خطا تیری ہے اگر تجھ میں فلاح و خیر ہوتا تو دعا مستجاب ہو جاتی ـــــ اسی وقت اللہ نے فرشتہ کے ذریعہ اس تک کہلایا کہ تیرا اس وقت اپنے کو ناچیز خیال کرنا برسہا برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

۴۶۸۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام سے حضرت احدیت نے پوچھا تھیں

معلوم ہے کہ صرف تم ہی کو میں نے کلیم کیوں قرار دیا؟
موسیٰ ۔ نہیں معلوم
خطاب الٰہی ۔ میں نے اپنے بندوں کو چھان پھٹک کر دیکھا لیکن تم سے زیادہ اپنے حضور میں کسی کو خاکسار نہیں پایا تم جب نماز پڑھتے ہو تو رخساروں کو خاک پر رکھتے ہو ۔ اسی ادا نے تم کو کلیم بنا دیا ۔

۴۶۹ ۔ دوسری جگہ ہے ۔

میں نے اپنی مخلوق کو الٹ پلٹ کر دیکھا اپنے سامنے تم سے زیادہ خاکسار کسی کو نہیں پایا، لہذا میں نے چاہا کہ اپنے بندوں میں تمھارا مرتبہ بلند کر دوں ۔

چھوٹا پہاڑ

۴۷۰ ۔ روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے پاس وحی آئی کہ پہاڑ کی چوٹی پر جا کر میری مناجات کرو ۔

وہاں متعدد پہاڑ تھے ہر پہاڑ یہ چاہ رہا تھا کہ خدا کا کلیم اس پر بیٹھ کر مناجات کرے انھیں پہاڑوں میں ایک سب سے چھوٹا پہاڑ تھا اس کے باطن میں بھی خواہش تھی کہ حضرت موسیٰؑ اس کے اوپر بیٹھ کر مناجات کریں لیکن پھر اس نے اپنے تئیں یہ کہا کہ مجھ حقیر پہ کہاں وہ مناجات کریں گے یہاں تو سر بہ فلک پہاڑ موجود ہیں ۔

جیسے ہی اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کلیم پر وحی

آئی کہ آپ سب سے چھوٹے پہاڑ کی چوٹی پہ جا کر مناجات کریں چونکہ اس نے دوسرے پہاڑوں کے مقابلہ اپنے کو حقیر و کمتر سمجھا۔

۴۷۱۔ حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا۔
تین چیزیں ایسی ہیں خدا جس کے عوض میں صرف خیر ہی دیتا ہے
۱۔ تواضع۔ اللہ متواضع شخص کے مرتبہ کو بلند کرتا ہے
۲۔ خاکساری۔ جو اپنے کو حقیر و کمتر تصور کرتا ہے اسے عزت نفس عطا فرماتا ہے
۳۔ تیسرا وہ پاکباز و پاک دامن ہے جو اپنے کو فعل حرام سے بچاتا ہے خدا ایسے شخص کے دل کو بے پناہ بے نیازی و استغنا سے بھر دیتا ہے۔

۴۷۲۔ حضرت کا ارشاد ہے۔
خاکساری، نفس کشی اور مخالفت نفس میں اللہ کی رضا و خوشنودی پوشیدہ ہے۔

۴۷۳۔ خداوند کریم نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا۔
میں نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں رکھا ہے لیکن لوگ اس کو وہاں نہیں تلاش کرتے جہاں میں نے رکھا ہے لہذا ناکام رہتے ہیں۔
علم بھوک و پیاس سے حاصل ہوتا ہے لوگ شکم سیری میں ڈھونڈ رہے ہیں، عزت و وقار کو اپنی بندگی میں رکھا ہے لوگ بادشاہوں کی خدمت گذاری میں تلاش کر رہے ہیں، بے نیازی کو قناعت میں رکھا ہے لوگ کثرت مال میں ڈھونڈ

رہے ہیں۔

اپنی خوشنودی کو نفس کی مخالفت میں رکھا ہے لوگ نفس کی اتباع میں ڈھونڈ رہے ہیں۔

سکون و راحت کو جنت میں رکھا ہے لوگ اسی دنیا میں تلاش کر رہے ہیں۔ اپنے گناہوں کا یاد کرنا دلوں کو نرم کرتا ہے اور جب رقت قلب پیدا ہو جائے تو یہی وقت دعا کا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں

جب رقت قلب پیدا ہو تو خدا سے دعا کرو چونکہ رقت قلب اسی وقت پیدا ہوگی جب دل میں اخلاص پیدا ہوگا۔

آنسو اس نکتہ کی یاد دلاتا ہے کہ وقت دعا ہماری بھرپور توجہ خدا کی طرف ہے دعا کی وہی حیثیت ہے جو گفتگو کی ہے اگر گفتگو کرنے والا محسوس کرے کہ مخاطب ہماری طرف متوجہ نہیں ہے تو وہ پھر بات نہیں کرتا۔ آنسوؤں کے بغیر دعا کی بھی وہی حیثیت ہے جب بندہ ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو بندہ باور کراتا ہے کہ خدایا میں اس وقت صرف اور صرف تجھ سے لو لگائے ہوئے ہوں۔

آنسوؤں کا وقت دعا جاری ہونا اس بات کا اشارہ ہے کہ خدا کی بندے کے دل میں کس قدر عظمت و وقعت ہے۔

۴۷۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اگر کوئی جاننا چاہتا ہے کہ خدا کے نزدیک اس کی کیا وقعت ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنے دل کا جائزہ لے کہ خدا کی اس کے

دل میں کس قدر محبت و عظمت ہے۔

۴۷۵۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔
خدا لاابالی دل کی دعائیں قبول نہیں کرتا۔

۴۷۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا۔
جب خدا سے دعا کرو تو ہمہ تن ہو کر کرو۔
حضرت عیسیٰؑ سے خطاب الٰہی تھا۔
جب تک بھرپور ہماری طرف متوجہ نہ ہو اس وقت تک دعا نہ کرو دعا کے وقت صرف اور صرف میرا تصور رہے اور بس۔
اگر اس طرح دعا کی تو تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔

۴۷۷۔ حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے فرمایا ہے۔
توجہ و اخلاص کے ساتھ دو رکعت نماز رات کے سناٹوں کی اس نماز سے بہتر ہے جو ہزاروں خیالوں کے زیر سایہ ادا ہو رہی ہو۔

۴۷۸۔ جس قدر نماز میں حضور قلبی ہوگا اسی کے بقدر نماز اپنا اثر ظاہر کرے گی۔

۴۷۹۔ حضرت ادریسؑ کی سنت ہے۔
جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنی ساری توجہ نماز کی طرف مرکوز کر دو، اللہ سے باطہارت اور ہشاس و بشاش دعا مانگو۔
اس سے اپنی ہر طرح کی اچھائی و بھلائی کا سوال کرو

لیکن خاکساری، تواضع اور بندگی و فروتنی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

۴۸۰۔ حضرت ادریسؑ ہی کی نصیحت ہے۔

جب روزہ رکھو تو اپنے کو ہر طرح کی نجاست و گندگی سے دور رکھو، اگر تم نے اپنے دل کو ہر طرح کے خیالات فاسد اور تصورات نامناسب سے بچا لیا تو گویا روزہ رکھا۔

خطرہ سے پہلے

حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوذرؓ سے مخاطب ہیں۔

ابوذر۔ اگر تم کہو تو میں تم کو وہ کلمات تعلیم دوں جو تمھیں ہمیشہ کام آئیں؟

ابوذر۔ فرمائیے یا رسولؐ اللہ۔

تم اللہ کی حفاظت کرو[1] خدا تمھاری حفاظت کرے گا، اگر تم نے خدا کی حفاظت کی تو خدا کو اپنے آگے آگے پاؤ گے، یعنی وہ تمھاری سپر رہے گا تم عیش و آسائش میں اسے یاد رکھو وہ زحمت و سختی میں تمہیں یاد رکھے گا اگر کوئی حاجت ہے تو بس اس سے کرو، اگر مدد کی ضرورت ہو تو اس سے مدد کے خواہاں رہو، اس کے قلم قدرت کے اشارے ہی پر جو کچھ

---

[1] اللہ کی حفاظت سے مراد احکام شریعت کی پابندی کرنا۔ حسینی

قیامت تک ہونے والا ہے ہوگا، اگر خدا نے تمھارے مقدر میں کوئی چیز نہیں لکھی ہے اور ساری دنیا دینا چاہتے تو تمھیں وہ چیز نہیں مل سکتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اسی مضمون کی حدیث مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا۔

عیش و آسائش کے زمانے میں کی جانے والی دعائیں مشکلات و مصائب کے وقت انسان کو نجات دلاتی ہیں۔

اگر کسی نے مصیبت کے آنے سے قبل خوف زدہ ہو کر خدا سے دعا کی تو پروردگار عالم قطعاً اس کو اس مصیبت میں مبتلا نہیں کرے گا۔

۴۸۱۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔

بلاؤں میں گھر جانے کے بعد کی دعا بہت زیادہ اثر نہیں رکھتی۔

۴۸۲۔ ہشام کہتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

جس کسی نے وقت دعا چالیس مومنین کو اپنے پر مقدم کیا اور اس کے بعد خدا سے دعا کی تو خدا اس کی دعا کو مستجاب فرمائے گا۔

تاکید ہے کہ نماز شب کے خاتمہ کے بعد سجدہ میں جائے اور اس دعا کو پڑھے اور مومنین کے لئے نام بنام دعا کرے۔

۴۸۳۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْفَجْرِ وَاللَّیَالِی الْعَشْرِ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّیْلِ اِذَا یَسْرِ، وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَاِلٰہَ

كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَ كُلِّ شَيْءٍ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَافْعَلْ بِي وَبِفُلَانٍ وَفُلَانٍ (اس جگہ فلاں اور فلاں کے بجائے حاجت طلب کرے) مَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ أَهْلُهُ يَا أَهْلَ التَّقْوَىٰ وَأَهْلَ الْمَغْفِرَةِ۔

اے صبح صادق، دس راتوں، شفع و وتر اور ختم ہونے والی رات کے پروردگار بے شک تو ہر شئے کا مربی اور تو ہی ہر شئے کا خالق ہے ہر شئے کی زمام تیرے ہاتھ میں ہے۔

خدایا! محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیج استحقاق کے قطع نظر مجھ پر اور فلاں بندہ مومن پر اپنی شایان شان کرم فرما۔

چونکہ تو خطاؤں سے درگذر کرنے والا، اور لغزشوں سے بچانے والا ہے۔

حدیث میں ہے۔

اے موسیٰ مجھے اس زبان سے پکارو جس سے کبھی گناہ نہ کیا ہو، آپ نے فرمایا خدایا ایسی زبان کہاں سے لاؤں؟ جواب ملا، اپنی زبان سے دوسروں کے لئے دعا کرو۔

۴۸۴۔ حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ غائبانہ دوسروں کے لئے دعا سب سے جلد مستجاب ہوتی ہے۔

۴۸۵۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں

برادر مومن کی برادر مومن کے لئے غائبانہ دعا بہت جلد
قبول ہوتی ہے۔

یہی مضمون دوسری حدیث میں مروی ہے۔

۴۸۶۔ برادر مومن کی کے لئے غائبانہ دعا اور دعاؤں کی نسبت بہت جلد قبول ہوتی ہے جس وقت یہ بندہ برادر مومن کیلئے دعا کرتا ہے تو ایک فرشتہ معین ہے جو آمین کہتا ہے اور اس دعا کرنے والے کے لئے کہتا ہے —— خدا تجھے دوگنا عطا فرمائے گا۔

۴۸۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔
مومن کے لئے غائبانہ دعا رزق کی زیادتی کا سبب
اور بلاؤں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

بڑا فائدہ

۴۸۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا۔
مومن جب غائبانہ کسی مرد مومن کے لئے دعا کرتا ہے تو خدا آغاز دنیا سے قیامت تک جس قدر مومن و مومنات پیدا ہو چکے ہیں یا پیدا ہوں گے ان کی تعداد کے بقدر نیکیاں اس دعا کرنے والے شخص کو عنایت فرماتا ہے۔
قیامت کے دن ایک شخص کے لئے عدالت الٰہی میں حکم صادر ہوگا کہ اس کو جہنم میں لے جاؤ ملائکہ اسے کشاں کشاں جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے، اسی وقت مومنین و مومنات خدا کے حضور میں عرض کریں گے خدایا یہ وہی شخص

ہے جو ہم لوگوں کے لئے دعائیں کرتا تھا لہٰذا یہی لوگ اس شخص گنہگار کے لئے شفاعت کریں گے خداوند کریم بھی شفاعت کو قبول فرمائے گا اور یہ شخص دوزخ سے پلٹا دیا جائے گا۔

ابراہیم نے عبداللہ بن جندب کو میدان عرفات اوروں سے بالکل مختلف انداز میں دعا کرتے ہوئے دیکھا جندب کی آنکھوں سے آنسو رخساروں پر جاری تھے اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند تھے۔

لوگوں نے جندب سے کہا تم جس لگن کے ساتھ دعا و نماز میں مشغول رہے اس طرح کوئی اور نہیں تھا۔

جندب نے جواب دیا خدا کی قسم اپنے لئے کوئی دعا نہیں کی۔ چونکہ میں نے حضرت امام کاظم علیہ السلام سے سنا ہے۔

۴۸۹ جس نے غائبانہ طور سے برادر مومن کے لئے دعا کی عرش الٰہی سے اس کے لئے ندا آتی ہے کہ خود تم کو خدا ایک لاکھ گناہ بڑھا کر عنایت فرمائے گا۔

پھر جندب نے کہا کہ میں نے مناسب نہیں سمجھا اپنی ایک دعا کے خاطر عرش الٰہی کی ہزاروں دعا کو نظر انداز کروں جو یقینی مستجاب ہونے والی ہے۔ اپنی دعا کے لئے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ مستجاب بھی ہوگی یا نہیں

ابن عمر نے زید نرسی سے روایت کی ہے کہ میں اور وہب میدان عرفات میں مصروف دعا و مناجات تھے، میں نے

دیکھا وہب کے رخساروں پر آنسوؤں کی تار بندھی ہوئی ہے۔ اور دونوں ہاتھ دعاؤں کے لئے بلند ہیں لیکن میں نے سنا کہ ایک دعا بھی وہ اپنے لئے نہیں کر رہا ہے جتنی دعائیں کیں وہ دور و دراز رہنے والے مومنین کے لئے تھیں ہر مومن کا مع ولدیت نام لے کر دعا کر رہا تھا۔

جب ہم لوگ عرفات سے مزدلفہ کی طرف بڑھے تو میں نے اس سے کہا کہ تم سے عجیب و غریب چیز دیکھی؟

وہ کیا تھی؟ وہب نے پوچھا۔

میں نے کہا تم نے اپنے پر دوسروں کو مقدم کیا جس قدر دعا کی وہ دوسروں کے لئے تھی جواب دیا حیرت کی جگہ نہیں ہے۔

میں نے اپنے امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو صرف ہمارے ہی نہیں بلکہ ہر مومن مرد و عورت کے امام ہیں، جو اپنے آبائے طاہرینؑ کے بعد ہر شخص کے سید و سردار ہیں میں نے حضرت سے ہی سنا اگر میں ذرہ برابر غلط بیانی کر رہا ہوں تو میری آنکھیں پھوٹ جائیں اور دونوں کان بہرے ہو جائیں۔ اور روز قیامت آپ کے جد کی شفاعت سے محروم ہو جاؤں۔

حضرت کا ارشاد یہ تھا جس کی وجہ سے میں نے اپنے لئے دعا نہیں کی۔

۴۹۰۔ جس نے کسی بندہ مومن کے لئے غائبانہ دعا کی۔ آسمانِ دنیا سے ملک آواز دیتا ہے۔ اے بندہ خدا

تیری دعا کے عوض خود تجھے ایک لاکھ گنا بڑھا کر ملے گا۔

دوسرے آسمانِ دنیا سے ملک آواز دیتا ہے۔ اے بندہ خدا تیری دعا کے عوض خود تجھے دو لاکھ گنا بڑھا کر ملے گا

تیسرے آسمانِ دنیا سے ملک آواز دیتا ہے۔ اے بندہ خدا تیری دعا کے عوض خود تجھے تین لاکھ گنا بڑھا کر ملے گا۔

چوتھے آسمانِ دنیا سے ملک آواز دیتا ہے۔ اے بندہ خدا تیری دعا کے عوض خود تجھے چار لاکھ گنا بڑھا کر ملے گا۔

پانچویں آسمانِ دنیا سے ملک آواز دیتا ہے۔ اے بندہ خدا تیری دعا کے عوض خود تجھے پانچ لاکھ گنا بڑھا کر ملے گا۔

چھٹے آسمانِ دنیا سے ملک آواز دیتا ہے۔ اے بندہ خدا تیری دعا کے عوض خود تجھے چھ لاکھ گنا بڑھا کر ملے گا۔

ساتویں آسمان دنیا سے ملک آواز دیتا ہے۔ اے بندہ خدا تیری دعا کے عوض خود تجھے سات لاکھ گنا بڑھا کر ملے گا۔

پھر خطاب الٰہی ہوتا ہے۔

اے میرے بندے میں وہ غنی ہوں جو کبھی محتاج نہیں ہوتا تو نے دوسرے کے لئے جو سوال کیا ہے تجھ کو اس کے عوض دس لاکھ گنا بڑھا کر عطا کروں گا۔

محبت کا اثر

مومن کے لئے غائبانہ دعا کرنے کے ساتھ اس سے بے پناہ محبت بھی کی جانی چاہیئے اور خدا سے التجا کرنا چاہئے

کہ میں نے جن مومنوں کے لئے دعا کی ہے ان کے حق میں وہ دعا قبول ہو ان تصورات کے ساتھ کی جانے والی دعا قبول بھی ہوتی ہے اور دعا کرنے والے کو وہ چنداں برابر اجر عطا بھی ہوتا ہے جس کا وعدہ معبود نے اس سے کیا ہے۔

چونکہ مومن سے محبت کرنا اور اس کے لئے خیر خواہی کرنا بذات خود نیکی ہے لہذا اگر ان تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی دعا کرتا ہے تو بہ یک وقت کئی نیکیوں کا مستحق قرار پاتا ہے۔

لہذا جب کوئی برادر مومن کے لئے غائبانہ دعا کر رہا ہے تو صحیح قلب سے کرے تاکہ خدائے کریم و فیاض کی بارگاہ میں اس کی دعا شفاعت کا کام کر سکے بلاشبہ خدا دعا کرنے والے سے کہیں زیادہ بندہ تک اپنا فیض پہنچانے میں قدرت رکھتا ہے۔

ارشاد باری ہے۔

۴۹۱۔ خدا صاحبان ایمان و عمل کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور اپنے فضل سے چند گنا بڑھا دیتا ہے[1]۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

آیۂ کریمہ کا مخاطب وہ مومنین ہیں جو برادر مومن کے لئے غائبانہ دعا کرتے ہیں ان سے فرشتۂ الٰہی خطاب کرتا ہے ازراہ محبت تم نے اس کے لئے جو دعا کی ہے خدا تمھیں بھی

---

[1] سورہ شوریٰ آیت ۲۶

وہی عطا فرمائے گا۔

باپ کی میراث

ایک شخص مسجد میں بیٹھا مومنین کے لئے دعا کر رہا تھا جب مسجد سے نکلا تو اس کو باپ کے مرنے کی خبر ملی دفن و کفن سے فارغ ہونے کے بعد جو ترکہ اس کو ملا تھا اسے انھیں لوگوں میں تقسیم کر دیا جن کے حق میں دعا کی تھی۔ جب لوگوں نے اس سے سبب پوچھا تو اس نے کہا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ میں خدا سے ان لوگوں کے لئے بہشت کی دائمی نعمت کا تقاضا کروں اور فنا ہو جانے والے مال دنیا کو نہ دوں۔

۴۹۲ اے بھائی امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشاد میں غور و فکر کرو آپ فرماتے ہیں۔

جب مومن، مومن سے مصافحہ کرتا ہے اللہ سو رحمتیں ان دونوں کے لئے قرار دیتا ہے لیکن ننانوے حصہ اس شخص کیلئے ہے جو ان دونوں میں دوسرے سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

قابل غور و فکر ہے، خدا کس قدر بندہ مومن پر مہربان ہے یہ لطف و کرم صرف اس لئے ہے کہ بندہ مومن کو دوست رکھتا ہے، پھر خدا کے نزدیک بندہ محبوب قرار پاتا ہے۔

لیکن یہ یاد رہے، اللہ کے سارے وعدے اسی وقت پورے ہوں گے جب بندہ دل کی گہرائیوں سے بندۂ مومن کیلئے

اپنی دعا کی قبولیت کا متمنّی ہو، اور اگر ان خصوصیت کے ساتھ دعا نہ کی جائے تو اس کی طرف سے کینہ و بغض نہ پایا جاتا ہو اگر ان شرائط کے ساتھ دعا کی تو خدا یقیناً اپنے وعدے پورے کرے گا۔

مومن سے دشمنی رکھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے مومن دشمن کے مقابلہ میں اس کا مددگار رہے دین کی راہ اس کا ہم سفر ہے، خدا والوں سے یہ بھی دوستی رکھتا ہے اور خدا کے دشمنوں سے یہ بھی بیزار رہے۔

۴۹۳ حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے۔ کسی شخص کا ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک اپنے برادر مومن سے محبت نہ رکھتا ہو۔

۴۹۴ ہمارا شیعہ وہ ہے جو آپس میں ایک دوسرے کو دوست رکھتا ہو اور ہماری خاطر کسی چیز سے دریغ نہ کرے۔

ملعون کون؟

عبدالمومن انصاری کہتے ہیں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں باریاب ہوا وہاں محمد جعفری بھی پہلے سے موجود تھے انھیں دیکھ کر میں مسکرایا تو حضرتؑ نے فرمایا

۴۹۵ اتحبّہ؟ کیا تم دونوں میں میل و محبت ہے؟

میں نے کہا جی ہاں۔
حضرت نے فرمایا۔
وہ تمھارا بھائی ہے، مومن، مومن کا حقیقی بھائی ہوتا ہے۔
ملعون ہے ملعون ہے وہ جو اپنے مومن بھائی کو متہم کرے۔
" " " " " " " " " " دھوکہ دے۔
" " " " " " " " " " کا خیر خواہ نہ ہو۔
" " " " " " " " " " پر اپنے کو مقدم کرے
" " " " " " " " " " سے میل جول نہ رکھے
" " " " " " " " " " کی غیبت کرے

۴۹۶ حضرت نے فرمایا
سب سے زیادہ محکم رشتۂ ایمان وہ ہے جس کی بنیاد حب الٰہی اور بغض الٰہی پر ہو

۴۹۷ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا
ہر شے کو اپنی جنس کے ساتھ سکون ملتا ہے مومن کو مومن کے ساتھ اسی طرح سکون ملتا ہے جیسے پرندے کو اپنی ہم جنس سے ملتا ہے ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

۴۹۸ مومن، مومن کا بھائی ہے اس کی آنکھ اور اس کیلئے آئینہ ہے اس کی غلطیوں کی نشاندھی کرنے والا اور اس کا راہنما ہے۔ نہ کبھی اس کو دھوکا دیتا ہے اور نہ کبھی خیانت کرتا ہے نہ ظلم کرتا ہے اور نہ ہی غیبت و دروغ بیانی۔

اچھی بزم

۴۹۹ اگر مومنین میں سے دو تین نفر کسی بے ضرر و بے خطر اور بھلے مومن کے پاس جمع ہو جائیں تو اگر یہ لوگ خدا سے دعا کریں تو خدا مستجاب فرمائے گا اور اس سے سوال کریں تو خدا عطا فرمائے گا اگر خوشحالی کا مطالبہ کریں تو خدا مزید اضافہ فرمائیگا اور اگر کچھ سوال نہ کریں تو خدا ہی عطا فرمائے گا۔

۵۰۰ اگر کسی نے بے لوث و بے غرض کسی مومن کی زیارت کی تاکہ خدا اس کو وہ اجر عنایت فرمائے جو مومن کی زیارت میں رکھا ہے تو خدا ستر ہزار ملائکہ کو مامور فرماتا ہے جو اس بندہ مومن سے کہتے ہیں۔

خوش رہیے پاک و پاکیزہ جنت تمہارے لئے ہے۔

۵۰۱ حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔

اگر کوئی شخص لوگوں کے ساتھ لین دین میں نہ ظلم کرے نہ جھوٹ بولے اور نہ وعدہ خلافی کرے تو ایسے شخص کی غیبت حرام ہے اس کا اخلاق کامل ہے اس کی عدالت واضح ہے اور اس سے برادری رکھنا ضروری ہے۔

۵۰۲ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جنت میں ایک ایسی جگہ ہے جس میں صرف تین طرح

کے افراد جا سکتے ہیں۔

ا ۔ وہ شخص جو صحیح فیصلہ کرے چاہے خود اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

ب ۔ وہ شخص جو خدا کی خوشنودی کے لئے برادر مومن کی زیارت کرے۔

ج ۔ وہ شخص جو خدا کے لئے اپنی ضرورت کے باوجود برادر مومن کو مقدم کرتے ہوئے ایثار کرے۔

۵۰۳ مومن جب ایک دوسرے سے ملنے کے بعد مصافحہ کرتا ہے تو خدا اپنا دست قدرت ان کے درمیان قرار دیتا ہے۔ اور جو اپنے دوست کو زیادہ چاہتا ہے خدا اس کے ہاتھ کا زیادہ انہماک سے مصافحہ کرتا ہے۔

۵۰۴ حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب آپس میں ملو تو پہلے سلام کرو اور پھر مصافحہ کرو اور جب علیحدہ ہو تو استغفار کرو۔

فرشتہ نے دیکھا

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سرکار رسالت مآب کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔

۵۰۵ ایک ملک نے دیکھا کہ ایک شخص کسی دروازہ پر کھڑا ہے اور صاحب خانہ گھر میں موجود نہیں ہے

ملک ۔ یہاں کیسے آنا ہوا؟

مومن ۔ صاحب خانہ سے ملنے آیا تھا۔
ملک ۔ کیا تمہاری کوئی قرابت ہے یا کسی کام سے آئے ہو؟
مومن ۔ اسلام سے زیادہ قومی قرابت کیا ہو سکتی ہے ۔
آنے کا مقصد صرف خدا کی خوشنودی تھی ۔
ملک ۔ مبارک ہو، میں اللہ کا فرشتہ ہوں اس نے تجھے
سلام کیا ہے اور فرمایا ہے میری خوشنودی کے لئے
تم صاحب خانہ سے ملنے آئے تمھیں اس کا اجر دوں گا
اور جنّت کو تمہارے لئے مخصوص کر دیا ہے، اپنے
غضب سے تم کو بچا لیا اور جہنم سے بری کر دیا۔

۵۰۶ دیکھنا عبادت

امام نے فرمایا۔
عالم کی طرف دیکھنا عبادت ہے ۔ امام عادل کی طرف
دیکھنا عبادت ہے والدین کی طرف محبت بھری نگاہوں سے
دیکھنا عبادت ہے، راہ خدا میں برادر مومن کی طرف دیکھنا
عبادت ہے ۔
۵۰۷ اللہ نے دو مومن کے درمیان برادری نہیں قائم کی مگر
یہ کہ دونوں کے لئے مرتبہ رکھا ہے ۔
۵۰۸ جس نے خدا کی خوشنودی کی خاطر برادری برقرار کی وہ
خانہ جنت سے بہرہ مند ہوگا جس نے اپنے مومن بھائی کا اکرام
۵۰۹ کیا اس نے گویا خدا کا اکرام کیا اور جو خدا کا اکرام کرتا ہے خدا

اس کے ساتھ کیا حسن سلوک کرے گا یہ تو سب پر واضح ہے۔

۵۱۰ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

دو برادر مومن جب جنت میں پہنچیں گے تو ایک دوسرے پر باعتبار مرتبہ فضیلت و برتری رکھتا ہوگا یہ بلند مرتبہ والا خدا سے عرض کرے گا خدایا یہ شخص جو مرتبہ میں مجھ سے کم ہے اس نے مجھے تیری اطاعت کی طرف بلایا تیری نافرمانی سے روکا، آخرت کی طرف رغبت دلائی خدایا! اس کی یہی ہدایتیں اور نصیحتیں تھیں جس نے مجھے بلند مرتبہ تک پہنچایا لہذا آج تو اس کو میرے ہم رتبہ قرار دے۔ خدا اس کی التجا کو سنے گا اور دونوں کو ہم رتبہ قرار دے گا۔

اسی طرح دو منافق ہیں، ایک جہنم کے پست طبقہ میں ہوگا اور اس کا دوسرا ساتھی اس کی بہ نسبت کچھ کم عذاب والے طبقہ میں ہوگا جو شخص سخت عذاب میں مبتلا ہوگا وہ خدا کے حضور میں عرض کرے گا۔

خدایا! اس شخص نے مجھ سے تیری نافرمانی کرائی تیری بندگی سے روکا جزائے آخرت سے غافل رکھا، اور مجھے وقت گناہ یہ کہہ کر کبھی نہیں روکا کہ ایک دن تیرا آمنا سامنا ہوگا۔

خدایا آج اس کو میرے ساتھ جہنم کے اس شدید عذاب والے طبقہ میں قرار دے۔ حضرت قہار اس کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے دونوں کو ایک طبقہ میں قرار

دے گا۔

پھر حضرت نے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین[1]

قیامت کے دن صاحبان تقویٰ کے علاوہ ایک دوست دوسرے دوست کا دشمن ہوگا

حاجت روائی

۵۱۱ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اگر کوئی مومن کسی مومن سے کچھ سوال کرے اور وہ امکان کے باوجود پورا نہ کرے تو خدا قبر میں اس پر سانپ کو مسلط فرمائے گا جو اس کی انگلیوں کو ڈسے گا۔

اسماعیل بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کیا "مومن رحمت" ہے۔

۵۱۲ آپ نے فرمایا۔ ہاں مومن کا مومن کی ضرورت کو پورا کرنا رحمت ہے جس کا خدا نے اس کو اہل قرار دیا اور اس کی یہی نیکی اسے خدا سے قریب کرے گی۔ اور اگر امکان کے باوجود رد کردے تو خدا اس کو رحمت سے محروم کر دیتا ہے اور یہ نعمت خود سائل کے نامہ اعمال میں تحریر کر دی جاتی ہیں۔

---

[1] زخرف ص ۶۸

یہی نہیں اگر کسی نے حاجت مومن کو برطرف کرنے کی کوشش کی لیکن جو کوشش کرنا چاہیئے تھا نہ کیا تو اس نے خدا و رسول کے ساتھ خیانت کی۔

لہذا اگر ہمارے کسی شیعہ نے کسی شیعہ سے اپنی حاجت کا تذکرہ کیا اور اس نے امکان کے باوجود اس کی مدد نہیں کی تو خدا اس کو ہمارے دشمنوں کی حاجت روائی میں مبتلا کرتا ہے اور پھر عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔

اگر کسی نے کسی مومن کی اس کی ناداری کی وجہ سے توہین کی تو خدا اس کو قیامت کے اس کثیر مجمع کے سامنے ذلیل و رسوا فرمائے گا اور ہمیشہ کے لئے اپنا دشمن قرار دے گا۔

حج کا سفر

حسین بن ابو علا ناقل ہے۔ بیس پچیس حاجیوں کے ساتھ حج کے لئے نکلا جہاں قافلہ رکتا حاجیوں کے لئے جانور ذبح کر کے کھلاتا جس وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں باریاب ہوا حضرت نے فرمایا

۵۱۳ تم پر وائے ہو تم مومنین کو ذلیل کرتے ہو؟

حاجی۔ مولا خدا کی پناہ میں نے کیا کیا؟

امامؑ۔ میں نے سنا تم جہاں خیمہ زن ہوئے وہاں حاجیوں کے لئے قربانی کی۔

حاجی ۔ مولا خدا کی قسم میرا مقصد صرف خدا کی خوشنودی تھا۔

امامؑ ۔ تم نے خیال نہیں کیا کہ بہت سے قافلے میں ایسے تھے جو تمھاری طرح گوسفند ذبح کرنا چاہتے تھے لیکن ان کے لئے ممکن نہ تھا لہذا تمھارے عمل سے شرمندہ ہو رہے تھے۔

حاجی ۔ فرزند رسول خدا کی رحمت و برکت آپؑ آل محمدؐ پر ہو آئندہ ایسا کوئی کام نہیں کروں گا۔

امامؑ ۔ ہماری امت اسی وقت تک خیر کے راستہ پر ہے جب تک ایک دوسرے کو دوست رکھے امانتوں کو واپس کرے، زکوٰۃ کو ادا کرے اور ایسا نہیں کیا تو قحط اور خشک سالی میں مبتلا ہوگی۔

عنقریب میری امت پر وہ دن آنے والا ہے جب دنیا کی لالچ میں ان کے باطن آلودہ اور ظاہر پاکیزہ ہوں گے، اعمال میں ریاکاری ہوگی، انھیں اس کا خوف نہیں ہوگا کہ اللہ ان لوگوں کو بلائے عظیم میں مبتلا فرمائے گا، جس میں پھنس کر وہ لوگ ڈوبتے ہوئے کی طرح چیخ رہے ہوں گے لیکن ان کی دعائیں مستجاب نہیں ہوں گی۔

۵۱۴ ابراہیم تیمی کہتا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد الحرام میں مجھ پر تکیہ کئے ہوئے بیٹھے تھے مجھے مخاطب

کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
اگر کہو تو اس طواف کا اجر و ثواب بتاؤں؟
میں نے کہا۔ آپ پر فدا ہوں ارشاد فرمائیے۔
امامؑ۔ جو اس گھر کا حق پہچانتے ہوئے سات بار طواف کرے مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کرے خدا اس کے لئے دس ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور دس ہزار درجہ بلندی عطا فرماتا ہے۔
امامؑ۔ اگر کہو تو کچھ اور بتاؤں؟
میں نے کہا فرمائیے۔
اگر کسی نے مومن کی حاجت روائی کی گویا اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا، حاجت روائی ایک دو طواف نہیں دس طواف کے برابر اجر رکھتی ہے۔
سنو اگر کسی بندۂ مومن نے کسی ایسے مومن سے سوال کیا جو اس کی حاجت پورا کر سکتا تھا اور نہیں کیا تو خدا قبر میں اس پر ایک ایسے سانپ کو مسلط فرمائے گا جو اس کی انگلیوں کو ڈستا رہے گا۔

امام حسنؑ کی سفارش

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں امام حسن علیہ السلام کے ہمراہ خانہ کعبہ میں معتکف تھا حضرت طواف فرما رہے تھے اسی وقت ایک بوڑھا شخص سامنے آیا اور حضرت سے کہا فرزند رسول ایک آدمی کا قرض دار ہوں اگر ہو سکے تو اس کا

فرمایا یہ خط گورنر کو مدینہ سے ہوا آج پہنچا اور رات ہی کو قرض آپ ادا فرما دیجئے۔

۵۱۵ حضرت نے فرمایا اسی خانہ کعبہ کے رب کی قسم آج میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

اس مرد نے حضرت سے کہا اگر ممکن ہو سکے تو اس سے کچھ مہلت لے لیجئے چونکہ اس نے جیل کی دھمکی دی ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا حضرت نے طواف اسی جگہ سے چھوڑ دیا اور اس مرد کے ساتھ چل پڑے میں نے کہا مولا آپ تو اعتکاف میں ہیں؟

حضرت نے فرمایا۔

صحیح ہے کہ اعتکاف میں ہوں لیکن بابا جان فرما رہے تھے کہ انھوں نے نانا جان کو فرماتے ہوئے سنا

اگر کسی نے برادر مومن کی حاجت روائی کی تو اس کی مثال اس شخص کی ہے جس نے نو ہزار سال تک دن کے روزوں اور شب کی سحر خیزی کے ساتھ خدا کی عبادت کی ہو۔

گورنر گھر سے باہر

گذشتہ صفحات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خداوند کریم کس قدر اپنے مومن بندوں کو دوست رکھتا ہے اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کام یہ ہے کہ انسان اس کے مومن بندوں کو خوش کرے۔ آئیے آپ کو ایک واقعہ سناؤں۔

حسین بن یقطین کے دادا اہواز میں رہتے تھے اہواز کے گورنر یحییٰ بن خالد کی طرف سے ان پر ٹیکس عاید کیا گیا جس کی مقدار یقطین کے دادا کی ساری جائداد سے بھی زیادہ تھی اگر گھر بار بیچ بھی دیتے تو ادا نہ کر پاتے کسی نے یقطین کے دادا کو مشورہ دیا کہ گورنر شیعۂ اہلبیتؑ ہے اس سے براہ راست ملو وہ سہولت فراہم کرے گا۔ لیکن میں نے یہ سوچا کہیں شیعہ نہ ہوا تو کیس الٹ جائیگا ساری جائیداد ضبط کر لی جائے گی۔ لہٰذا یہ طے کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض مدعا کروں، مدینہ پہنچا حضرت کی خدمت میں باریاب ہوا اپنی ساری بات کہی حضرت نے فوراً ایک کاغذ پر تحریر فرمایا۔

۵۱۶ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ لِلّٰهِ فِيْ ظِلِّ عَرْشِهٖ ظِلًّا لَا يَسْكُنُهٗ اِلَّا مَنْ نَفَّسَ عَنْ اَخِيْهِ كُرْبَتَهٗ اَوْ اَعَانَهٗ بِنَفْسِهٖ اَوْ صَنَعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفًا بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَهٰذَا اَخُوْكَ وَالسَّلَامُ

خدائے رحمٰن و رحیم کے نام نامی سے شروع کرتا ہوں عرش الٰہی کے نیچے ایک سایہ ہے اس سایہ تلے وہی پہنچ سکتا ہے جو اپنے برادر مومن کے درد و کرب کو برطرف کرے، بذات خود اس کی اعانت کرے یا اس کی بھلائی کرے چاہے نصف خرمہ کے برابر ہی کیوں نہ ہو نامہ بر تمہارا بھائی ہے۔ والسلام

حضرت نے خط پر مہر لگائی اور میرے حوالہ کیا اور

حاکم کے دروازے پر پہنچا اطلاع کرائی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایلچی ہوں حاکم کو جیسے ہی اس کی خبر ہوئی ننگے پیر دوڑتا ہوا باہر آیا، نظر پڑتے ہی مجھے سلام کیا۔ پیشانی کا بوسہ لیا اور پوچھا جناب عالی میرے مولا کے پاس سے آرہے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔

حاکم۔ اگر حقیقتہً آپ وہاں سے آرہے ہیں تو آپ نے مجھے جہنم سے بچالیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور گھر میں لایا اپنی جگہ پر بٹھایا خود میرے سامنے بیٹھا۔ اور پوچھا جب آپ مدینہ سے چل رہے تھے تو حضرت کیسے تھے؟

میں نے کہا ٹھیک تھے؟

حاکم۔ خدا کی قسم ٹھیک تھے

پھر پوچھا۔ ٹھیک تھے؟

میں نے کہا۔ جی ہاں بالکل ٹھیک تھے

پھر پوچھا۔ ہر اعتبار سے ٹھیک تھے

میں نے کہا۔ ہر اعتبار سے صحیح تھے۔ پھر میں نے امام کا مکتوب مبارک ان کے حوالے کیا۔

گورنر نے خط کو چوما، آنکھوں سے لگایا اور پھر مجھ سے کہا بھائی آپ اپنی حاجت تو بیان کریں۔ میں نے جواب دیا مجھ پر ایک ہزار درہم ٹیکس لگایا گیا ہے میں اس کی ادائیگی میں مرجاؤں گا۔ میری باتوں کو سننے کے بعد سرکاری نوٹس کو مجھ سے لیا اور قرض کو معاف کرتے ہوئے اپنے پیسوں کے

صندوقچہ کو منگایا اور اس میں موجود آدھی رقم روک لی اور بقیہ میرے حوالے کیا مزید دو سواری کے گھوڑے، ایک خادم اور لباس بھی مجھے عنایت فرمایا یہی نہیں اپنی ساری املاک کا آدھا مجھے بخش دیا۔ اور مجھ سے کہا اب تو تم خوش ہو گئے۔

میں نے کہا بے حد خوش ہوں۔

بات گذر گئی زمانہ حج آگیا میں نے سوچا اس خوشی کا سوائے حج کے بدل نہیں ہو سکتا بہتر یہی ہے کہ اس سرزمین پر پہنچ کر اس گورنر کے لئے دعا کروں اور خود مولا کا شکریہ ادا کروں اور حضرت سے بھی کہوں کہ اس گورنر کے لئے دعا فرمائیں۔

یہ سب سوچ کر سفر کے لئے نکل پڑا اور یہ طے کیا کہ مدینہ منورہ میں پہلے حضرت سے ملاقات کروں گا پھر حج کے لئے مکہ جاؤں گا، مدینہ پہنچا خوش خوش حضرتؑ کی خدمت میں باریاب ہوا حضرتؑ نے مجھے مسرور دیکھتے ہوئے فرمایا۔

گورنر کی ملاقات کیسی رہی؟

میں نے من وعن حضرت کو سنا دیا، حضرتؑ کے چہرۂ اقدس پر خوشی کے آثار نمودار تھے۔ میں نے آپ کی مسرت کو دیکھتے ہوئے عرض کیا آقا گورنر کے انداز سے آپ خوش ہوئے میری دعا ہے کہ خدا اس کو تمام مرحلوں میں خوش فرمائے۔

میرے اس کہنے پر حضرت نے فرمایا۔
خدا کی قسم گورنر نے نہ صرف مجھے خوش کیا بلکہ میرے آبائے طاہرین علیہم السلام کو خوش کیا خدا کی قسم اس گورنر نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کیا اور یہی نہیں اس نے صاحب عرش خدا کو خوش کیا۔
توجہ کی جگہ ہے اس گورنر نے صرف امام کے نامہ بر کا احترام نہیں کیا بلکہ امام کے اس ارشاد کے بعد کہ یہ تمھارا بھائی ہے اس نے اپنی نصف جائداد اس کو بخش دیا۔
اس حدیث نے چند نکتوں کو واضح کر دیا۔
- مومن کو خوش کرنا۔ خدا و رسول اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی خوشنودی کا سبب ہے۔
ب - برادر مومن کی ضرورت کو جہاں تک ممکن ہو برطرف کرنا چاہیئے اگر کچھ نہ کر سکے تو دعا سے فراموش نہ کرے دعا کرنا امام کی سیرت و سنّت ہے۔
ج - اہم موقعوں پر انسان کو خدا کی بارگاہ میں سوال کرنا چاہیئے لیکن آل محمد علیہم السلام کے توسل سے کیونکہ آپ حضرات بارگاہِ الٰہی تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔
د - آل محمد علیہم السلام کے ذریعہ سے انسان اپنی مراد کو پالیتا ہے۔

دانۂ خرما

۵۱۷ حضرت داؤدؑ تک وحی آئی۔
اے داؤدؑ جب میرے بندوں کے ساتھ کوئی نیکی کرتا ہے تو میں اس کے لئے جنت کو مباح کر دیتا ہوں حضرت داؤدؑ نے فرمایا، خدایا وہ نیکی کیا ہے۔ ارشاد ہوا وہ نیکی بندۂ مومن کو خوش کرنا ہے خواہ ایک خرما برابر ہی کیوں نہ ہو، حضرت داؤدؑ نے فرمایا۔ جو تجھ کو پہچانتا ہے اس کو تجھ سے ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔

۵۱۸ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کسی نے مریض کی عیادت کی تو وہ رحمتِ خدا میں غوطہ زن ہوتا ہے۔ اور اس کے پاس بیٹھنے والا رحمت کے حصار میں ہے۔ اگر کسی نے صبح میں مریض کی مزاج پرسی کی شام تک ستر ہزار ملائکہ اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ اور اسی طرح اگر کسی نے شام میں عیادت کی تو صبح تک۔

۵۱۹ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔
جد بزرگوار حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت باری تعالیٰ نے فرمایا۔
اگر کسی نے بندۂ مومن کو اذیت دی اس نے مجھے جنگ کے لئے للکارا، جس نے بندۂ مومن کا اکرام کیا، وہ میرے غضب سے محفوظ ہے۔ اگر ساری دنیا میں صرف ایک

بندۂ مومن اور ایک امام عادل ہو تو مجھے ان دونوں کی بندگی کے بعد پھر کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں ۔ انھیں دونوں کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں ۔

ہم نے ان دونوں بندوں اور زمین و آسمان کے درمیان انس و الفت ایجاد کی جس کے بعد یہ کائنات اوروں سے بے نیاز ہو جاتی ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے منقول ہے کہ آپ وقت دعا اپنے ہاتھوں کو اس طرح بلند فرماتے تھے جس طرح کوئی مسکین اپنے ہاتھوں کو غذا لینے کے لیے اٹھاتا ہے ۔

۵۲۰ حضرت موسیٰ کی طرف وحی آئی ۔

اپنے دونوں ہاتھوں کو ذلیلیوں کی طرح میرے سامنے بلند کرو اور اس طرح مدد مانگو جیسے ایک غلام چیخ چیخ کر فریاد کرتا ہے ۔ جب اس طرح دعا کرو گے تو میری رحمت تمھارے شامل حال ہو گی ۔ میں کرم کرنے والوں میں سب سے زیادہ کریم اور قدرت رکھنے والوں میں سب سے زیادہ قدرت رکھنے والا ہوں ۔

اے موسیٰ! میرے فضل و رحم کا مجھ سے سوال کرو چونکہ میرے علاوہ کسی اور کے ہاتھ میں یہ دونوں چیزیں نہیں ہیں ۔ اور اس نکتہ کو مدنظر رکھو کہ جس چیز کا مجھ سے سوال کر رہے ہو اس سے متعلق تمھارا اشتیاق کتنا ہے

چونکہ ہر عمل کرنے والے کے عمل کی جزا ہے، ناشکرے کو بھی اس کی کوشش کے بقدر جزا ملے گی۔

۵۲۱ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ دعا کے لئے ہاتھ کیسے بلند کیا جاتا ہے تو آپ نے فرمایا۔ پانچ صورت ہے۔

ا۔ جب خدا سے پناہ طلب کرو تو اپنے دونوں ہاتھوں کو قبلہ کی طرف قرار دو۔

ب۔ اگر روزی کا مطالبہ ہو تو ہتھیلی کو آسمان کی طرف بلند کرو۔

ج۔ صرف و صرف خدا کا ہونے کے لیے انگوٹھوں کو حرکت دو۔

د۔ اور گریہ وزاری کے وقت ہاتھوں کو سر سے بلند کرو۔

ر۔ عاجزی اور التجا کے وقت اپنے ہاتھوں کو چہرے کے برابر لاؤ اور انگوٹھوں کو حرکت دو چونکہ یہ خوفزدہ کی دعا ہے۔

محمد بن مسلم سے حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

۵۲۲ ایک شخص میرے پاس سے گذرا، میں نماز کے بعد بایاں ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہا تھا، اس نے کہا اے خدا کے بندے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر دعا کرو۔ میں نے جواب دیا،

خدا کے بندے جس طرح داہنے ہاتھ کو خدا کے سامنے بلند ہونے کا حق ہے اسی طرح بائیں ہاتھ کو بھی ہے۔

پھر حضرتؑ نے محمد بن مسلم سے اسی طریقہ کا تذکرہ فرمایا جو گذشتہ حدیث میں گذر چکا ہے۔

۵۲۳ حضرتؑ کے الفاظ یہ ہیں۔

ا۔ رغبت ـــــ کے وقت ہاتھوں کو پھیلا کر ہتھیلی کو نمایاں کرو۔

ب۔ خوف ـــــ کے وقت ہاتھوں کو جب پھیلاؤ تو پشت دست نمایاں رہے۔ (جس طرح آئینہ دیکھا جاتا ہے۔ حسینی)

ج۔ عاجزی کے وقت داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کو دائیں بائیں حرکت دو۔

د۔ انقطاع ـــــ یعنی جب کائنات سے رشتہ توڑ کر خدا کے ہو جاؤ تو اس وقت بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو اوپر، نیچے کرو۔

ر۔ زاری کے وقت کلایوں سے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف کرو۔ یہ کیفیت اس وقت کے لئے ہے جب آنکھیں اشکبار ہوں۔

۵۲۴ سعید بن یسار کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب رغبت و اشتیاق کے ساتھ دعا کرو تو دونوں ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف نمایاں کرو یہی

کیفیت خوف کے وقت کی بھی ہے۔ پھر حضرتؑ سے سعید نے بھی انہی طریقوں کو بیان فرمایا جو گذشتہ دو حدیثوں میں مذکور ہیں۔

۵۲۵ دعا میں لجاجت کے اظہار کے لئے ہاتھوں کو شانوں کے مقابلہ میں رکھنا چاہیئے۔

وضاحت۔ حضرت نے جو انداز ہاتھوں کے لئے ذکر فرمائے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی کوئی علت ہو بہر حال اس کی رعایت شانِ بندگی ہے۔ تاہم یہاں کچھ راز کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔

رغبت کے وقت ——— اس میں بندہ خدا سے لو لگائے رہتا ہے۔

۵۲۶ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

مومن کو چاہیئے کہ جس طرح سختیوں میں خدا سے لو لگائے رہتا ہے اسی طرح آرام و اطمینان کے زمانے میں بھی دعائیں کرتا رہے، مناسب نہیں ہے کہ حاجت پوری ہو جانے کے بعد دعا سے غافل ہو جائے چونکہ دعا کرنے والوں کا خداوند کریم کے نزدیک بلند مرتبہ و مقام ہے۔

ممکن ہے تاخیر کی وجہ یہ ہو کہ خدا کو بندہ کی آواز بھلی معلوم ہوتی ہو اور وہ یہ چاہتا ہو کہ بندہ بار بار اسے پکارتا رہے اس احتمال کی صورت میں خدا سے دعا کرتے رہنا چاہیئے چونکہ اب دعا خدا کی پسندیدہ چیز ہے۔

اسی جگہ امام رضا علیہ السلام کی حدیث یاد آتی ہے جب احمد نامی شخص نے حضرت سے کہا کہ چند سالوں سے خداوند کریم سے ایک سوال کر رہا ہوں ابھی تک میری دعا مستجاب نہیں ہوئی اب مجھے خوف معلوم ہو رہا ہے کہیں "شقاوت و بدبختی کی وجہ سے تو ایسا نہیں ہے"

حضرت امام رضا نے فرمایا۔

۵۲۷ احمد! اپنے کو شیطان سے بچاؤ مبادا وہ تم پر مسلط ہو کر رحمت خدا سے مایوس نہ کر دے چونکہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مومن کی دعا فوری مستجاب نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت رب العزت کو اس کی آواز بھلی اور گریہ اچھا لگتا ہے خدا کی قسم خداوند عالم نے جب کسی مومن کی دعا کو تاخیر سے قبول کیا اس میں اس کی بھلائی تھی ـــــ اس دنیا کی قدر و قیمت ہی کیا ہے!!

۵۲۸ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

خدا کا محبوب بندہ جب بلا و مصیبت میں اس سے دعا کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ دعاؤں پر مامور فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندہ کی دعا کو تاخیر سے پورا کرو چونکہ مجھے اس کی آواز بھلی معلوم ہوتی ہے اس کے برخلاف اگر خدا کا نافرمان بندہ کسی مصیبت و پریشانی میں پھنس کر خدا سے دعا کرتا ہے تو خداوند کریم فرشتہ کو حکم دیتا ہے

کہ جلد اس کی دعا کو پورا کر دیں دوسری بار اس آواز کو سننا نہیں چاہتا۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا ـــــ لیکن عوام کا نظریہ بالکل برعکس ہے وہ یہ کہتی ہے کہ جس کی دعا جلد قبول ہوتی ہے خدا کی نظر میں وہ محترم و مکرم ہے اور جس کی دعا دیر سے مستجاب ہوتی ہے وہ اس کی نظر میں حقیر و ذلیل ہے۔

۵۲۹ حضرت نے فرمایا۔

مومن ہمیشہ خدا کی رحمت و برکت کے زیر سایہ رہتا ہے بشرطیکہ جلد بازی نہ کرے، جلد بازی کی وجہ سے مایوس ہو جاتا ہے اور دعائیں کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ لہذا تاخیر کی وجہ سے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ مدتوں سے دعا کر رہا ہوں لیکن خدا قبول ہی نہیں کرتا۔

۵۳۰ پھر حضرت نے فرمایا۔

جب مومن خدا سے حاجت طلب کرتا ہے خداوند کریم فرماتا ہے اس کی حاجت دیر سے قبول کرو چونکہ مجھے اسکی آواز اچھی اور انداز بھلا معلوم ہوتا ہے جب قیامت آئے گی اس دن خدا اپنے بندوں سے کہے گا کہ میرے بندے تم نے مجھ سے دعا کی لیکن میں نے فوری پورا نہیں کیا اس تاخیر کا یہ ثواب ہے اسی طرح ہر تاخیر کا ثواب مرحمت فرماتا رہے گا تو نوبت یہ آجائے گی کہ مومن ثواب دیکھ کر یہ کہے گا

کہ کاش میری کوئی دعا دنیا میں مستجاب نہ ہوئی ہوتی اس کے بدلے آج بہترین ثواب سے نوازا جاتا۔

۵۳۱ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو خدا سے اصرار کے ساتھ دعا مانگیں خواہ مستجاب ہو یا نہ ہو پھر حضرتؐ نے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

اپنے رب کو آواز دوں گا تاکہ اپنے رب کی بندگی سے محروم نہ رہوں[1]

پھر حضرت نے فرمایا۔

اللہ اصرار سے دعا کرنے والوں کو عزیز رکھتا ہے۔

۵۳۲ "کعب احبار" کا بیان ہے کہ توریت میں تحریر ہے حضرت احدیت نے حضرت موسیٰؑ سے کہا،

اے موسیٰؑ! مجھے دوست رکھنے والے مجھے بھولتے نہیں اور جو مجھ سے خیر کا امیدوار ہے اصرار کے ساتھ دعا مانگتا رہتا ہے۔

موسیٰ! میں اپنی مخلوق سے غافل نہیں ہوں مجھے اچھا لگتا ہے کہ میرے ملائکہ میرے بندوں کو آہ و زاری کے ساتھ دعا کرتے ہوئے دیکھیں۔ میرے فرشتے یہ دیکھیں کہ اولاد آدم میری قدرت و اختیار میں جو چیزیں ہیں اس کے لئے مجھ سے

---

[1] مریم ۴۸

التجا کر رہی ہے۔
موسیٰ! بنی اسرائیل سے کہہ دیجئے کہ میری دی ہوئی نعمت پر اترائیں نہیں ورنہ عنقریب چھین لی جائے گی، یہ بھی فرمادیں کہ شکر کرتے رہیں ورنہ ذلیل ہو جائیں گے اور بار بار، بار ہا بار، ایک چیز کا مجھ سے سوال کرتے رہیں تاکہ میری رحمت ان تک پہنچتی رہے اور عاقبت تحریر رہے۔
امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔
جب بندہ خدا سے بار بار دعا کرتا رہتا ہے تو خدا آخرکار حاجت روائی فرما ہی دیتا ہے۔

۵۳۳ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منصور صیقل نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ دعائیں دیر سے قبول ہوتی ہیں کیا اس لیے کہ انسان بار بار خدا سے سوال کرتا رہے؟
حضرتؑ نے فرمایا ——— ہاں۔

۵۳۴ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسحاق بن عمار نے عرض کیا۔
کیا یہ ممکن ہے کہ بندہ کی دعا تاخیر سے قبول ہو۔؟
حضرتؑ نے فرمایا۔
بیس سال کا وقفہ لگ سکتا ہے۔

۵۳۵ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
اللہ نے حضرت موسیٰ و ہارون سے فرمایا کہ میں نے فرعون کے لئے تمہاری بددعا کو قبول کیا ——— لیکن عذاب

نازل ہونے میں چالیس سال کا وقفہ لگا۔ یونس ۸۹

۵۳۶ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ابوبصیر نے سنا۔ مومن خدا سے دعا کرتا ہے لیکن جمعہ تک اس کی دعا کو حضرت احدیت موخر فرماتا ہے۔

دعا سے صاحبان عقل و ہوش کو کسی بھی وقت غافل نہیں رہنا چاہئے۔

۱۔ دعا عبادت کا مرتبہ رکھتی ہے، بلکہ جان عبادت ہے۔

۲۔ مسلسل دعا کرنے سے ان دعا کرنے والوں میں شمار ہوتا ہے جو بلاؤں کے آنے سے قبل دعا کرتے رہتے ہیں لہذا اگر بلا حتمی بھی ہوئی تو مسلسل دعا کی وجہ سے ٹل جاتی ہے۔

۳۔ مسلسل دعا کرنے سے ملائکہ آسمان آواز سے مانوس رہتے ہیں لہذا جب کبھی مصیبت میں پھنس کر انسان دعا کرتا ہے، دعا مستجاب ہوتی ہے۔

۴۔ مسلسل دعا کرنے والا حضرت مرسل اعظم کی دعا میں شامل ہوتا ہے۔

۵۔ اگر دعا کرنے والے کی آواز اللہ کو بھلی معلوم ہوتی ہے تو دعا مستجاب ہی ہو جائے گی اور اگر خدا ناراض ہے تو بھی بار بار کے سوال سے اس کی رحمت سے بعید نہیں کہ لطف و کرم کرتے ہوئے دعا کو سن ہی لے، چونکہ ہر شب فرشتہ الٰہی آواز لگاتا ہے۔

آیا کوئی دعا کرنے والا ہے جس کی دعا کو مستجاب کروں، اے خیر و برکت کے خواہاں آؤ۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

جب دروازہ بہت کھٹکھٹایا جائے گا تو آخر کار صاحب خانہ کھول ہی دے گا۔

۵۳۷ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب بندہ کہتا ہے — خدایا مجھے بخش دے، تو خدا اس سے منہ موڑ لیتا ہے پھر بندہ کہتا ہے خدایا مجھے بخش دے وہ پھر منہ موڑ لیتا ہے جب تیسری بار کہتا ہے۔ خدایا مجھے بخش دے تو اس مرتبہ پروردگار عالم اپنے ملائکہ سے کہتا ہے کہ تم نہیں دیکھتے میرا بندہ بار بار مجھ سے بخشش کا سوال کر رہا ہے اور میں منہ موڑ رہا ہوں لیکن یہ اس کے باوجود سوال کرتا جا رہا ہے گویا اسے معلوم ہے کہ میرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔ تم گواہ رہنا میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا۔

۶۔ اگر دعا کرنے والے کی آواز خدا کو بھلی معلوم ہوتی ہے تو اسکی اچھی آواز کی وجہ سے دعا کو دیر سے مستجاب کرتا ہے لیکن اگر بندہ برابر دعا کرتا رہے گا تو خدا بھی مستجاب کرنے میں تاخیر نہیں کرے گا۔ چونکہ اللہ کو معلوم

ہے کہ حاجت روائی کرے یا نہ کرے اس کا بندہ دعا مانگتا ہی رہے گا۔

ہاں اگر تاخیر میں اخروی فائدہ ہوگا اس وقت ممکن ہے کہ دعا فوری مستجاب نہ ہو چونکہ عارضی فائدہ سے دائمی فائدہ بہر حال بہتر ہوتا ہے۔

کثرت دعا سے انسان خدا کا محبوب قرار پاتا ہے۔

مسلسل دعا کرنے والا حضرت علی علیہ السلام کی تاسی کرنے والا ہوتا ہے چونکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے۔

کان امیر المومنین رجلا دعاء

۵۳۸ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ اپنے بندوں میں سب سے زیادہ اس کو دوست رکھتا ہے جو سب سے زیادہ دعا کرتا ہے۔

مزید اس نکتہ کو بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ دعا کرتے وقت مناجات و حضور قلب بہت ضروری ہے کلام امیر المومنین علیہ السلام میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے

اللہ غافل دلوں کی دعا قبول نہیں کرتا۔

اللہ سخت دلوں کی دعا قبول نہیں کرتا۔

انسان اگر جائزہ لے تو اندازہ ہوگا کہ اکثر دعا کے وقت نہ حضور ذہنی ہوتا نہ رقت قلب، یہی وجہ ہے کہ دعائیں

قبول نہیں ہوتیں۔

اگرچہ یہ کیفیت قبولیت دعا کے لئے رکاوٹ ہے لیکن پھر بھی دعا کو ترک نہیں کرنا چاہیئے چونکہ دعا بالکل چھوڑ دینے سے شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔

اگر کبھی دعا کے وقت رقت قلب و حضور ذہن نہ ہو اسکے معنی ہیں شیطان سے مقابلہ ہتھیار کے بغیر ہے چونکہ آنسو اسلحہ ہے ایسے وقتوں میں شیطان کے غالب ہونے کے امکان زیادہ ہوتے ہیں۔

لہذا آنسوں کے سیل اور رقت قلب کے ذریعہ ہمیشہ شیطان کو میدان کارزار میں پچھاڑنے کی فکر میں رہنا چاہیئے۔

جب یہ تصور زندہ رہے گا تو ہو سکتا ہے کہ دل کی سستی و سختی برطرف ہو کر آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور خدا کی رحمت شامل حال ہو جائے۔ اسی کی طرف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے۔

لوگو! کیا چاہتے ہو کہ میں تم کو ایک ایسے اسلحہ سے روشناس کروں جو تمھیں دشمن سے بچائے گا بھی اور روزی کے اضافہ کا سبب ہوگا۔

حاضرین نے عرض کیا! فرمائیے۔

خدا سے شب و روز دعا کرتے رہو چونکہ دعا مومن کا

اسلحہ ہے۔

صراط مستقیم پر چلنے والوں کے چار دشمن ہیں۔ نفس امارہ دنیا شیطان اور خواہشات۔

دعائے ائمہ طاہرین علیہم السلام میں اس کا ذکر اس طرح آیا ہے۔

۵۳۹ خدایا میری مدد فرما میری فریاد کو پہنچ، خواہشات نے مجھ پر غلبہ کر لیا ہے۔

اے معبود اس دشمن سے میری حفاظت فرما جو کتوں کی طرح مجھ پر حملہ آور ہے، اس دنیا کی نیرنگیوں سے بچالے جو مجھے لبھا رہی ہیں، اور نفس امارہ کی غلطیوں سے، نفس کے خطرے سے وہ بچا رہے گا جس پر تو رحم فرمائے۔

امام معصوم اپنے ان چار دشمنوں کے تصور سے کس قدر مضطرب ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ یہ دشمن ہر لمحہ و آن تعاقب کر رہے ہیں جس نے اپنے کو ان دشمنوں کے حوالے کر دیا تباہ و برباد ہو جائے گا۔

لہذا خود اپنی کمین میں بیٹھے ہوئے دشمنوں سے چھٹکارے کے لئے دل نہ چاہتے ہوئے بھی دعا کرنا چاہئے۔

مرد ہوشیار کو یہ انتظار نہیں کرنا چاہئے کہ فرصت کے وقت دعا کرونگا بلکہ جب اور جہاں وقت ملے ذکر خدا کر کے شیطان کے شر و فریب سے اپنے کو نجات دلانا چاہئے۔

۵۴۰ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ہر دل پر شیطان بیٹھا ہوا ہے جب انسان خدا کا ذکر کرتا ہے تو وہ فرار کرتا ہے اور اس کا فریب بے اثر ہو جاتا ہے اور جس وقت یاد خدا سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اسے لقمہ کی طرح نگل جاتا ہے اور ہر گناہ و سرکشی پر آمادہ کر دیتا ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دعا کو شروع کرتے وقت بے دلی و بے توجہی رہی ہو لیکن آخر تک پہنچتے پہنچتے آنکھوں سے آنسو نکل پڑے لہذا دعا سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہئے۔ ترک دعا خدا سے دوری اور دل کی سختی اور تاریکی کا سبب ہے کچھ دنوں تک دعاؤں سے غافل رہنے والے آہستہ آہستہ خدا سے بہت دور ہو جاتے ہیں لیکن دعا کرتے رہنے سے خدا کی محبت اور اس سے ان انس بڑھتا رہتا ہے۔

حضرت ختمی مرتبتؐ نے عادت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

۵۴۱ اچھی باتوں کا عادی ہونا چاہئے۔

دیکھنے میں بھی آتا ہے کہ کبھی کبھی بعض لوگوں میں دعا کا شوق ویسے پیدا ہو جاتا ہے جیسے بیمار کو صحت سے اور پیاسے کو پانی سے ہوا کرتا ہے، گوشہ تنہائی میں اپنے خدا سے مناجات کرنے میں روح میں سکون، ضمیر میں آسودگی اور عقل و خرد کو مطمئن پاتے ہیں، اپنے کو خدا سے قریب اور اس سے ہمکلام پاتے ہیں۔

اس سے اپنی روزیوں کا مطالبہ کرتے ہیں اسی کو دین و دنیا کا مالک کہہ کر پکارتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ جو لوگ شب زندہ دار ہوتے ہیں ان کے چہرہ دوسروں کے مقابلے میں نورانی کیوں ہوتے ہیں؟

۵۴۲ حضرت نے فرمایا۔ وہ لوگ خدا سے تنہائی میں حال دل کہتے ہیں لہذا ان پر نور خدا کا پرتو ہوتا ہے،

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل فرمایا۔

۵۴۳ اللہ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا۔ اے موسیٰ وہ جھوٹا ہے جو میری محبت کا دم بھرے اور وقت سحر سوتا رہے۔

موسیٰ! جو رات کے اندھیروں میں میری خوشی کیلئے نمازیں پڑھتے ہیں میں اپنی رفعت و عظمت کے باوجود گویا ان کے روبرو ہوتا ہوں۔

موسیٰ! اشکبار آنکھوں خاکسار دل اور مجسم عاجزی کے ساتھ میرے حضور میں حاضری دو۔ مجھے رات کی تاریکی میں پکارو میں لبیک کہوں گا۔

علی بن محمد نوفلی ——— کا بیان ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

۵۴۴ بندہ جب غنودگی کے باوجود نماز شب کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور نیند سے اس کی گردن جھکی جاتی ہے اللہ کو

نمازی کا یہ انداز اتنا بھلا معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کے دریچے کھول دیتا ہے اور ملائکہ سے فرماتا ہے دیکھو میں نے اپنے بندے پر نماز شب واجب نہیں قرار دیا ہے لیکن اسکے باوجود کس قدر زحمت اٹھا رہا ہے۔

میرا یہ بندہ مجھ سے تین آرزو رکھتا ہے۔

گناہوں کو بخش دوں، توبہ کو قبول کرلوں، روزی میں اضافہ کردوں میرے ملائکہ تم گواہ رہنا میں نے اس کی تینوں حاجتوں کو روا کیا

۵۴۵ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضّل سے فرمایا۔

کچھ ایسے بندے ہیں جو خلوص کے ساتھ خدا کی بندگی کرتے ہیں خدا بھی ان کو بہترین اخلاص کی جزا مرحمت فرماتا ہے قیامت کے دن ان کے نامہ اعمال بالکل خالی ہوں گے جس وقت ان کی خداوند کریم کے سامنے حاضری ہوگی اس وقت انہیں ان کے خلوص کی پاداش عطا ہوگی۔

مفضل نے حضرتؑ سے سوال کیا ایسا کیوں ہوگا؟

حضرتؑ نے فرمایا خدا کو یہ گوارہ نہیں کہ ان کے اخلاص و اسرار سے ملائکہ آگاہ ہوں۔

عزیزو! یہ وہ بلند و بالا مرتبہ ہے جس کا مقابلہ جنّت سے نہیں کیا جاسکتا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ انسان غافل بہشت

میں تو پہنچ جائے لیکن "رضائے الٰہی" کے اعلیٰ و ارفع مرتبہ تک نہ پہنچ سکے جس کی طرف قرآن اشارہ فرما رہا ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ (مائدہ ص ۱۱۹)

خدا ان لوگوں سے راضی اور یہ لوگ خدا سے راضی۔

رِضْوَانٌ مِنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ

نور ۷۲

اللہ کی رضا ہر شے سے بڑی ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

۵۴۶ حدیث قدسی میں ہے۔

ہمارے صدیق بندو! دنیا میں میری عبادت سے استفادے کرو اس کے ذریعہ جنت میں نعمتوں سے نوازے جاؤ گے۔

۵۴۷ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جامع مسجد میں بیٹھنا جنت میں بیٹھنے سے بہتر ہے چونکہ جنت میں بیٹھنا مجھے بھلا لگتا ہے اور مسجد میں بیٹھنے سے خدا راضی ہوتا ہے۔

راہب سے کسی نے سوال کیا۔ خانقاہوں میں یک و تنہا کیسے رہتے ہوں؟

راھب۔ اکیلا نہیں ہوں بلکہ خدا کے ہمراہ ہوں جس وقت میرا دل چاہتا ہے کہ وہ مجھ سے بات کرے قرآن پڑھنے بیٹھ جاتا ہوں، اور جس وقت میں اس سے

بات کرنا چاہتا ہوں نماز پڑھنے لگتا ہوں

۵۴۸ حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جو خدا سے مانوس ہو جاتا ہے وہ بندوں سے بیزار ہو جاتا ہے خدا سے انس کی پہچان ہی بندوں سے دوری ہے۔
داستان ضرار بن ضمرہ لیثی سے اس کی طرف اشارہ ہے۔

داستان

معاویہ نے ضرار سے کہا۔ علیؑ ابن ابی طالب کی مدح وثنا کرو اس نے انکار کیا لیکن معاویہ نے مجبور کیا تو اس نے ان الفاظ میں حضرت کی تعریف وتوصیف کی۔
امام علیؑ ـــــ خدا کی قسم شجاع ذہین اور دور اندیش تھے، ان کے فیصلے انصاف سے پھرے ہوتے جس سے اختلاف ختم ہو جائے، آپ کی گفتگو علم دانش سے چھلکتی ہستی حکمت امیز باتوں سے تقریریں پر ہوتیں، دنیا اور اس کی زینت سے بے نیاز، رات کی تاریکی کے باوجود انہیں اس سے انس تھا۔
خدا کی قسم ـــــ مولا علیؑ شب زندہ دار و بلند فکر تھے کف افسوس ملتے ہوئے خود اپنے نفس سے زمانہ کی بے وفائی کا شکوہ کرتے، معمولی لباس استعمال فرماتے۔ ہم لوگوں کے درمیان ان کی ذات والا صفات گھر

کی ایک فرد جیسی تھی، جب ان کی خدمت میں پہنچتا قریب اکر بیٹھتے اور جب کسی چیز کا سوال کرتا تو فوراً دیدیتے، اگرچہ وہ ہماری بزم میں ہوتے لیکن ان کی ہیبت وعظمت کی وجہ سے نہ تو ان کے سامنے بولنے کی ہمت ہوتی اور نہ نظر اٹھاکر دیکھنے کی جرأت۔

اگر تبسم فرماتے تو وہ بھی بہت خفیف انداز سے صرف سامنے کے چند دندان مبارک مروارید کی طرح چمکتے ہوتے۔

ان کے تزدیک دیندار محترم اور فقیر و نادار معزز تھے حضرت کی عدالت پر کمزوروں کو بھروسہ تھا اور دولتمندوں کی دولت انھیں اپنی گرویدہ نہیں بنا سکتی تھی۔

خدا گواہ ہے جب تاریکی شب ماحول پر چھائی ہوتی، ستارے ڈوب جاتے، اس وقت حضرت مرغ بسمل کی طرح خدا سے مناجات فرماتے آپ کے گریہ وزاری سے ماحول متاثر ہو جاتا۔ اس وقت بھی میرے کانوں میں ان کا یہ بیان گونج رہا ہے۔

۵۴۹ اے دنیا، اے دنیا، تو مجھ جیسے کے سامنے جلوہ نمائی کر رہی ہے، مجھ سے دور ہو، دور ہو، یہ وقت تیری طرف رجوع کرنے کا نہیں ہے، جا کسی اور کو فریب دے، میں نے تجھ کو تین بار طلاق دیا تین طلاقوں کے بعد رجوع جائز نہیں ہے۔

تیری رونق زود گذر ہے، تجھ سے لو لگانا اپنے کو

ذلیل کرتا ہے۔
آہ راہ طولانی و پرخطر ہے اور زاد راہ مختصر ہے، جس کی بارگاہ میں حاضری ہے وہ عظیم ہے۔
ضرار کی مدح و ثنا سن کر سخت دل معاویہ ملعون کی آنکھیں بھی پسیج گئیں۔ درباری بھی رو دیئے۔
معاویہ نے کہا ضرار صحیح کہتے ہو علی بن ابی طالب ویسے ہی تھے جیسا تم کہتے ہو۔
معاویہ ـــــ ضرار علی کو کتنا عزیز رکھتے ہو؟
ضرار ـــــ جتنا مادر موسیٰ حضرت موسیٰ کو عزیز رکھتی تھیں اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ وہ اس سے زیادہ محبت کے مستحق ہیں، لیکن اپنی کوتاہی کے لئے خدا سے عذر خواہ ہوں۔
معاویہ۔ علیؑ کی جدائی پر کیسے صبر کیا۔؟
ضرار۔ جس طرح کسی ماں کی آغوش میں اس کے بچے کو ذبح کیا جائے تو نہ اس کے آنسو تھمتے ہیں اور نہ بے قراری میں کمی آتی ہے۔
یہ کہہ کر ضرار روتے ہوئے دربار سے نکل پڑے۔
معاویہ نے حاضرین سے کہا اگر میں مرجاؤں تو تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو میرے مرنے کے بعد اس طرح میری مدح و ثنا کرے۔
کسی درباری نے جواب دیا ہر شخص اپنے

دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔ یعنی جیسا تو ویسے تیرے ساتھی، تو خوبیوں سے خالی تو تیرے دوست بھی کمال واوصاف سے بے بہرہ

شرط دوم

کیفیت دعا کی دوسری شرط یہ ہے کہ دعا کے بعد اپنے ہاتھوں کو چہرے پر ملے چونکہ حدیث ہے۔

۵۵۰ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔
جب بھی کوئی بندہ خدا کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ بلند کرتا ہے تو خدا کو حیا آتی ہے کہ خالی ہاتھ پلٹا دے لہذا تم جب دعا کرو تو اپنے ہاتھوں کو سر وصورت پر ملا کرو۔

۵۵۱ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔
جب دعا کرتے ہو تو خدا کو شرم آتی ہے کہ خالی ہاتھ واپس کرے کچھ نہ کچھ اپنے فضل وکرم سے دے ہی دیتا ہے لہذا دعا کے بعد سر وصورت پر اپنے ہاتھوں کو ملا کرو۔
ایک روایت میں چہرہ اور سینہ پر ملنے کا حکم وارد ہوا ہے۔
حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے اپنی دعاؤں میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

۵۵۲ کبھی کوئی مانگنے والا تیرے در سے خالی ہاتھ نہیں پلٹا۔

شرط دوم

دعا کا خاتمہ صلوات پر ہونا چاہیے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب بھی تم کو خدا سے کوئی حاجت ہو اپنی حاجت سے پہلے صلواۃ بھیج لیا کرو پھر حاجت طلب کرو۔ دعا کا خاتمہ بھی صلواۃ ہی پر کرو اس لئے کہ خداوند کریم کی شان اس سے بالا ہے کہ وہ صلواۃ کو قبول کرے اور درمیان کی دعا کو قبول نہ کرے۔

شرط چہارم

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ دعا کے بعد کہا کرو۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

جس وقت بندہ اپنی دعا کو اس طرح تمام کرتا ہے تو خدا ارشاد فرماتا ہے۔

ملائکہ! میرے بندہ نے دنیا سے رشتہ توڑ کر اپنے کو میرے حوالے کر دیا ہے لہذا اس کی حاجت کو روا کرو۔

۵۵۴ ایک دوسری حدیث میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

اگر تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی دعا مستجاب ہو جائے تو خاتمہ دعا پر کہے۔

مَا شَاءَ اللّٰهُ اِسْتِكَانَةً لِلّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ تَضَرُّعًا اِلَى اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ تَوَجُّهًا اِلَى اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

ترجمہ: خدا کی جو مرضی ہو میں اس کے سامنے خاضع

وذلیل ہوں، خدا جو چاہے میں اسی سے التجا
کرتا ہوں، خدا کی جو رضا ہو اس ذات علی وعظیم کے
علاوہ کوئی طاقت وقدرت نہیں رکھتا۔

شرط پنجم

دعا کے بعد کی زندگی کو گناہوں سے بچانا چاہیئے چونکہ دعا کے بعد گناہ کرنے سے دعا قبول نہیں ہوتی حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کی دعاؤں میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

۵۵۵ خدایا! جو گناہ میری دعا اور آرزو کو مستجاب ہونے سے مانع ہیں ـــ اس کے لئے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔

ابن مسعود کا بیان ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۵۵۶ ★ گناہ سے بچو، گناہ نیکیوں کو محو کر دیتا ہے۔
★ گناہ سے اس کی علمی استعداد گھٹتی ہے۔
★ گناہ کی وجہ سے انسان نماز شب کی سعادت سے محروم رہتا ہے۔
★ گناہ آدمی کی روزی کو جو اُس تک بآسانی پہنچنے والی ہوتی ہے اس کو پہنچنے نہیں دیتا۔

پھر حضرت نے اس آیۂ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔

ہم نے ان کو اسی طرح آزمایا جس طرح باغ والوں
کو آزمایا تھا جب انھوں نے قسم کھالی تھی کہ صبح پھل

توڑلیں گے۔

۵۵۷ پروردگار عالم نے زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا اے اولاد آدم۔ جب تم مجھ سے لجاجت وعاجزی سے سوال کرتے ہو تو میں تم کو اپنے علم کی بنیاد پر وہ عطا کرتا ہوں جو تمہارے فائدے کا سبب ہو لیکن جب تم ہماری ہی عطا کو ہماری نافرمانی میں صرف کرتے ہو تو تمہارے گناہوں کو برملا کر دیتا ہوں پھر تم مجھ سے دعائیں کرنے لگتے ہو تمہاری دعاؤں کے بعد تمہارے گناہوں کی پردہ داری کرتا ہوں۔

اے اولاد آدم! میں تمہارے ساتھ کیا اچھے سلوک کرتا ہوں اور تم میرے ساتھ کیسی بدسلوکی کرتے ہو

کہیں ایسا نہ ہو کہ تم سے ہمیشہ کے لئے ناراض ہو جاؤں

۵۵۸ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک وحی آئی۔

گناہگاروں سے دھوکہ نہ کھانا وہ میری دی ہوئی روزی کھاتے ہیں اور میری ہی مخالفت کرتے ہیں اسکے باوجود انکی حاجت روائی کرتا ہوں لیکن پھر اسی طرح گناہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ کیوں سرکشی کر کے مجھے غیظ و غضب پر ابھارتے ہیں۔

میری ذات کی قسم ایسا پکڑوں گا کہ میرے علاوہ زمین و آسمان میں کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔

۵۵۹ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

بندہ جب خدا سے دعا کرتا ہے تو وہ دیر سویر اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے لیکن جب اسی درمیان بندہ گناہ

کر بیٹھتا ہے تو خدا ملائکہ دعا کو حکم دیتا ہے کہ ان کی حاجت کو روانہ کرو اس نے مجھے ناراض کیا ہے۔

آثار گناہ

حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے اپنی دعاؤں میں مختلف گناہوں کا تذکرہ فرمایا ہے اور خدا سے پناہ کے خواہاں ہوئے ہیں

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے ارشاد میں گناہوں کے آثار کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

۵۶۰ جو گناہ نعمتوں کو الٹ پلٹ کر دیتا ہے اس کی بھی ایک طولانی فہرست ہے۔

ظلم

اچھی باتوں کا عادی ہو کر پھر ترک کر دینا، کفرانِ نعمت، کرنا اور شکر نہ کرنا ظلم ہے۔

خود قرآن فرماتا ہے۔

خدا کسی قوم کے حالات کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے کو تبدیل نہ کرے۔ رعد ۱۱

قتل

جن گناہوں کے ارتکاب کے بعد انسان ہمیشہ نادم

رہتا ہے ان میں ایک قتل ہے جس کا تذکرہ اللہ نے قصۂ قابیل میں کیا ہے جب وہ جناب ہابیل کو قتل کرنے کے بعد دفن نہ کر سکا۔ فاصبح من النادمین مائدہ ۳۱

صلہ رحم۔ امکان کے باوجود صلہ رحم نہ کرنا

تاخیر نماز۔ بلا عذر نماز کو تاخیر سے پڑھنا۔

وصیت کئے بغیر مر جانا، رد مظالم یعنی جن لوگوں کے حق ضائع کئے ہیں اسے ادا نہ کرنا، جان کنی تک زکوٰۃ ادا نہ کرنا۔

★ جن گناہوں سے نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں۔

انسان خدا کو پہچانتے ہوئے گناہ کرے، لوگوں پر برتری جتائے، اور ان کا ہنسی مذاق اڑائے۔

★ وہ گناہ جس سے برکت گھٹ جاتی ہے۔

دوسروں سے اپنی غربت کا تذکرہ کرنا اور اپنی ضرورت کو بیان کرنا۔

نماز عشاء و صبح کے وقت سونا یعنی ادا نہ کرنا، خدا کی نعمتوں کو حقیر سمجھنا، خدا کا دوسروں سے شکوہ کرنا۔

★ وہ گناہ جس سے انسان بے آبرو ہو جاتا ہے

شراب خوری کرنا، جوا کھیلنا، لوگوں کو ہنسانے والا کام کرنا ضرورت سے زیادہ ہنسی مذاق کرنا، لوگوں کے عیب کو بیان کرنا بداعمال اور بدعقیدہ لوگوں کیساتھ

اٹھنا بیٹھنا۔

★ وہ گناہ جس سے بلائیں آتی ہیں

مدد مانگنے والوں کی مدد نہ کرنا، مظلوم کی حمایت نہ کرنا، نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کے مواقع کو ضائع کر دینا۔

★ جن گناہوں سے دشمنوں کو کامیابی ملتی ہے۔

علی الاعلان گناہ کرنا، کھلم کھلا ظلم کرنا، حرام حلال کا فرق مٹا دینا، نیکوکاروں سے سرکشی کرنا، کمینوں اور گمراہوں کی اطاعت کرنا

★ وہ گناہ جو عمریں گھٹا دیتے ہیں۔

قطع رحم، بے جا قسم، جھوٹ، زنا، مسلمانوں کو کار خیر سے روکنا نا اہلی کے باوجود اپنے کو رہبر منوانا۔

★ وہ گناہ جو نا امیدیاں پیدا کرتے ہیں۔

پروردگار عالم کے لطف و کرم سے مایوس ہونا، غیر خدا پر بھروسہ رکھنا، خدا کے وعدوں پر یقین نہ کرنا۔

وہ گناہ جس سے ماحول میں ظلم کا بول بالا ہوتا ہے۔

جادو، پیشین گوئی، ستاروں پر بھروسہ رکھنا قضا و قدر الٰہی کو جھٹلانا، عاق والدین ہونا۔

★ وہ گناہ جو رسوا کرتے ہیں

ادا نہ کرنے کی نیت سے قرض لینا، آمدنی سے زاید خرچ کرنا، اہل و عیال اور قرابتداروں کے نان

ونفقہ میں بخل کرنا بداخلاقی کرنا، مصیبتوں پر پریشان و بے قرار ہوجانا، دینداروں کو ذلیل کرنا۔
وہ گناہ جس سے دعائیں رد کردی جاتی ہیں۔
بدگمان ہونا، بد باطن ہونا، دوستوں کے ساتھ منافقت کرنا، دعوت رد کرنا، نماز کو اس قدر تاخیر سے ادا کرنا کہ وقت نکل جائے۔

مباہلہ

اگر سامنے والا حق کو نہ مانے تو دینداروں کو اثبات حق کے لئے مباہلہ کا حکم دیا گیا ہے۔ جس کے لئے خاص وقت اور مخصوص انداز حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے بیان فرمایا ہے۔

۵۶۱ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔
حتی الامکان مباہلہ صبح صادق سے طلوع آفتاب کے درمیان کرنا چاہئے۔

مباہلہ کیسے کیا جائے اسکا ذکر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور ابی مسروق کے سوال جواب میں ملتا ہے۔
ابی مسروق۔ سیدی جب آیہ مبارکہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے آپ حضرات کی ولایت آپ کے مخالف کے سامنے پیش کرتا ہوں

تو وہ کہتا ہے یہ آیت ان سرداروں کی اطاعت کا تذکرہ کر رہی ہے جن کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر اسلامی کی سربراہی پر مامور کیا تھا۔

میں نے فوراً دوسری آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ۔ کو پیش کیا تو اس نے کہا اس آیت میں اللہ نے مخصوص ائمہ کی اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے بلکہ عام مومنین کی اطاعت کا حکم صادر فرمایا ہے۔

جب میں نے اس کے سامنے تیسری آیت قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی پیش کی تو اس نے کہا یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب والوں کا تذکرہ کر رہی ہے قرابتداروں کا نہیں۔

ابی مسروق کہتے ہیں جب میں نے یہ سب حضرت کو سنا دیا تو آپ نے فرمایا۔

۵۶۲ اِذَا کَانَ لَکُمْ ذٰلِکَ فَادْعُھُمْ اِلَی الْمُبَاھَلَۃِ

جب کبھی ایسا موقع آن پڑے مدمقابل کو مباہلہ پر مجبور کرو۔

میں نے حضرت سے کہا مباہلہ کیسے کیا جاتا ہے؟

حضرت نے فرمایا۔

تین دن تک خود اپنے نفس کی اصلاح کرو۔

پھر تم دونوں صحرا میں جاؤ اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر مضبوطی سے پکڑ لو اور

کہو۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنْ کَانَ اَبُوْمَسْرُوْقٍ جَحَدَ حَقًّا وَدَعٰی بَاطِلًا فَاَنْزِلْ عَلَیْہِ حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ اَوْعَذَابًا اَلِیْمًا

اے اللہ تو سات زمین و آسمان کا رب ہے، ظاہر و باطن سے باخبر ہے، اور خدائے رحمان ورحیم ہے۔ اگر ابو مسروق حق کا انکار کر رہا ہے یا باطل کا مدعی ہے تو آسمانی تیر اس پر آن پڑے یا دردناک عذاب میں مبتلا ہو۔

پھر سامنے والے کے لئے بد دعا کرتے ہوئے کہو۔

اِنْ کَانَ ... مقابل والے کا نام ... جَحَدَ حَقًّا وَّادَّعٰی بَاطِلًا فَاَنْزِلْ عَلَیْہِ حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ اَوْعَذَابًا اَلِیْمًا۔

اگر فلاں نے ..... حق کا انکار کیا ہے اور باطل کا مدعی ہے تو آسمان سے اس پر تیر یا دردناک عذاب نازل فرما۔

پھر حضرت نے فرمایا۔

اگر تم نے ایسا کیا تو فوراً عذاب الٰہی آئے گا۔ میں نے کبھی بھی کسی میں جراءت نہ پائی کہ اس کو میں نے مباہلہ کے لئے بلایا ہو اور اس نے قبول

کیا ہو۔

نوٹ

۱۔ ابو مسروق کہتے ہیں شاید اصلاح نفس کی جگہ حضرت نے مزید فرمایا تھا تین دن روزے رکھو اور غسل کر کے مباہلہ کے لئے جاؤ۔

۲۔ ابن عباس کہتے ہیں پنجوں کو پکڑنے کے بعد کھول دینا چاہیئے پھر پکڑ کر امامؑ کی بتائی نفرین کو زبان پر جاری کرنا چاہیئے۔

دعا کے شرائط و اداب واضح ہو جانے کے بعد ایک اہم خطرے کی طرف بھی اشارہ ضروری ہے وہ ریا و خود پسندی ہے یہ دونوں چیزیں اللہ کے غضب اور اعمال کے برباد ہونے کے سبب ہیں۔

ریا

ریا ضمیر میں چھپے ہوئے شرک کی غمازی کرتا ہے ریاکار بظاہر خدا کی اطاعت و بندگی کرتا ہے لیکن درحقیقت عمل کے ذریعہ عوام کے دلوں میں اپنی قدر و منزلت بڑھانا چاہتا ہے تاکہ اس طرح لوگ اس کے گرویدہ بنے رہیں۔

۵۶۳۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھی وہ مشرک

ہے۔

پھر حضرت نے اس آیۂ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔
اے رسول آپ کہہ دیجئے میں صرف شکل وصورت میں تمھارے جیسا ہوں ورنہ مجھ پر وحی آتی ہے تمھارا رب وحدہ لاشریک ہے لہٰذا جو بھی جمال الٰہی سے ملنا چاہتا ہے وہ عمل صالح کرے اور کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بنائے۔
(کہف آیت ۱۱۰)

۵۶۴۔ یہ ارشاد بھی حضرت ہی کا ہے۔
میں بہترین شریک ہوں جس نے اپنے کاموں میں میرے علاوہ کسی اور کو شریک کیا۔ یعنی کسی کو دکھا کر عمل کیا تو اس کا عمل اکارت ہے چونکہ میں اپنے مخلصین کے عمل کو قبول کرتا ہوں۔

۵۶۵۔ یہ حدیث بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔
میری خوشنودی کے لئے کئے جانے والے عمل میں اگر کسی نے کسی اور کو شریک کیا تو مجھے ایسے عمل کی ضرورت نہیں۔ اس عمل کو اسی انسان کو دیدیتا ہوں جسے دکھا کر انجام دیا گیا تھا۔

۵۶۶۔ پھر فرمایا۔
ہر عمل کی ایک روح ہوتی ہے جب تک بندہ خدا

کیلئے انجام دینے والے عمل پر دوسروں کی تعریف و توصیف کا خواہاں رہے گا حقیقت اخلاص تک نہیں پہنچ سکتا۔

عزیزو!

چونکہ دعا عبادت ہے لہذا اس میں کہیں سے ریا شامل ہونے نہ پائے بہتر ہے سب سے الگ تھلگ گوشہ و کنار میں خدا سے دعا کی جائے، اور اگر عوامی جگہوں پر دعا کا اتفاق ہو جائے تو "اخلاص" کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ سچے مخلص وہی لوگ ہیں جن کے لئے خلوت و جلوت کا کوئی فرق نہیں ہوتا، یہ کمال اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک بندہ معرفت کے اِن مراحل سے نہ گذر جائے۔

★ ہر چیز خداوند عالم کے قبضہ و قدرت میں ہے

★ انسان بے بس و بے چارہ ہے۔

★ انسانی ضمیر کا ربط خدا سے ہے اس کو کبھی غیر خدا کی خوشنودی کے لئے مردہ نہیں کرنا چاہئے۔

جب یہ جذبہ انسان میں زندہ ہوتا ہے تب اس کے لئے صحن خانہ و صحن مسجد میں کوئی فرق نہیں ہوتا شاید اسی طرف حضرت نے ارشاد فرمایا ہے

۵۶۷۔ اے ابوذر! مرتبہ فقاہت پر وہی پہنچتا ہے جو عوام کی موجودگی اور عدم موجودگی سے متاثر نہ ہوتا ہو۔ اس کا عمل خلوت و جلوت میں یکساں ہو۔

فقیہ جب اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اپنے کو

سب سے پست و حقیر تصور کرتا ہے۔

۵۶۸۔ حضرت باری تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اب جب مناجات کے لئے آنا تو کسی ایسے کو ہمراہ لانا جس سے اپنے کو بہتر تصور کرتے ہو۔

جناب موسیٰ جس کسی کو دیکھتے ہمت نہ ہوتی کہ اس سے فرماتے میں تجھ سے بہتر ہوں تھک ہار کر جانوروں میں کسی ایسے جانور کو ڈھونڈنے لگے جو ان سے پست و حقیر ہو لیکن کوئی جانور ایسا دکھائی نہ دیا جس کے لئے وہ یقین سے کہہ سکتے ہوں کہ میں اس سے بہتر ہوں۔

آخر ایک بار خارش زدہ کتے کے پاس سے گذرے اس کے گلے میں پھندہ ڈالا اور مقام مناجات پر لے جانے لگے لیکن آدھے راستہ میں کچھ سوچ کر آزاد کر دیا۔

خطاب الٰہی ہوا۔ موسیٰ! کسی کو لائے؟

معبود کوئی ملا نہیں۔

خطاب الٰہی ہوا موسیٰ اگر کسی ایک کو بھی اپنے ہمراہ لاتے تو نبوت سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔

ریا کے خطرے

جو کام دوسروں کو دکھانے کے لئے آدمی کرتا ہے اس میں ریا شروع ہی سے پائی جاتی ہے ایسا عمل فقط

ثواب نہیں رکھتا بلکہ عمل کرنے والا گناہگار بھی ہوتا ہے چونکہ مفہوم قربتہً الی اللہ کی مخالفت ہوتی ہے۔ اسی کی طرف حدیث میں اشارہ ہے۔

۵۶۹ - اَلرِّیَا شِرْکٌ خَفِیٌّ - ریا چھپا ہوا شرک ہے۔

ہر خدا رسیدہ کو چاہیئے حتی الامکان اپنے کو ریا سے بچاتا رہے دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ دعا میں کبھی دکھاوا کرتے ہیں۔

★ دعا عبادت ہے اللہ نے اس کا حکم دیا ہے لہذا دعا کرتے وقت یہ عزم وارادہ ہو کہ حکم خدا پر عمل کر رہا ہے اگر اس تصور کے ساتھ کسی نے دعا کی تو وہ دہرے اجر کا مستحق ہے۔

ا - حکم خدا پر عمل کا ثواب پائے گا

ب - ریا سے بچنے کی صورت میں جہاد بالنفس کے عظیم مرتبہ پر فائز ہوگا۔

دکھاوے کی دعا سے بہتر ہے کہ آدمی دعا ہی نہ کرے اگرچہ یہ اقدام بھی اچھا نہیں ہے چونکہ دعا قبول ہو یا نہ ہو خود دعا عظیم ثواب رکھتی ہے اور جب انسان کسی ثواب سے محروم ہوتا ہے تو ابلیس خوش ہوتا ہے لیکن یہ خسارہ ریا کی لعنت سے تاہم غنیمت ہے۔

★ بسا اوقات دعا کرنے والا دعا کو شروع تو اخلاص سے کرتا ہے لیکن درمیان میں دکھاوے کا جذبہ

پیدا ہو جاتا ہے۔ جب کبھی یہ کیفیت پیدا ہو دعا کو اسی جگہ ختم نہیں کرنا چاہیئے بلکہ کوشش یہ کرنا چاہیئے کہ خلوص باقی رہ جائے اور خلوص اسی وقت باقی رہ سکتا ہے جب ریا کے نقصانات اور خطرات پیش نظر ہوں۔

روایت بتاتی ہے ریاکاری ابلیس کے حملوں میں سے ایک حملہ ہے سب سے پہلے ابلیس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ انسان عمل خیر کی طرف راغب نہ ہو۔ جب اپنی کوشش میں ہار جاتا ہے تو پھر دکھاوے کا جذبہ زندہ کرتا ہے اور کہتا ہے چونکہ تیرا عمل خلوص نیت کے ساتھ انجام نہیں پایا لہذا ضائع و برباد ہے لہذا اس غیر مقبول عمل کو ترک کر دینے ہی میں فائدہ ہے۔

یہ سب ابلیس کی چالیں ہیں جسے وہ انسانوں کو بدعمل بنانے کے لئے اپناتا رہتا ہے۔

جو لوگ ریا کے خوف سے عمل کو چھوڑ دیتے ہیں ان کی مثال اس انسان کی ہے جس سے اس کے بڑے نے کہا ہو کہ گیہوں میں سے جو کو علیحدہ کرو، لیکن وہ یہ کہہ کر کام نہ کرے کہ ہو سکتا ہے صاف نہ کر پاؤں۔ اس خیال سے فقط یہ نہیں کہ اس نے گیہوں کو صاف نہیں کیا بلکہ اپنے بڑے کی نافرمانی کا مرتکب بھی ہوا۔

خوف ریاکاری سے اصل عمل کو ترک کرنے والوں کی حیثیت بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔

بالفرض اگر کسی نے ریاکار کہہ بھی دیا اور عمل کرنے والے کے دل میں ریا و دکھاوا نہ ہو تو ایسا شخص روئے زمین والوں میں گمنام و پست ہو لیکن آسمان والوں میں اس کے اخلاص کا چرچا ہوتا ہے، ایسے ہی افراد کے لئے سرکار حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

۵۷۰۔ اللہ کے محبوب ترین بندے وہ گمنام افراد ہیں جو متقی ہیں اور چھپ کر عمل انجام دیتے ہیں۔

ریا کے خوف سے عبادت نہ کرنے والے شیطان کے جھانسے میں ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو اندازہ ہو گا کہ ریاکاری سے فرار کرنے والے خود ریا کے دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔

اس خیال سے عبادت کا چھوڑنا کہ لوگ ریاکار کہیں گے اس کی سب سے پہلی خرابی تو یہ ہے کہ ریاکار مومنین کی طرف سے بدگمان ہوتا ہے اور بدگمانی گناہ کبیرہ ہے اور دوسرا بڑا خسارہ یہ ہے کہ ریاکاری کی تہمت سے بچنے کے لئے ریاکار اللہ کی اطاعت و بندگی کو چھوڑ دیتا ہے اور تیسرا الزام اس پر یہ عاید ہوتا ہے کہ وہ لوگوں میں بے عمل ولامذہب مشہور ہوتا ہے۔

اب پتہ چلا ریاکار جس انداز کو اپنے لئے بہتر تصور کر رہا تھا وہ درحقیقت شیطانی وسوسہ تھا۔

انسانوں کو بے عمل بنانے کے لئے شیطان طرح

طرح کے حربے اختیار کرتا ہے جب بھی اسے کسی محاذ پر چوٹ لگتی ہے تو وہ فوراً دوسرے کمین سے انسان پر حملہ آور ہوتا ہے وہ کبھی بندۂ مومن کے ضمیر کی آواز بن کر اس سے کہتا ہے کہ مثلاً نماز شب نہ پڑھو ہو سکتا لوگ تم کو ریا کار کہیں مفت میں تمھاری وجہ سے ایک خدا کا بندہ گناہ میں مبتلا ہو گا لہذا تمھارے مثلاً نماز شب ترک کرنے سے ایک بندۂ مومن، بدگمانی سے بچ جائے گا یعنی تم نے نماز شب نہ پڑھ کر ایک انسان کو گناہ سے بچا لیا ——— اور جس نے کسی مومن کو گناہ سے بچایا یہ خود عظیم عبادت ہے بلکہ ہو سکتا ہے عبادت سے جو اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے اس سے یہ نیکی زیادہ وزن رکھتی ہو۔

عقلمندو! یہ تمھارے ضمیر کی آواز نہیں ہے بلکہ شیطان کا وسوسہ ہے، اس کے پینتروں میں سے ایک پینترا ہے۔

شیطان کی اس مشفقانہ نصیحت کو بھانپنے اور اس سے بچنے کے لئے خوب سوچ سمجھ کر قدم بڑھانا چاہیئے وہ عبادتوں سے روکنے کے لئے سب سے پہلے آدمی میں سستی، کاہلی، ٹال مٹول پیدا کرتا ہے اور جب اس کا یہ حربہ کارگر نہیں ہوتا تو پھر مخلص و خیر اندیشی کے روپ میں وسوسے ایجاد کرتا ہے۔

جب آدمی ایسے وسوسوں سے مغلوب ہو جاتا ہے تو شیطان کو اس پر مزید اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کا موقع

ملتا ہے پھر رفتہ رفتہ وہ ذکر خدا سے دور کر دیتا ہے۔
شیطان کے غالب آنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان ثواب کے اس عظیم فائدے سے بے خبر ہے جس کو آخرت میں پانے والا ہے اگر اس کی عظمت سے باخبر ہوتا تو کبھی شیطان کے بہکانے میں نہ آتا اس کی واضح مثال منافع دینا ہے اگر کہیں دنیاوی فائدہ ہو اور شیطان وسوسے ایجاد کر کے روکنے کی کوشش کرے تو وہ ہر قیمت پر شیطان کی مخالفت کرے گا اور اس فائدہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دے گا۔

عزیزو! جب انسان کا فائدہ کہیں خطرے میں پڑتا ہے تو وہ برسوں کے جگری دوست سے رابطہ توڑ لیتا ہے اور دشمن سہی اگر اس سے کام بنتا دکھائی دیتا ہے تو دوستی کا ہاتھ بڑھا لیتا ہے۔

آخرت کا فائدہ بھی ایسا فائدہ ہے جس کو مقدم کرتے ہوئے ہر دوستی کو ختم کیا جا سکتا ہے اور ہر طرح کے بہکاوے سے اپنے کو بچایا جا سکتا ہے۔

دنیوی فائدہ سے محرومی چند روزہ ہے لیکن اخروی فائدے سے محرومی کا نقصان ہمیشہ کے لئے ہے۔

لہٰذا پابندی دین میں خود انسان کو فائدہ ہے اور شیطان کی شکست و ذلت، اور ہو سکتا ہے اُس کے

عمل کو دیکھ کر کوئی دوسرا بھی مذہبی ہو جائے تو مزید ثواب کا مستحق ہوگا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے اگر کسی نے کار خیر کی بنیاد رکھی تو بانی کو وہی اجر و ثواب ملے گا جو عامل کو ملتا ہے۔

ایک حدیث میں حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے فرمایا۔

۵۷۱۔ عقلمند وہ ہے جو نہ دکھاوے کے لئے عبادت کرے اور نہ شرم و حیا کی وجہ سے چھوڑ دے۔

شیطان کی ایک اور مہین چال ہے وہ مومنین کو اس طرح سے بھی بہکاتا ہے۔

خیر و خیرات، طاعت و بندگی کو چھوڑو کہیں ایسا نہ ہو اس ذریعہ سے تمہاری شہرت ہو جائے در انحالیکہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ لوگ ہیں جو گمنام اور چھپ کر زندگی گذارتے ہیں۔

لہذا اس طرح کے خیالات کے آنے پر بہت ہوشیاری سے حقیقت کو محسوس کرتے ہوئے ابلیس کی گرفت سے اپنے کو بچانا چاہیئے ورنہ اگر اسے ذرا سا بھی راستہ مل گیا تو مزید اپنا بسیرا بنالے گا۔

لہذا ہمیشہ دل کو خدا سے جوڑ دینا چاہیئے اگر خدا سے گہرا رشتہ ہو گیا تو پھر دنیا جانے یا نہ جانے مومن کی صحت پر

کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اور اگر اخلاص سے خدا کے لئے کسی نے عمل کیا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ خدا اسے شہرت نہ دے چونکہ خود اس کا ارشاد ہے۔

عَلَیْكَ سَتْرُہٗ وَعَلَیَّ اِظْھَارُہٗ

تمہارا فریضہ ہے کہ عمل کو چھپا کر کرو، میری ذمہ داری ہے کہ اس کو عام کروں۔

کبھی یہ بھی نہیں سوچنا چاہئے کہ اخلاص حقیقی ایک سخت مرحلہ ہے چونکہ اس مرتبہ تک پہنچنا آسان نہیں ہے لہٰذا ایسے عمل کے کرنے کا فائدہ ہی کیا ہے جس میں کوئی خلوص نہ ہو؟

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہمیت اخلاص کی طرف اشارہ بھی فرمایا ہے۔

بندہ حقیقت اخلاص پر فائز ہو ہی نہیں سکتا جب تک خدا کے لئے کئے گئے عمل پر لوگوں کی تعریف کا خیال دل سے نہ نکال دے۔

ایسے خیالات و تصورات فریب نفس سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتے۔

خدا سے لو لگائے رہنا چاہئے اگر اس نے توفیق عمل دی تو جذبہ اخلاص بھی یقیناً عطا کر دے گا۔

آیت آئی

بہت سے لوگ وہ ہیں جو خدا کی خاطر عمل انجام دیتے ہیں لیکن جب دوسروں کو اس کی اطلاع ہوتی ہے تو تعریف کرتے ہیں، یہ تعریف عمل کرنے والے کو بھلی لگتی ہے شاید ہی دو چار ایسے ہوں جن کو تعریف ناپسند ہو۔ ایسا ہی ایک واقعہ زمانہ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

ایک شخص نے حضرت سے کہا میں خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہوں قرابتداروں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں میرا مقصد صرف اور صرف خدا کی خوشنودی ہے لیکن جب وقت لوگوں کو اس کی خبر ہوتی ہے میری تعریف کرتے ہیں مجھے لوگوں کی یہ تعریف اچھی لگتی ہے۔

حضرت نے آنے والے کی بات کو سنا اور کچھ نہ کہا کچھ دیر بعد یہ آیت آئی۔

اے رسولؐ آپ فرمادیں میں ظاہری اعتبار سے تمہارے جیسا ہوں لیکن مجھ پر وحی آتی ہے بلاشبہ تمہارا پروردگار ایک ہے جو بھی صفات الٰہی کے دیدار کا خواہاں ہے عمل صالح کرے اور اپنی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

گویا آیۂ کریمہ نے واضح کر دیا عبادت رب کو ہر طرح کے شرک و شکت سے مبرّیٰ ہونا چاہئے۔

لیکن ایک نکتہ ذہن نشین کرنا چاہئے عوامی تعریف ہمیشہ مذموم نہیں ہے بلکہ اگر کسی نے حقیقتاً خدا کی خاطر

عبادت کی اور وہ عوام میں عام ہوگئی تو اس جگہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ چونکہ میں نے خدا کے لئے عبادت کی تھی لہذا خدا ہی نے اسے برملا کیا ہے چونکہ وہ ۔ مَن اظھر الجمیل وستر القبیح خوبیوں کا ظاہر کرنے والا اور برائیوں کی پردہ پوشی کرنے والا ہے ۔

بذریعہ وحی اس نے فرمایا ۔

۵۷۲ ۔ عمل صالح کو چھپا کر انجام دینا تمھاری ذمہ داری ہے برملا کرنا میرا کام ہے سبحان اللہ کیا لطف وکرم ہے اس نے برائی کو عام نہ کر کے رسوائی سے بچا لیا اور خوبیوں کو آشکار کر کے لوگوں میں عزت بڑھا دی ۔

ایسے موقعوں پر اگر آدمی خوش ہوتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے چونکہ یہ خوشی خدا کی دی ہوئی اس عزت وتوقیر کی وجہ سے ہے جو اس نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کی ہے ۔ قرآن نے ایسی مسرت کی اجازت بھی دی ہے ۔ لہذا ارشاد ہے ۔

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا

(یونس آیت ۵۸)

اے رسول! لوگوں سے کہہ دیجئے کہ خدا کے فضل ورحمت سے فقط خوش ہوا کرو ۔

ہر انسان کو اپنی خوبیوں کے عام ہونے کے بعد یہ نظریہ رکھنا چاہئے کہ جس طرح اس نے اس دنیا میں

اچھائیوں کو عام کیا اسی طرح قیامت میں بھی ہمارے ساتھ لطف وکرم فرمائے گا اس کی طرح حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۵۷۳۔ اللہ نے دنیا میں بندہ کے جس عمل کی پردہ پوشی کی آخرت میں بھی اسے چھپائے گا۔

اگر عابد کی کسی نے تعریف کی تو اپنی عبادت پر خوش ہونے کے بجائے اِس بات پر خوش ہونا چاہیئے کہ لوگ خدا کی پرستش کو پسند کرتے ہیں اور جو بھی خدا کی عبادت کرتا ہے اس کو عزیز رکھتے ہیں اور جو لوگ عبادت خدا سے دور ہیں ان کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔

ان تصورات کے بعد اگر آدمی اپنی عبادت پر خوش ہوتا ہے تو نہ مذموم ہے اور نہ منافی اخلاص ہے، منافی اخلاص اس وقت ہوتا جب لوگوں کی اطلاع کے بعد آدمی اپنی عبادت کو بڑھا دے اور مسرت محسوس کرے اور اگر ایسا ہے تو سمجھ لے کہ ۔ ریا ۔ کا موذی مرض پیدا ہو رہا ہے اس کے علاج کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

ریا کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ آدمی عبادت کو عوام میں مقبولیت کا ذریعہ اور بلند مرتبہ ومقام تک پہنچنے کا زینہ قرار دیتا ہے۔ یہ سوچ سارے عمل کو برباد کر دیتی ہے دفتر حسنات میں لکھی ساری نیکیاں گناہوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں عبادت گذار جنت کے بجائے جہنم کا مستحق ہو جاتا

ہے۔ ریا انسان میں اس وقت جنم لیتی ہے جب دنیا کی محبت آخرت کے تصور پر غالب آجاتی ہے آدمی خدا کی ہمیشہ باقی رہنے والی نعمت کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ نہیں لگا پاتا۔

اگر عبادت خدا کی خوشنودی کے لئے ہوگی تو ہر طرح کی دنیاداری سے پاک و صاف ہوگی۔ یاد رکھنا چاہئے۔ دنیاوی مقاصد کے لئے انجام پانے والی عبادت سے دل وضمیر مردہ ہو جاتا ہے۔

ایک سوال

اگر کسی نے خالص خدا کے لئے عمل کیا شہرت و دکھاوے سے بیزار بھی ہو، لوگوں کی تعریف کا اس پر کوئی اثر بھی نہ پڑتا ہو لیکن ان ساری باتوں کے باوجود قلب پر ایک خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہو جس کو وہ عقلاً مذموم سمجھتا ہے اور اپنے نفس کی خامی و خرابی تصور کرتا ہے ——— تو کیا ایسی حالت کو بھی ریا سے تعبیر کیا جائے گا؟

جواب

اللہ نے انسان کو اس کی طاقت کے بقدر مکلف فرمایا ہے شیطان بہر حال اس کو ورغلاتا رہتا ہے تقریباً یہ ناممکن ہے کہ آدمی شیطان کے وسوسے سے بچ جائے، لہٰذا اعضاء و

جوارح کے عمل پر تو انسان کا زور چل جاتا ہے لیکن خیالات کے طوفان سے اپنے کو بچا لے یہ انسان کے بس کی بات نہیں اسی لئے حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۵۷۴۔ اللہ ہماری امت کے دلوں میں پائے جانے والے خیالات کی باز پرس نہیں فرمائے گا جب تک کہ زبان و عمل سے اس کا اظہار نہ کر دے۔

یہ صحیح ہے کہ خدا مواخذہ نہیں فرمائے گا لیکن جب آدمی دلیل عقلی و نقلی سے ہر کام کی اہمیت کا جائزہ لے گا تو خود بخود شیطانی خیالات سے بچ جائے گا جو ریا کی طرف لے جاتے ہیں اور جہاں سے نفس امارہ کو حکمرانی کا موقع ملتا ہے۔

ریا کا علاج

ریا سے چھٹکارا اخلاص کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے اخلاص یعنی آدمی کا ظاہر و باطن ایک ہو۔

کسی نے کسی سے کہا کہ اپنے کاموں کو ظاہر بظاہر انجام دو اس سے پوچھا کہ اس کے معنی کیا ہوئے تو کہنے والے نے کہا کہ اگر تمہارے کاموں سے لوگ باخبر ہو جائیں تو تم کو شرم نہ آئے۔

درحقیقت یہ جواب حضرت امیر المومنین علیہ السلام

کے ارشاد گرامی سے اقتباس ہے

۵۷۵۔ حضرت نے فرمایا۔

وہ کام نہ کرو جس کے بعد معذرت کرنا پڑے چونکہ کار خیر کرنے والا عذر خواہی نہیں کرتا۔ چھپ کر ایسا کام نہ کرو کہ اگر کبھی عام ہو جائے تو شرمندہ ہونا پڑے۔ اور ہر اس کام سے بچو کہ اگر اس کے کرنے والوں کو وہ کام یاد دلا دیا جائے تو وہ اس کا منکر ہو جائے۔

۵۷۶۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ایمان کے اعلیٰ ترین درجہ پر وہ لوگ فائز ہیں جن کے ظاہر و باطن یکساں ہوتے ہیں نہ انھیں کسی کام کے ظاہر ہونے پر شرمندگی ہوتی اور نہ چھپے ہونے پر عذاب کا خوف ہوتا۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی کسی نے پوچھا کہ "نجات" کیا ہے تو حضرت نے فرمایا۔

۵۷۷۔ انسان وہ کام انجام نہ دے جو ظاہر بظاہر عبادت معلوم ہو لیکن اس کا مقصد لوگوں کو دکھانا ہو،

۵۷۸۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی فرمایا اللہ اس عمل قبول نہیں کرتا جس میں ذرّہ برابر ریاکاری ہو۔

۵۷۹۔ آپ ہی نے حسب ذیل افراد کے لئے فرمایا۔

★ جو لوگ راہ خدا میں شہید ہوئے۔

★ جن لوگوں نے راہ خدا میں اپنے مال کو خرچ کیا۔
★ جن لوگوں نے قرآن حکیم کی تلاوت کی ـــــ خدا روز قیامت ان لوگوں سے فرمائے گا۔
★ تم نے میری خوشنودی کے لئے جان نہیں دی بلکہ اپنی شجاعت و بہادری کا ڈھنڈھورا پیٹنا تھا۔
★ تم نے مال اس لئے خرچ کیا تاکہ فیاض و سخی مشہور ہو جاؤ۔
★ تم نے قرآن اس لئے پڑھا تاکہ لوگ قاری قرآن کہنے لگیں۔

پھر حضرت نے فرمایا۔ ان لوگوں کو قیامت میں کوئی اجر نہیں ملے گا۔

حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۵۸۰۔ تمہارے لئے سب سے زیادہ جس چیز سے میں ڈرتا ہوں وہ ـــ شرک اصغر ہے۔

لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ "شرک اصغر" کیا ہے؟ فرمایا۔ ریا۔ قیامت کے دن جب اللہ اپنے بندوں کو اعمال کا بدلہ دے رہا ہوگا اس وقت ریاکاروں سے طنزیہ فرمائے گا جاؤ جن کو دکھانے کے لئے کام کیا ہے انھیں سے ثواب کا مطالبہ کرو شاید کچھ جزا مل جائے۔

حدیث میں آیا ہے۔

۵۸۱۔ قیامت کے دن خازن جہنم کو حکم ملے گا کہ اس شخص کو

جہنم میں لے جاؤ لیکن اس کے قدم کو نہ جلانا چونکہ اس سے چل کر مسجد میں آیا ہے اور چہرے کو بھی نہ جلانا چونکہ اس نے وضو کیا ہے اور نہ ہاتھوں کو جلانا چونکہ دعا کے لئے ہمارے سامنے بلند کیا ہے اور کثرت تلاوت کی وجہ سے زبان کو بھی نہ جلانا۔ جب خازن جہنم یہ سنے گا تو پوچھے گا کہ اے بدبخت ان ساری خوبیوں کے بعد تو نے کیا کیا کہ جہنم میں ڈالا جا رہا ہے تو یہ شخص جواب دے گا

میں نے لوگوں کو دکھانے کے لئے اعمال کئے تھے۔

موت کی سختی اور اس کے بعد کے مرحلے اگر ہمہ وقت آدمی کے سامنے رہیں تو وہ ریا کے موذی مرض سے نجات پا سکتا ہے۔

ریاکار کو خدا کے غیظ و غضب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا بھی ہوتا ہے، ایسے لوگوں کو محشر کے ہجوم میں آواز الٰہی آئے گی۔

اے خائن، ریاکار، گنا ہگار! تجھے شرم نہیں آتی کہ فانی دنیا کو اپنی عبادت کی قیمت قرار دیا، تیری نظر میں میری اہمیت انسانوں سے بھی کم تھی، تو نے اپنے کو عوام کی نظر میں بلند کرنا چاہا اور میرے غضب کو نظر انداز کر دیا۔ تو نے اپنی عبادت کو عوام میں مقبولیت اور میری دوری کا ذریعہ قرار دیا۔ افسوس تیری نظر میں مجھ سے زیادہ پست و حقیر کوئی اور نہیں تھا۔

ہر عمل کرنے والے کو عاقبت کی نکبت و بدبختی سے اپنے کو بچانا چاہیئے، ریاکاری سے ایک طرف وہ عظیم ثواب سے محروم ہوتا ہے تو دوسری طرف نامہ اعمال گناہ سے بھر جاتا ہے۔

اگر دکھاوا شامل نہ ہوتا تو جو عمل انسان نے کیا تھا اس کی جزا ایسی تھی کہ صدیقین کے مرتبہ تک پہنچ جاتا لیکن افسوس مرتبہ تو درکنار جہنم کے آخری حصہ میں پہنچ گیا۔

اس ریا نے ہمیشہ کی حسرت و ذلت کو مقدر بنا دیا، یہ ایسی خطا و غلطی ہے جسے خالق کبھی معاف نہیں فرمائیگا۔

ریاکار نے جن لوگوں کی نظر میں محبوبیت و مقبولیت حاصل کرنے کے لئے عمل کیا تھا اسی کے سامنے روز محشر خدا کے غضب کا نشانہ بنے گا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان سب کو راضی نہیں رکھ سکتا ہے کیونکہ کچھ لوگ اسی وقت دوست وہم خیال بنتے ہیں جب تک کچھ دوسروں سے بگاڑ نہ ہو جائے۔

ظاہر ہے مومن سے اختلاف خدا کی ناراضگی کا سبب ہے اور کوئی عاقل قطعاً یہ گوارہ نہیں کرے گا کہ انسان کو خوش کر کے اپنے خدا کو ناراض کرے۔

یہ بھی قابل غور نکتہ ہے جو لوگ دکھاوے کے عمل سے لوگوں کی نگاہوں میں عزت و مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اس سے ان کو کوئی فائدہ پہنچنے والا بھی نہیں ہے چونکہ

نہ انسان کسی کی عمر میں اضافہ کرسکتا ہے اور نہ کسی کی روزی بڑھا سکتا ہے نہ اس کی ضرورت کو پورا کرسکتا ہے پھر ایسے عاجز کو خوش کرنے کے لئے توانا و قادر خدا سے دور ہونا کس عاقل کو پسند ہے۔

یہی نہیں جس کو دکھانے کے لئے آدمی عبادت کرتا ہے اگر اس کو یہ خبر ہو جائے کہ فلاں آدمی مجھے دکھانے کے لئے عمل کر رہا ہے تو وہ آدمی بھی اس سے بیزار ہو جائے گا یہ تو خدا کا لطف ہے خالص عبادت کے نہ ہونے کے باوجود پردہ پوشی فرماتا ہے ورنہ ریاکاروں کا جینا دشوار ہو جائے۔

اگر انسان خالص اور خالص خدا کے لئے عمل انجام دے گا تو روایت بتاتی ہے کہ اللہ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دے گا لوگوں کی زبانوں پر اس کی اچھائی کے چرچے ہوں گے۔

۵۸۲۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے اس خیال سے کہ لوگوں میں اس کو عابد و زاہد کہا جائے خوب جی جان لگا کر عبادت کی لیکن جدھر سے گذرتا لوگ کہتے اس کی ساری عبادت دکھاوے کی ہے۔

ایک دن وہ ان باتوں سے متاثر ہو کر اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور عہد کیا کہ اب خدا کے لئے عبادت کریں گے۔ جیسے ہی نیت بدلی اور خدا کے لئے عبادت کرنا شروع کی جدھر سے

گذرتا لوگوں نے کہنا شروع کیا۔ یہ شخص خدا رسیدہ پرہیزگار اور متقی ہے۔

اسی حدیث سے مشابہہ پروردگار عالم کا یہ ارشاد ہے تم پر لازم ہے کہ اپنے عمل کو چھپاؤ میری ذمہ داری ہے کہ اس کو عام کروں۔

معصومین علیہم السلام نے بھی فرمایا ہے۔

اللہ جس طرح روزی تقسیم فرماتا ہے اسی طرح لوگوں کی اچھائیوں کو بھی عام کرتا ہے۔

بلاشبہ اگر انسان خدا کی نظر میں مذموم ہے تو لوگوں کی تعریفیں کسی کام کی نہیں اور اگر خدا بندے سے خوش ہے اور ساری مخلوق برا کہہ رہی ہے تو کوئی اس کا ایک بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ اسی کی طرف دوسری حدیث میں اشارہ ہے۔

۵۸۳۔ اگر کسی نے لوگوں کی تعریف کو نظرانداز کرتے ہوئے خدا کی مدح وثنا کو مقدم کیا خدا اس کی حاجتوں کا کفیل ہوجاتا ہے ایک حدیث میں اس طرح وارد ہوا ہے۔

۵۸۴۔ جس نے اپنی آخرت کو سنوار لیا خدا اس کی دنیا کو بہتر بنا دیتا ہے اور اگر کوئی اپنے اور خدا کے درمیان کے امور کو سدھار لیتا ہے تو خدا اس کے اور عوام کے درمیان مسائل کو سلجھا دیتا ہے۔

آدمی کو ہمیشہ ان کاموں کو انجام دینا چاہیے جو قیامت

کی پر ہول گھڑی میں کام آنے والے ہیں قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا ہے۔

روز قیامت نہ مال فائدہ دے گا نہ اولاد مگر وہ جو قلب سلیم کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں پہنچے (شعراء آیت ۸۸)

قیامت کے دن کوئی کسی کے بار کو نہیں اٹھائے گا قرآن نے اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

قیامت کے دن باپ بیٹے کے کام نہ آئے گا۔

(لقمان آیت ۳۳)

قیامت کے دن جب صدیقین و صلحاء میں نفسی نفسی مچی ہو گی تو اوروں کا کیا عالم ہو گا لہذا آخرت کے اس بھیانک سفر کے لئے بہترین اعمال کا توشہ لے کر پہنچنا چاہیئے تاکہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکے، سب سے زیادہ فائدہ اس عمل میں ہے جو خالص خدا کے لئے انجام دیا گیا ہو۔

اگر یوں کہوں تو بے جا نہ ہو گا کہ قیامت کے دن خالص خدا کے لئے عمل انجام دینے والے عمل کے بار کو اپنے کاندھوں پر نہیں اٹھائے ہوئے ہوں گے بلکہ عمل انسان کو اٹھائے ہوئے خدا کے حضور میں پہنچے گا۔

قرآن حکیم نے اشارہ فرمایا ہے۔

خدا متقین کو ان کے تقوے کے سبب نجات عنایت فرمائے گا کوئی برائی انہیں چھو بھی نہ سکے گی۔

(زمر آیت ۶۱)

حدیث میں اس کی طرف ان الفاظ میں اشارہ ہے

۵۸۵ - عمل روز قیامت صاحب عمل سے کہے گا مجھ پر سوار ہو دنیا میں مدتوں میں تم پر بوجھ بنا رہا پھر صاحب عمل، عمل پر سوار ہوگا اور قیامت کی دار و گیر سے باسانی نکل جائے گا۔

۵۸۶ - حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ عمل صالح انسان کے لئے جنت کو اسی انداز سے سجاتا ہے جس طرح غلام اپنے آقا کے لئے بستر درست کرتا ہے۔

پھر امام صادق علیہ السلام نے اس آیۂ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ۔

(روم آیت ۴۴)

بہر حال اگر کسی کے سامنے قیامت اور اس کی سختیاں، جنت اور اس کی نعمتیں ہوں گی وہ کبھی دکھاوے کے لئے عبادت نہیں کرے گا بلکہ دنیا اور اس کی ہر نعمت و زحمت بے حقیقت ہوگی، اس جذبہ کے بعد عبادت گذار کا قلب نور الٰہی سے جگمگا جاتا ہے، وسعت پیدا ہو جاتی ہے، زبان ذکر خدا میں مصروف رہتی ہے لطف الٰہی کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں، لمحہ بہ لمحہ خدا کی محبت دل میں بڑھتی رہتی ہے، اور انسانوں سے بیزار ہونے لگتا ہے۔

آخرکار ریا کا تصور بھی مٹ جاتا اور ایسا شخص عموماً گوشہ نشینی کی زندگی کو ترجیح دیتا ہے، حکمت کی باتیں زبان سے جاری رہتی ہیں۔

حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

۵۸۷۔ جس کسی نے چالیس روز تک خدا کے لئے کام کیا اس کا دل حکمت الٰہی کا مخزن و مرکز بن جاتا ہے جس کا اظہار زبان سے ہوتا ہے۔

۵۸۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔
کوئی مومن ایسا نہیں ہے جسے اللہ نے اس کے ایمان سے سکون قلب عطا نہ کیا ہو خواہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر ہی کیوں نہ ہو۔

۵۸۹۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے جلبی سے فرمایا۔
لوگوں سے معاشرت کرو اور پرکھو اور جب پرکھ لو گے پھر ان سے بیزار ہو جاؤ گے۔

۵۹۰۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا
جو جتنا مردم شناس ہوتا ہے اسی قدر ان سے دور رہتا ہے۔

۵۹۱۔ حضرت باری تعالیٰ نے اپنے کسی نبی سے فرمایا۔
اگر تم کل جنت میں ہمارے صفات سے قریب ہونا چاہئے ہو تو دنیا میں اس پرندہ کی طرح زندگی گذارو جو لق و دق

صحراء میں یک وتنہا رنجیدہ خاطر زندگی گذار رہا ہے
درختوں کا پھل کھاتا ہے اور جب رات ہوتی ہے انھیں پر
بسیرا کر لیتا ہے یہ پرندہ انسانوں سے خائف اور صرف
مجھ سے مانوس ہے۔

۵۹۲ - شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے
فرمایا۔
اگر کسی نے اپنی خالص بندگی کو خدا کے حضور میں
ارسال کیا اللہ بہترین حالات زندگی اس کے لئے فراہم
فرماتا ہے۔

۵۹۳ - حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔
کوئی عابد قطعاً حق بندگی ادا نہیں کر سکتا ہے
جب تک مکمل لوگوں سے کنارہ کش نہ ہو جائے ایسے لوگوں
کے لئے خداوند عالی فرماتا ہے۔
یہ عبادت صرف اور صرف میرے لئے تھی ہیں
اسے اپنے کرم سے قبول کرتا ہوں۔

۵۹۴ - حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔
کسی بندہ پر خدا کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ
اس کے دل میں غیر خدا کا تصور نہ پایا جاتا ہو۔

۵۹۵ - حضرت نے اپنے عزیز ترین صحابی ہشام بن حکم سے
فرمایا۔
اے ہشام! تنہائی کی اذیت کو برداشت کرنا عاقل

کی پہچان ہے اور جو بھی خدا کی معرفت پیدا کر لیتا ہے وہ دنیا اور اہل دنیا سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اس کی توجہ ہمیشہ خدا کی طرف ہوتی ہے تنہائی میں اللہ ہی اس کا مونس و غم خوار ہے، وہی اس کی ضرورتوں کو برطرف فرماتا ہے اور کنبہ و خاندان نہ ہونے کے باوجود عزّت و مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

اے ہشام!

علم و آگہی کے بعد مختصر عمل بھی خدا کی بارگاہ میں مقبول ہے اس کے برخلاف جہالت میں انجام دیا جانے والا زیادہ عمل بھی بے کار ہے۔

۵۹۶۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

افضل ترین عبادت اخلاص ہے۔

۵۹۷۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا۔

میں اس انسان کے ساتھ ہوں جو صرف خدا کے لئے عمل انجام دے رہا ہو اگرچہ ساری دنیا اس کے مخالف سمت کیوں نہ جا رہی ہو۔

۵۹۸۔ حضرت امام عسکری علیہ السلام نے فرمایا۔

اگر ساری دنیا سمٹ کر ایک لقمہ میں سما جائے تو میں اسے خدا کے مخلص کو کھلا کر بھی یہ خیال کروں گا کہ اس کا پورا حق ادا نہیں کیا اور اگر بھوکے پیاسے کا فر کو نہ دے کر

خود کھا جاؤں تو اس کو اسراف سمجھوں گا۔
گویا حضرت نے یہ واضح فرمایا کہ یہ ساری دنیا مخلصین کا حق ہے۔

آخری بات

خود کو چھپا کر عبادت کرنے کا عادی بنانا چاہیئے جس طرح مجرموں کو گھروں میں قید کیا جاتا ہے اسی طرح وقت عبادت گھر کے دروازے بند کر کے بندگی کرنا چاہیئے۔ خدا علیم و بصیر ہے ہر عمل پر اس کی نظر ہے لہذا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ روز قیامت یہ فرمائے کہ تمہارا عمل صرف ہمارے لئے نہ تھا بلکہ دوسری کو بھی خبر تھی کہ تم نے فلاں فلاں عمل انجام دیا

۵۹۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔
جب تم میں کوئی روزہ رکھے تو سر و صورت پر تیل لگا کیا کرے تاکہ لوگوں کو اندازہ نہ ہو سکے کہ تم روزہ سے ہو جب داہنے ہاتھ سے کوئی چیز کسی کو دینا تو بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہونے پائے، اگر نماز پڑھو تو دروازہ کا پردہ گرا دینا تاکہ لوگ دیکھنے نہ پائے یہ یاد رکھنا جو خدا روزی تقسیم کرتا ہے وہی خدا عزت و شہرت بھی عطا کرتا ہے۔

۶۰۰۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
روز قیامت تین ایسے گروہ ہوں گے جو عرش الٰہی کے زیر سایہ ہوں گے۔

ا - جن لوگوں نے خدا کے لئے دوستی کی اور خدا ہی کیلئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

ب - وہ صدقہ دینے والا جس کے صدقہ کی خبر اس کے بائیں ہاتھ کو بھی نہ ہوئی۔

ج - وہ شخص جس کو حسین و جمیل عورت دعوت گناہ دے رہی ہو لیکن وہ صرف خوف خدا کی وجہ سے اس کی دعوت گناہ کو رد کر دے۔

۶۰۱- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جد بزرگوار حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کمیل سے کہا نیکی کرو لیکن اس کی شہرت نہ ہونے دو اپنے کو چھپاؤ اور نیکی کر کے اس کو بھول جاؤ، عمل کے لئے علم حاصل کرو، خاموش رہو تاکہ بے خطر رہو۔

اچھوں کو خوش کرو، بروں سے متنفر اور اگر اللہ نے دین شناسی کی نعمت سے نوازا ہے تو پھر بے پروا ہو جاؤ کوئی تمھیں جانتا ہے یا نہیں یا تم کسی کو جانتے ہو یا نہیں

کبھی نہیں

اگر کسی عمل کو خالصتہ لوجہ اللہ انجام دیا تو مدتوں گذرنے کے بعد بھی یہ سوچتے ہوئے آشکار نہیں کرنا چاہئے کہ اب جو ثواب ملنا تھا مل گیا۔ چونکہ جب کبھی بھی انسان اپنے عمل کو عام کرے گا تو اس کے مخفی نامۂ اعمال سے

نیکیاں، دفتر ریاکاری میں منتقل کر دی جاتی ہیں اور اگر اخلاص باقی بھی ہو تو ثواب گھٹ جاتا ہے چونکہ حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے فرمایا ہے۔

۶۰۲۔ چھپا کر کئے جانے والے عمل کو آشکار عمل پر ستر گنا برتری حاصل رہتی ہے۔

۶۰۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جس نے چھپا کر نیکیاں کیں اس کا ثواب مخفی نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور جب کسی سے اس کو بیان کر دیتا ہے تو مخفی نامہ اعمال سے مٹا کر ریاکاری والے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔

فخر

انسان کی مہلک بیماریوں میں ایک بیماری فخر ہے جو اسے تباہ بھی کرتی ہے اور خدا کے غضب کا نشانہ بھی بناتی ہے۔

۶۰۴۔ حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

تین چیزیں انسان کو ہلاک و برباد کرتی ہیں۔

★ بخل شدید
★ ہوا و ہوس کی پیروی
★ فخر و غرور

۶۰۵۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا۔

گناہ، فخر و خود بینی سے بہتر ہے چونکہ اللہ نے گناہ کی قدرت انسان کو بخشی ہے لیکن غرور و نخوت کی مہلت قطعاً نہیں دی ہے۔

۶۰۶۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔

جس گناہ سے انسان رنجیدہ ہو وہ اس نیکی سے بہتر ہے جس کے بعد آدمی میں غرور پیدا ہو۔

توجہ

ذہن میں یہ خیال آنا چاہئے کہ اللہ نے گناہ کی اجازت

دیدی ہے بلکہ امام علیہ السلام نے اس تقابل سے غرور کی مذمت کو عیاں فرمایا ہے۔

۶۰۷۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔
تواضع سے زیادہ کوئی بزرگی نہیں اور غرور سے زیادہ کوئی پستی نہیں۔

۶۰۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
حضرت احدیت نے جناب داؤد علیہ السلام سے بذریعہ وحی فرمایا۔ اے داؤد!
گناہگاروں کو بشارت دو
صدیقین کو ڈراؤ
انھوں نے سوال کیا گناہگاروں کو بشارت کس چیز کی دوں اور صدیقین کو کس چیز سے ڈراؤں۔
خطاب الٰہی ہوا۔ گناہگاروں سے کہو میں توبہ قبول کرتا ہوں گناہوں کو معاف کرتا ہوں اور صدیقین سے کہو اپنی عبادت پر فخر نہ کریں کیوں کہ جو بندہ فخر کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے۔
جب آدمی نیکیوں پر اتراتا ہے ہلاک ہوتا ہے۔
حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا۔

۶۰۹ - اللہ کا ارشاد ہوا میں بندوں کی ضرورتوں کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں، ہمارے مومن بندے شوق عبادت میں گہری نیند کو تج کر بستروں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دل نہ چاہتے ہوئے بھی عبادت کرتے ہیں۔

لیکن میں ایک آدھ شب نیند کو مسلط کر دیتا ہوں وہ نماز شب نہیں پڑھ پاتا لہذا صبح کے وقت اٹھتا ہے تو خود اپنے پر ملامت کرتا ہے۔

یہ میں نے اس کے اخلاص کی وجہ سے کیا ہے اگر وہ مسلسل نماز پڑھتا ہوتا تو ذہن میں برتری کا احساس پیدا ہونے لگتا۔ یہی اس کی ہلاکت کا پیش خیمہ ہو جاتا اور اس طرح وہ اپنے کو عبادت گذاروں میں سمجھ بیٹھتا اس طرح عبادت ہماری قربت کے بجائے ہماری دوری کا ذریعہ بن جاتی ہے

مرحوم صاحب جواہر نے اس روایت کو قدرے اضافے کے ساتھ اس طرح بیان فرماتا ہے

پروردگار عالم نے فرمایا۔

ہمارے بندوں کو اپنی عبادت پر فخر و ناز نہیں کرنا چاہئے۔ پوری عمر رحمت و مشقت کے ساتھ ادا کی جانے والی عبادتوں کے بعد بھی اعتراف کرنا چاہئے کہ خدایا مجھ سے کوتاہیاں ہوئی ہیں اور یہ عبادتیں جنت کے اعلیٰ و ارفع مقامات تک نہیں پہنچا سکتیں۔ ہر عبادت کرنے والوں کو مجھ سے میرے فضل و کرم کا

مطالبہ کرنا چاہیئے، مجھ سے حسن ظن رکھنا چاہیئے اگر کسی نے یہ کیا تو میں اس کی کوتاہیوں کو نظر انداز کر دوں گا گناہوں کو بخل کر دوں گا اور مقام رضوان عطا کروں گا چوں کہ میں نے اپنا نام رحمٰن و رحیم رکھا ہے۔

۶۱۰۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جب ہمارے مومن بندے کسی نیک عمل کی توفیق کی دعا کرتے ہیں تو میں ان دعا کو قبول نہیں کرتا اس خوف سے کہ کہیں اپنی عبادت پر اترانے نہ لگے۔

۶۱۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔
اے ساتھیو! بہت سے ایسے چراغ ہیں جسے ہواؤں نے بجھا دیا اور بہت سے ایسے عابد ہیں بڑائی نے جن کی عبادتوں کو اکارت کر دیا۔

پہچان

فخر کی پہچان یہ ہے کہ آدمی اپنی نیکیوں کو بہت زیادہ تصور کرتے ہوئے خوش ہوتا ہے

ممکن ہے ذہن میں یہ خیال آئے کہ اکثر آدمی اپنی عبادت سے خوش تو ہوتا ہے لیکن اسے زیادہ تصور نہیں کرتا اور خوش بھی اس بات پر ہوتا ہے کہ اسے اللہ نے اس عبادت کی توفیق مرحمت فرمائی۔ اس طرح کی مسرت اکثر و بیشتر روزہ

رکھنے یا نماز شب ادا کرنے کے بعد انسان اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔

جواب ۔ اس طرح کے خیالات کو فخر و خود بینی نہیں کہتے خود بینی تو یہ ہے کہ انسان اپنی عبادت کو ادا کرنے کے بعد یہ سمجھے کہ حق بندگی ادا کر دیا، اس طرح کے تصورات سے نیکیاں ضائع ہو جایا کرتی ہیں، آدمی قرب الٰہی کے بجائے غضب خدا کا نشانہ بنتا ہے۔

۶۱۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔
اے سعید المستعدی سے عبادت کرو اور کبھی یہ خیال نہ آنے پائے کہ حق عبادت ادا کر دیا کیونکہ کوئی ویسی عبادت نہیں کر سکتا جس کا خداوند عالی مستحق ہے۔
بہر حال فریضہ و واجبات کی ادائیگی کے بعد دل کو جو سکون حاصل ہوتا ہے وہ قابل بیان نہیں ایسے موقعوں پر ہمیشہ خدا سے مزید توفیق کی دعا کرنا چاہئے۔

۶۱۳ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے۔
جو نیکیوں سے خوش ہوتا ہو اور برائیوں سے
کبیدہ خاطر وہ مومن ہے

۶۱۴ حضرت کا یہ ارشاد بھی ہے
وہ شخص ہم اہلبیتؑ کا چاہنے والا نہیں جو ہر روز اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرے اور اگر اچھا کام کیا ہے تو خدا

کا شکر ادا کرتے ہوئے مزید توفیق کی دعا کرے اور اگر کوئی
بُرا کام کر لیا ہو تو استغفار بجا لائے

۶۱۵- حضرت نے یہ بھی فرمایا

ہوشیار بندگان خدا! مومن تو وہ ہے جو صبح و شام
اپنے نفس کی خدمت کرے اور ہمیشہ اس کی نکتہ چینی کرے
اور کثرت عبادت پر مجبور کرے

ان لوگوں کی طرح عمل کرو جو تم سے پہلے دنیا میں
آئے اور چلے گئے، جس طرح مسافر وقت سفر خیمہ کو اکھاڑ
دیتا ہے تم بھی مسافر تصور کرتے ہوئے عمل کے لئے ہمیشہ
تیار رہو۔

علاج

خدا کا تصور اور اس کی ناراضگی کی اذیت ہی آدمی
کو خود بینی اور فخر کے مرض سے نجات دلا سکتی ہے اگر
آدمی کو یاد رہے کہ برائی و برتری سے اعمال ضائع
ہو جاتے ہیں تو پھر کبھی بھی اس مہلک مرض کو اندر پھیلنے
نہیں دے گا، ہمیشہ یہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔

★ جن اعضا و جوارح سے اس نے خدا کی عبادت
کی ہے وہ اللہ کی ملکیت ہیں۔

★ جس کھانے نے اس کو توانائی بخشی وہ خدا کی
ملکیت ہے۔

★ جن سہولتوں کے بعد اس نے عبادت کی ہے وہ خدا نے مہیا فرمائی ہے۔
★ اگر اللہ نے تندرستی نہ دی ہوتی تو عبادت کی طاقت پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔
★ برسہا برس سے صحت و تندرستی کی نعمت سے نواز رہا ہے۔

ان سارے تصورات کے بعد اگر چند گھنٹے اس کی عبادت میں گذار دیئے تو کیا اترانے اور ناز کی جگہ ہے؟ بلکہ حق تو یہ ہے احساس شرمندگی کے ساتھ کہنا چاہئے کہ خالق اس قدر نعمت و لطف کے بعد چند لمحے اور گھنٹے ہی تیری بندگی میں صرف کئے ہیں۔

۶۱۶۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی۔
داؤد! میرا شکر ادا کیا کرو۔ انہوں نے کہا خدایا تیرا شکر کیونکر ادا کر سکتا ہوں، کیونکہ شکر تو خود تیری ایک نعمت ہے جس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔
خطاب الٰہی آیا۔
داؤد تمہارا یہ اعتراف کرنا ہی شکر ہے۔

اگر انسان خدا کی تمام نعمتوں کا جائزہ لیتے ہوئے اپنی عبادت کا مقابلہ کرے تو احساس ہوگا کہ یہ عبادتیں شمہ برابر اس کی نعمتوں کا عوض قرار نہیں پا سکتیں ہیں۔
مشہور ہے ایک واعظ ہارون رشید کے دربار میں

پہنچا۔
ہارون ۔میری نصیحت کرو۔
واعظ ۔اے خلیفہ اگر سخت پیاس کے عالم میں اگر پانی نہ مل رہا ہو تو اس وقت اگر ایک جام آب خریدنا پڑ جائے تو قیمت کیا ادا کیجئے گا۔
ہارون ۔اپنی آدھی بادشاہت ۔
واعظ ۔اگر اس قیمت پر دینے والا نہ دے تو؟
ہارون ۔پوری بادشاہت دیدونگا
واعظ ۔اے ہارون جس بادشاہت کی قیمت ایک گھونٹ پانی کے برابر ہے، اس نے مجھے اس قدر مغرور کیسے بنا دیا ہے؟
کیا تم نے نہیں دیکھا —— مزدور، نگہبان، ناتوانی ... پورے پورے دن کام کرتے ہیں کبھی کبھی تو رات کا حصہ بھی کام ہی میں گذر جاتا ہے لیکن دو چار درہم سے زیادہ آمدنی نہیں ہوتی ہے —— یہ ہے دنیا اور اس کی قیمت اس کے بجائے اگر خدا کے لئے صرف ایک روزہ رکھ لیا جائے تو اس کے عوض میں فرماتا ہے۔
۶۱۷ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا ہوں۔
میں نے اپنے بندوں کیلئے وہ چیزیں آمادہ کی ہیں جسے نہ کبھی انسانوں نے دیکھا ہوگا اور نہ کبھی سنا ہوگا اور نہ دل نے کبھی اس جیسی نعمتوں کو محسوس کیا ہوگا۔
واضح ہے کہ تمام دن میں ہزاروں مشقت کے بعد انسان کو

دو رہم ملتے ہیں لیکن جب اللہ سے ربط پیدا کر لیتا ہے تو بے اندازہ نعمتوں کا مالک ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اگر شب کو نماز میں گذارا تو فرماتا ہے۔

کسی کو نہیں معلوم کہ اس کے عمل کی جزا میں اللہ نے کیسی کیسی نعمتیں چھپا کر رکھا ہے جس سے آنکھوں کو ٹھنڈک ملے گی۔ سجدہ ۱۷

یہ وہی رات ہے اگر سو کر گزار دی جاتی تو بے قیمت تھی لیکن نماز و عبادت نے رات کو کیا پر برکت بنا دیا۔ تاریکی شب کا سجدہ اس قدر محترم ہو گیا کہ خدا اپنے ملائکہ سے فخر و مباہات کرتا ہے۔

یاد رکھو۔ تم نے اگر چند لمحوں کو یاد خدا میں صرف کر دیا اور دل ہی دل میں کہا "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" تو خدا فرماتا ہے۔

مرد و عورت میں جس نے بھی عمل صالح کئے وہ مومن ہے اور جنت میں داخل ہوگا اور بے حساب رزق پائیگا

مومن ۴۰

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

جس نے "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہا اللہ اس کے لئے جنت میں درخت اگائے گا۔

اے لوگوں!

یہ لمحہ بھر کے اثرات ہیں کبھی سوچا عمر کے کتنے لمحے

ضائع و برباد ہوتے ہیں؟
نہ جانے کس قدر عمر کے قیمتی لمحات یوں ہی گذر جاتے ہیں۔
عزیزو! وقت کی قدر کرو اچھے کاموں سے غافل نہ رہو ایسے کام نہ کرو جس سے خدا راضی نہ ہو ورنہ ان نعمتوں سے محروم ہو جاؤ گے جو خدا نے تمھارے لئے مہیا فرمائی ہے۔
ہمیشہ اپنے اعمال پر نظر رکھنی چاہئے اور ناقدانہ نظر سے اپنا محاسبہ کرنا چاہئے تاکہ رحمت الٰہی سے دور نہ ہو سکو۔

۶۱۸۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
جس نے دوسروں کے بجائے خود اپنے نفس سے دشمنی کی خدا سے قیامت کے خوف عظیم سے بچالے گا۔

حدیث میں ہے۔
ایک عابد نے ستر سال تک خدا کی عبادت کی دن میں روزے رکھے راتوں میں نمازیں پڑھیں پھر خدا سے حاجت طلب کی لیکن جب اس کی مراد بر نہیں آئی تو اس نے اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ تیری غلطی ہے اگر تو نیک ہوتا تو حاجت ضرور بر آتی۔
جس وقت وہ اپنے نفس کو مخاطب کر کے یہ کہہ رہا تھا اسی وقت فرشتہ الٰہی اس تک پہنچا اور کہا۔

اے عابد! خدا فرماتا ہے تیرا اس وقت کا محاسبۂ نفس ستر سال کی تیری عبادت سے افضل ہے۔

۶۱۹- یہ بھی روایت میں ہے۔

تم میں سے جو بھی اپنی گناہوں پر شرمندہ و پشیمان ہوتے ہوئے شب بسر کرتا ہے خدا کے نزدیک اس عبادت سے بہتر ہے جس پر انسان مسرت محسوس کرتا ہے،

اے عقلمندوں! اپنی نیکیوں اور عبادتوں پر زیادہ مطمئن و مسرور نہ ہونا، ریا، دکھاوا عمل کو ضائع و برباد کر دیتا ہے۔

پرواز عمل

معاذ بن جبل کہتے ہیں میں ایک دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا حضرت نے مجھے مخاطب
۶۲۰ فرمایا پھر آسمان کی طرف سر بلند کر کے فرمایا۔

ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو ہمیشہ اپنی مخلوق میں پسندیدہ چیزوں کا حکم فرمایا ہے۔

پھر حضرت نے مجھے پکارا ـــــ معاذ

میں نے جلدی سے کہا نبیٔ رحمت و امام خیر و برکت فرمائیے۔ جب مجھے آمادہ پایا تو فرمایا معاذ میں تمہیں اس وقت وہ سنانے جا رہا ہوں جس کی خبر مجھ سے پہلے کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں دی ہے۔ میری باتوں کو یاد رکھنا

تمہارے کام آئے گی اور اگر بھلا دیا تو خدا کی حجت تم پر تمام ہے۔

اے معاذ!

اللہ نے زمین و آسمان کی خلقت سے قبل سات جلیل القدر ملک پیدا کئے اور ہر ایک کو ایک ایک آسمان پر معین فرمایا' اسی طرح آسمانوں کے سات دروازوں کے لئے سات نگہبان پیدا کئے لہذا جب ہر شام نامہ اعمال کو لکھنے والا فرشتہ مومن کے عمل کو لیکر آسمان کی طرف جاتا ہے تو پہلے آسمان کا نگہبان اس کو روکتا ہے اور کہتا ہے ٹھہرو! میں عمل کا جائزہ لے کر آگے بڑھنے دوں گا جب وہ جائزہ لے لیتا ہے تو کہتا ہے۔

اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو چونکہ یہ غیبت کرتا ہے۔ میرے رب کا فیصلہ ہے کہ ایسا عمل آگے نہ بڑھنے پائے۔

ملک عمل کو لے کر واپس آتا ہے اور دوسرے دن "عمل مومن" کو پاک و پاکیزہ بنا کر پھر پرواز کرتا ہے اور جب پہلے آسمان سے گذر جاتا ہے تو دوسرے آسمان پر مامور ملک روکتا ہے۔ اور کہتا ہے رکو ——— میں فرشتہ دنیا ہوں میری ذمہ داری ہے کہ عمل کا جائزہ لے کر تیسرے آسمان تک جانے کی اجازت دوں۔

جب ملک جائزہ لیتا ہے تو کہتا ہے۔ اس عمل کو صاحب

عمل کے منہ پر دے مارو چونکہ اس شخص نے دنیا کے حقیر و پست مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے عبادت کی ہے۔

اے معاذ!

جب بندہ مومن نمازیں ادا کرتا ہے اور صدقہ دیتا ہے تو ملک خوشی خوشی اس کے عمل کو لے کر تیسرے آسمان تک پہنچتا ہے لیکن وہاں کا محافظ روک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اس کی نماز و صدقہ کا جائزہ لینے دو۔ جائزہ لینے کے بعد کہتا ہے صاحب عمل کے منہ پر اس کو دے مارو چونکہ اس شخص نے لوگوں میں اپنی بڑائی جتانے کے لئے یہ نیکیاں کی تھیں میں "فرشتہ فخر" ہوں مجھے اللہ نے مامور کیا ہے کہ ایسے عمل کو آگے بڑھنے نہ دوں۔

پھر حضرت نے فرمایا۔

اے معاذ!

جن لوگوں نے خدا کی تسبیح کی، روزے رکھے اور اس کے گھر کا حج کیا جب فرشتہ ان اعمال کو لے کر چوتھے آسمان پر پہنچتا ہے تو وہاں معین ملک ان اعمال کو آگے بڑھنے نہیں دیتا اور روک کر جائزہ لیتا ہے پھر کہتا ہے۔

اس تسبیح و روزہ ..... کو عبادت گذار کے منہ اور پیٹ پر دے مارو چونکہ اس نے یہ سارے اعمال فخر و خود بینی کے خاطر انجام دیتے ہیں۔ میں "فرشتہ عجب" ہوں مجھے رب کا حکم ہے کہ ایسے عمل کو آگے بڑھنے

نہ دوں۔

حضرت نے فرمایا۔

پھر فرشتہ عمل بندہ مومن کی نماز و جہاد اور دو نمازوں کے درمیان انجام دی جانے والی عبادتوں، خوف خدا میں بلند ہونے والی آہوں کو اس طرح بنا سنوار کر لے جاتا ہے جیسے عروس کو آراستہ کیا جاتا ہے، عمل سے نور کی کرنیں سورج کے مانند پھوٹ رہی ہوں گی لیکن جب اس عمل کو آسمان پنجم کا ملک دیکھے گا تو کہے گا رکو مجھے جائزہ لینا ہے، جائزے کے بعد کہے گا اس عمل کو اس کے منہ پر دے مارو اس کا وبال وہ خود اٹھائے کیونکہ یہ شخص عبادت گزاروں طالب علموں اور مخلصین کو عمل کرتے دیکھتا تو حسد کرتا آج خود اس کا عمل اس پر لعنت کر رہا ہے۔ میں فرشتہ حسد ہوں میرے رب کا فیصلہ ہے کہ ایسے عمل کو آگے بڑھنے نہ دوں۔

اے معاذ جب نماز و زکوٰۃ اور حج و عمرہ کو لے کر فرشتہ چھٹے آسمان پر پہنچتا ہے تو وہاں پر بیٹھا ہوا فرشتہ بھی نامہ اعمال کے فرشتہ کو روک کر جائزہ لیتا ہے اور کہتا ہے۔ یہ عمل آگے نہیں جا سکتا ہے اس عمل کو اس کے کرنے والے کے منہ پر ایسا دے مارو کہ اندھا ہو جائے کیونکہ اس شخص کے دل میں ہمدردی نہیں تھی لہٰذا اگر کسی سے کوئی خطا و لغزش ہو جاتی تو اس کی مذمت و ملامت کرتا میں فرشتۂ رحمت ہوں۔ میرے رب کا یہ حکم ہے کہ ایسے

افراد کے عمل کو چھٹے آسمان سے آگے بڑھنے نہ دوں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاذ سے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کچھ ایسے بندے ہوں گے جن کا نامۂ اعمال فہم و فراست پاکیزہ نفسی سے بھرا ہوگا بجلی کی طرح چمک ہوگی اور بادلوں کی گرج کی طرح شور و ہمہمہ کے ساتھ تین ہزار ملک ساتویں آسمان بڑھیں گے انھیں بھی روک دیا جائے گا اور آسمان کا محافظ فرشتہ جائزہ لے کر کہے گا۔

اس عمل کو اس کے بجالانے والے کے منہ پر دے مارو چونکہ اس کا مقصد بڑے لوگوں میں نام و نمود پیدا کرتا تھا۔ میں فرشتہ حجاب ـــــ ہوں میرے رب کا حکم ہے کہ ایسے اعمال کو آسمان ہفتم سے گذرنے کی اجازت نہ دوں۔

پھر حضرت نے فرمایا۔

لیکن کچھ بندوں کے اعمال اس قدر پاک و پاکیزہ ہوں گے کہ ساتوں آسمان کے ملائکہ اس عمل کی ہمراہی کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں پہنچ جائیں گے اور خدا کے حضور میں عمل کی اچھائی کی گواہی دیں گے اس وقت ـــــ خطاب الٰہی ہوگا تم لوگ عمل کو دیکھ رہے ہو لیکن نیت سے بے خبر ہو میں اس کے اعمال کو قبول نہیں کرتا چونکہ اس نے میری رضا کے لئے عمل انجام نہیں دیا ہے میری لعنت ہو اس عمل کے کرنے والے پر اس وقت سارے ملائکہ یک زبان

ہوکر بولیں گے ہم لوگوں کی بھی لعنت ہو یہ سن کر معاذ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور حضرت سے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اخلاص کیسے پیدا کروں۔

حضرت نے فرمایا

توحید میں اپنے نبی کی پیروی کرو۔

معاذ۔ ہم اور آپ کیونکر برابر ہو سکتے ہیں۔

حضرت نے جواب دیا۔

معاذ! اپنی کوتاہیوں کے عذاب سے بچنے کے لئے قرآن کے پڑھنے والوں اور برادران مومن کی نکتہ چینی سے بچو اپنی غلطیوں کا اعتراف کرو دوسروں کے سر نہ ڈالو، دوسروں کی مذمت کرکے اپنے کو بے خطا و پارسا بنا کر پیش نہ کرو، دوسروں کو ذلیل کرکے اپنے کو باعزت نہ بناؤ، ریاکاری سے بچو، آخرت کے عمل میں قطعاً ریا و دکھاوا نہ ہو، زندگی کے ہر موڑ پر خوش زبان بنو تاکہ لوگ تمہاری بدزبانی کی وجہ سے تم سے کنارہ کش نہ ہوں اگر دو آدمی کسی بزم میں ہوں تو آپس میں سرگوشی نہ کرنا اپنی بڑائی نہ جتانا ورنہ دنیوی فائدوں سے محروم ہو جاؤ گے، لوگوں کو برا بھلا نہ کہو ورنہ جہنم کے کتے بھنبھوڑ ڈالیں گے۔ پروردگار عالم کا ارشاد ہے۔

والناشطات نشطا

کیا تم کو معلوم ہے ناشطات سے مراد کیا ہے؟
ناشطات ان کتوں کو کہتے ہیں جو جہنم میں گناہگاروں کے گوشت اور ہڈی کو کاٹ کھائیں گے۔
معاذ نے کہا بھلا کسی میں یہ صفتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔
حضرت نے فرمایا۔
ہاں اے معاذ یہ صفتیں ان لوگوں کے لئے آسان ہیں جس کے لئے خدا آسان کر دے۔
راوی کا بیان ہے کہ معاذ نے قرآن کی تلاوت سے زیادہ اس حدیث کو دہرایا۔

باب پنجم

ذکر

چونکہ اس کتاب کے ذریعہ میرا مقصد دعا کے شرائط اس کے آداب اور اہمیت کی طرف مومنین کی توجہ مبذول کرانا تھا لہذا گذشتہ صفحات میں اس کی طرف تفصیلی اشارہ کر چکا ہوں۔

لیکن مناسب سمجھتا ہوں کہ دعا کے بعد "ذکر" کا تذکرہ بھی کرتا چلوں چونکہ ذکر بھی دعا کے ہم پلّہ ہے جس طرح دعا بلاؤں کو ٹالتی اور مرادوں کو بر لاتی ہے اسی طرح ذکر بھی مشکلات دنیا کے لئے سپر اور حصول مقصد کا ذریعہ ہے۔ اس کے لئے بھی اسی انداز سے تاکید و ترغیب کی گئی ہے جس طرح دعا کے لئے وارد ہوئی ہے۔

اگر دعا کی اہمیت عقل و نقل سے ثابت ہے تو ذکر کی فضیلت و اہمیت بھی عقل و نقل سے ثابت ہے۔

عقل

کہتی ہے ہر انسان کا فریضہ ہے نعمت کے ملنے پر خالق

شکر ادا کرے۔ شکر بذات خود "ذکر" ہے ذکر کے ذریعہ بہت سے احتمالی خطرے برطرف ہوتے ہیں لہٰذا عقل کا فیصلہ ہے کہ اگر انسان آنے والے خطروں کو برطرف کرسکتا ہے تو اس کو برطرف کرے۔

روایات میں بھی "ذکر" کے ذریعہ بلاؤں کے دفع کرنے کا تذکرہ آیا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جد بزرگوار

۶۲۱۔ حضرت ختمی مرتبت کا ارشاد ہے۔

اگر کچھ لوگ کسی جگہ اکٹھا ہوں اور ان کے درمیان خدا اور رسول کا تذکرہ نہ ہو تو اجتماع قیامت کے دن ان لوگوں کے لئے حسرت و وبال کا سبب بنے گا،

اسی مفہوم کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی ادا فرمایا ہے۔

اگر کچھ لوگ کہیں جمع ہوں اور ان کے درمیان خدا اور ہمارا ذکر نہ ہو تو قیامت کے دن ان لوگوں کے لئے یہ اجتماع وبال جان بن جائے گا۔

بجلی نہیں گرتی

۶۲۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

مختلف طریقوں سے مومن کی موت واقع ہوسکتی ہے لیکن اس پر بجلی نہیں گر سکتی ہے بشرطیکہ ذکر الٰہی میں

مصروف رہو۔

آیات کہتی ہیں۔

۱۔ آپ فرمادیں خدا نے ان لوگوں کو چھوڑ دیا تاکہ تو تو "ہیں ہیں" میں مبتلا رہیں[1]۔

۲۔ اپنے رب کو دل ہی دل میں ڈرتے ڈرتے اور گڑگڑاتے ہوئے پکارو[2]۔

۳۔ تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد کروں[3]

۴۔ اے ایمان دارو! خدا کو تادیر یاد رکھو اور ہر صبح و شام اس کی تسبیح کرو[4]

حدیثوں میں "ذکر" سے متعلق بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں اختصار کے پیش نظر کچھ حدیثوں پر اکتفا کر رہا ہوں۔

۶۲۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ حضرت احدیت فرماتا ہے۔ اگر کوئی میرے ذکر کی وجہ سے دعا کرنا بھول گیا تو میں سوال کرنے والوں کو جو عطا کروں گا اس سے بہتر اسے عطا کروں گا۔

---

[1] انعام ۹۱

[2] اعراف ۲۰۵

[3] بقرہ ۱۵۲

[4] احزاب ۴۲، ۴۳

یہ تنہا حدیث ہمارے مدعا کے اثبات کے لئے کافی ہے اور اسی حدیث سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ ذکر دعا پر فضیلت رکھتا ہے اور جتنے فائدے دعا میں ہیں وہ ذکر میں بھی پائے جاتے ہیں۔

۶۲۴ اسی مضمون کی دوسری حدیث بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کی ہارون بن خارجہ نے بیان کی ہے۔

صاحب حاجت جب اپنی حاجت لے کر بارگاہ خداوندی میں پہنچتا ہے تو پہلے اس کی ثنا کرتا ہے پھر محمدؐ و آل محمدؐ پر صلواۃ بھیجتا ہے لیکن اتنی دیر میں اپنی حاجت بھول جاتا ہے ——— لیکن حضرت احدیت اس کی بھولی ہوئی دعا کو مستجاب فرماتا ہے۔

۶۲۵۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اگر عبادت کی وجہ سے کوئی شخص خدا سے دعا کرنا بھول جائے تو حضرت احدیت اس شخص کو ہر دعا کرنے والے سے زیادہ عنایت فرماتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جناب باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

۶۲۶ جس نے مجھے برسر عام یاد کیا میں بھی اسے ملائکہ کی بھری برادری میں یاد کروں گا

۶۲۷ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہی کا یہ بھی ارشاد ہے۔

ہر چیز کی ایک حد ہے جہاں پہنچ کر وہ تمام ہو جاتی ہے

لیکن ذکر الٰہی کی کوئی حد نہیں ہے۔ مثلاً اگر کسی نے خدا کی نمازیں ادا کر دیں تو اس کی حد تک پہنچ گیا۔ رمضان المبارک کے روزوں کو ادا کیا اور حج کے مناسک بجالایا تو اس نے ان واجبات کی حد کو پالیا لیکن "ذکر" ایسی عبادت ہے کہ خداوند عظیم نے اس کی کوئی حد معین نہیں فرمائی اور مختصر ذکر پر خدا راضی نہیں ہے لہذا اس کی کوئی حد معین نہیں فرمائی ہے۔

پھر حضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

اے ایمان دارو کثرت سے یاد خدا کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کیا کرو۔ (احزاب ۴۲-۴۳)

مزید حضرتؑ نے فرمایا والد ماجد بہت زیادہ ذکر کیا کرتے تھے اور جب میں کبھی آپ کے ساتھ چلتا یا کھانا کھاتا تو آپ اس وقت بھی ذکر میں مشغول رہتے لوگوں سے بات چیت کرتے وقت بھی یاد خدا سے غافل نہیں ہوتے تھے۔

میں نے خود دیکھا کہ آہستہ آہستہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کا ورد فرماتے رہتے۔

ہم لوگوں کو جمع کر کے فرماتے کہ طلوع صبح تک ذکر خدا کرتے رہیں۔

افراد خاندان میں جس کو قرآن پڑھنے آتا تھا اس کو تلاوت کا حکم دیتے اور دوسروں کو ذکر کا۔

چونکہ جس گھر میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے خدا اس

گھر کو یاد رکھتا ہے اور برکت زیادہ ہوتی ہے ملائکہ اس گھر پر نازل ہوتے ہیں اور شیاطین فرار کرتے ہیں جس طرح زمین والوں کے لئے آسمان کے تارے چمکتے رہتے ہیں اسی طرح ملائکہ کے لئے وہ گھر جس میں قرآن پڑھا جاتا ہے چمکتا ہے۔ اس کے برخلاف جس گھر میں قرآن کی تلاوت نہیں ہوتی نہ اس میں ملائکہ آتے ہیں اور نہ شیاطین وہاں سے فرار کرتے ہیں۔

۶۲۸ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے سوال کیا مسجد کے نمازیوں میں سب سے زیادہ کون بہتر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جو زیادہ ذکر کرتا ہو۔

ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ گفتگو نقل فرمائی۔

۶۲۹ ہمارے شیعہ جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو یاد خدا میں مصروف ہوتے ہیں۔

اور آپ ہی نے یہ بھی فرمایا۔ کہ حضرت احدیت نے جناب کلیم سے کہا تھا۔

۶۳۰ موسیٰ! شب و روز میری یاد میں مصروف رہا کرو، اور جب مجھے یاد کرو تو شکستہ دل رہا کرو۔

ابوبصیر کہتے ہیں حضرت نے فرمایا۔

۶۳۱ خداوند کریم اولاد آدم سے فرماتا ہے اگر تم مجھے برسرعام یاد کروگے تو میں بھی تمھیں اسی طرح جم غفیر میں یاد کروں گا لیکن جن لوگوں میں تم نے ہمیں یاد کیا اور جن لوگوں میں تمھیں میں یاد کروں گا زمین و آسمان کا فرق ہے۔

مومن کے ...

حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا۔

چار ایسی چیزیں ہیں کہ وہ مومن کے علاوہ کسی اور کو میسر نہیں ہو سکتیں۔

۶۳۲ ۱ - خاموشی — یہ پہلی عبادت ہے

۲ - تواضع — خدا کے حضور میں

۳ - ذکر — ہر حال میں

۴ - کم مائیگی — زندگی میں حد درجہ سادگی و مفلسی

۶۳۳ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا۔

مومن کو ہر طرح سے موت آسکتی ہے۔ پانی میں ڈوب کر مکان میں دب کر اور حیوان پھاڑ کھا سکتا ہے لیکن بجلی سے نہیں مر سکتا بشرطیکہ ذکر الٰہی میں مصروف ہو،

ایک روایت میں تو ہے کہ اگر مصروف ذکر ہے تو کوئی بلا نہیں آسکتی۔

بڑوں کی بڑی بات

حدیث قدسی میں ارشاد رب العزت ہے۔

۶۳۴ جب میں سمجھ لیتا ہوں کہ بندہ زیادہ تر میری یاد میں غرق ہے تو میں اس کا ساتھی اور اس کے امور کا ذمہ دار ہو جاتا ہوں، وہ میرا مخاطب ہوتا اور میں اس کا مونسِ تنہائی۔

۶۳۵۔ مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی پیغام الٰہی نقل فرمایا۔

جب میں بندے کو اپنی یاد میں زیادہ مشغول و مصروف پاتا ہوں تو اس میں دعا و مناجات کا شوق پیدا کر دیتا ہوں، اور جب یہ کیفیت اس میں پیدا ہو جاتی ہے اور کبھی گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو میں اسے گناہ سے بچا لیتا ہوں، درحقیقت ایسے لوگ میرے دوست ہیں اور جب زمین کے گناہگاروں کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے نابود کرنا چاہتا ہوں تو انھیں سرفروشوں کی وجہ سے ارادہ عذاب بدل دیتا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خداوند کریم کے درمیان ہونے والی ایک گفتگو کو جو توریت کے اصلی نسخہ میں تحریر تھی آنحضرتؐ نے اس کا تذکرہ فرمایا جس کا مفہوم و مضمون یہ تھا۔

۶۳۶ حضرت موسیٰؑ نے ایک دن حضرت حق سے سوال کیا بارالہا تو مجھ سے قریب ہے یا دور؟ اگر قریب ہے تو مناجات کروں اور اگر دور ہے تو دعا کروں، جواب الٰہی تھا موسیٰ میں ہر اس شخص کا ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے۔

خدایا جس دن تیرے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہوگی (قیامت) اس دن کون لوگ ہوں گے جن کو تیری حمایت حاصل ہوگی؟

جواب تھا۔ جو لوگ میرے ذکر میں مصروف تھے وہی لوگ

قیامت کے دن میری حمایت پائیں گے۔
قیامت کے دن وہ لوگ میری محبت کا مرکز قرار پائیں گے
جنھوں نے میری رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبّت کی۔
روے زمین پر جب عذاب کرنا چاہتا ہوں تو انھیں لوگوں
کی وجہ سے ٹل جاتا ہے۔

دو انار

۶۳۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی گفتگو شعیب انصاری اور ہارون بن خارجہ نے نقل کی ہے۔

ایک دن حضرت موسیٰ بندگان خدا کا جائزہ لینے کے لئے نکلے تو آپ کی ملاقات ایک بندہ عابد سے ہوئی اس کا طریقہ تھا جب شب ہوتی تو یہ اٹھتا اور قریب میں لگے ہوئے درخت انار کی شاخ کو ہلاتا تو اس سے ایک انار گرتا۔

لیکن اس شب اس درخت سے دو انار گرے اس مرد عابد نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا۔ اے بندہ خدا یقیناً تم کوئی خدا رسیدہ ہو چونکہ میں ایک مدت سے یہاں ہوں لیکن ایک انار سے زیادہ کبھی اس درخت سے نہیں گرا۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا[1]۔

میں شہر موسیٰ (علیہ السلام) کا رہنے والا ایک بندہ خدا ہوں۔

---

[1] اس داستان میں حضرت موسیٰ نے اپنے کو ظاہر نہیں کیا کہ خود موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔

جب صبح ہوئی تو حضرت موسیٰؑ نے اس عابد سے پوچھا آیا
تم سے زیادہ عبادت کرنے والا بھی کوئی ہے جس کو تم جانتے ہو۔
عابد نے جواب دیا۔ فلاں آدمی ہے
حضرت موسیٰؑ اس شخص کی تلاش میں نکلے اور اس تک
پہنچ گئے دیکھا کہ یہ عابد پہلے والے عابد سے زیادہ عبادت گذار
ہے۔ جب کھانے کا وقت آیا تو دو روٹی کے ٹکڑے اور پانی کا جام
آسمان سے اس تک پہنچا اس عابد نے حضرت موسیٰؑ سے کہا۔
اے بندہ صالح آپ کون ہیں؟
میں ایک مدت سے یہاں ہوں کبھی میرے لئے دو ٹکڑے
روٹیوں کے نہیں آئے اگر آپ بندہ صالح نہ ہوتے تو آج بھی
یہ فاضل روٹیاں نہ آتیں۔
حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا۔
میں موسیٰ کلیم اللہ کے شہر کا رہنے والا ہوں۔
رخصت ہوتے وقت حضرت موسیٰؑ نے اس عابد سے بھی
سوال کیا، کیا آپ سے زیادہ عبادت کرنے والے عابد کی
آپ کو خبر ہے؟
عابد نے جواب دیا۔ فلاں شہر میں فلاں دربان ہے؟
حضرت موسیٰؑ اس دربان سے بھی ملے لیکن اسے بہت
زیادہ عبادت گذار تو نہ پایا لیکن ہمہ وقت ذکر خدا میں مصروف
پایا، نماز کے وقت صرف نماز بجالایا، جب رات ہوئی تو اس کا
آذوقہ بھی دو برابر ہو گیا تو اس نے بھی مجھ سے کہا اے بندہ خدا

تم یقیناً کوئی خدا رسیدہ معلوم ہوتے ہو تمھاری وجہ سے آج ہماری روزی کا اضافہ ہوا ہے کیونکہ میں یہاں ایک مدت سے ہوں اور ایک معین مقدار میں میری روزی مجھ تک پہنچتی تھی۔

تم کون ہو؟

حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا۔ میں موسیٰؑ بن عمران کی سرزمین کا رہنے والا ہوں۔

اس مردِ دربان نے اپنے آذوقہ کے تین حصّے کئے ایک کو راہ خدا میں دیدیا، دوسرے کو اپنے مالک کے حوالہ کیا اور تیسرے سے اپنے اور حضرت موسیٰؑ کے کھانے کا انتظام کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر مسکرا دیئے جس پر اس مردِ دربان نے پوچھا آپ مسکرائے کیوں؟

حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا بنی اسرائیل کے بنی نے ایک عابد کا پتا بتایا تھا میں اس سے ملا تو پتہ چلا خدا کے بندوں میں سب سے زیادہ عبادت گذار ہے، اسی عابد نے اپنے سے بہتر عابد کی رہنمائی کی جب اِس عابد سے ملا تو اس کو پہلے عابد سے زیادہ عبادت گذار پایا اِس عابد سے جب پوچھا کہ تم سے برتر عبادت گذار بھی کوئی ہے تو اس نے تمھارا نام لیا میرا تصور تھا کہ تم ان دونوں سے عبادت میں بڑھ چڑھ کر ہوگے لیکن تم میں ان دونوں کی کوئی شباہت نہیں پاتا۔

دربان نے جواب دیا۔ آپ نے یہ غور نہیں فرمایا کہ میں غلام ہوں، اگر عبادت میں مصروف ہو جاؤں تو مالک کے حق میں کوتاہی ہوگی اور اس کے لئے نقصان کا سبب بنوں گا، آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ میں ہر وقت یاد خدا میں مشغول رہتا ہوں اور نماز کو برقت ادا کرتا ہوں۔

دربان نے پوچھا کیا آپ اپنے وطن جانا چاہتے ہیں؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہاں۔

اسی وقت ایک ابر کا ٹکڑا وہاں سے گذر رہا تھا دربان نے اشارہ سے بلایا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو ابر نے جواب دیا فلاں جگہ۔

دربان نے کہا جاؤ۔

دوسرا لکۂ ابر دکھائی دیا اس سے بھی دربان نے یہی سوال کیا ابر نے جواب دیا فلاں جگہ۔

دربان نے کہا جاؤ۔

تیسرا لکۂ ابر نمودار ہوا دربان نے پوچھا کہاں جا رہے ہو ابر نے کہا موسیٰؑ بن عمران کی زمین پر جا رہا ہوں۔

دربان نے کہا۔ آرام سے اس مرد کو لے جاؤ اور وہاں اتار دینا۔

جب حضرت موسیٰؑ اپنے وطن پہنچ گئے تو بارگاہ خدا میں عرض کیا خدایا اس مرد نے کون سا عمل انجام دیا ہے کہ اس مرتبہ پر فائز ہوا؟

جواب الٰہی تھا ۔ موسیٰ اس بندہ نے ہماری بلاؤں پر صبر کیا، ہمارے فیصلوں پر راضی رہا اور ہماری نعمتوں کا شکر ادا کیا ۔

میں کس کا

۶۳۸ حضرت باری تعالیٰ کی جناب داؤد تک وحی آئی کہ اے داؤد جو کسی کو دوست رکھتا ہے اس کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے ۔
جو کسی سے راضی رہتا ہے اس کے کام کو پسند کرتا ہے ۔
جو اپنے دوست سے مطمئن ہوتا ہے اس پر اعتماد کرتا ہے ۔
جو کسی کی دوستی کا دم بھرتا ہے اس تک جاتا بھی ہے ۔
اے داؤد میں صرف اسی کو یاد رکھتا ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے ۔
میری جنّت اطاعت گذاروں کے لئے ہے، میری محبّت ان لوگوں کے لئے ہے جو میرا اشتاق ہے اور میں تو صرف ان ہی لوگوں کا ہوں جو مجھ سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں ۔

میرا مہمان

ارشاد رب العزّت ہے ۔

۶۳۹ میرے اطاعت گذار میرے مہمان ہیں جو میرے شکر گذار ہیں ان کی نعمتوں کو بڑھا دیتا ہوں اور جو میرا ذکر کرتا ہے اس پر ہماری نعمت کی فراوانی ہے ۔

میرے نافرمان میری رحمت سے مایوس ہیں اگر توبہ کرلیں تو میں ان کا بھی دوست ہوں اگر یہ گناہگار پکارے تو میں جواب دوں گا اگر یہ مریض ہو جائیں تو میں انھیں شفا دوں گا اور رنج و محن سے چھٹکارا دوں گا اور گناہوں کی آلودگیوں سے پاک و پاکیزہ کروں گا

۶۴۰۔ حضرت مرسل اعظم کا ارشاد ہے۔

جب بھی کوئی قوم ذکر خدا کے لئے کسی جگہ پر اکٹھا ہوتی ہے تو آسمان سے منادی ندا دیتا ہے اے لوگوں خوشیاں مناؤ کہ تمھارے گناہ نیکیوں میں بدل گئے۔

جب بھی زمین پر کچھ لوگ یاد خدا میں مصروف ہوتے ہیں تو ملائکہ ان کے ہم نشیں ہو جاتے ہیں۔

آنحضرت جب بیت الشرف سے اصحاب کی بزم کی طرف جا رہے تھے تو فرمایا۔

۶۴۱ باغ جنّت میں چہل قدمی کرو۔

اصحاب نے سوال کیا باغ بہشت کیا ہے تو حضرت نے فرمایا۔

وہ بزم جس میں اللہ کا تذکرہ کیا جائے صبح و شام اللہ کا ذکر کرو اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ خدا کے نزدیک اپنی حیثیت معلوم کرے تو یہ دیکھے اس کے دل میں خدا کی کس درجہ عظمت و منزلت ہے کیونکہ خدا ہر شخص کو اتنا ہی مرتبہ دے گا، خدا کی جتنی الفت و محبت اس کے دل میں ہوگی۔

یاد رکھو! اعمال میں بہترین و پاک و پاکیزہ اور بلند و بالا عمل جو مرکز توجہ قرار پاسکے۔ اللہ کا ذکر ہے۔ کیونکہ اسی ذات کا ارشاد گرامی ہے، میں اس کا ساتھی ہوں جو مجھ کو یاد کرے۔ خود قرآن کا ارشاد ہے تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا[1] لیکن میں تم کو نعمتوں سے یاد کروں گا تم عبادت و اطاعت کے ذریعہ یاد کرو میں تم کو رحمت و رضا اور نعمت و احسان کے ساتھ یاد رکھوں گا۔

حضرات معصومین علیہم السلام فرماتے ہیں۔

۶۴۲۔ جنّت میں ایک ایسی جگہ ہے جہاں ملائکہ اُس وقت درختکاری کرتے ہیں جب بندہ ذکر خدا کرتا ہے اور جب ملائکہ رک جاتے ہیں تو دوسرے ملائکہ کہتے ہیں کیوں رک گئے؟

تو ملک جواب دیتا ہے بندہ خدا بھی ذکر سے رک گیا ہے۔

ہر حال میں

ذکر خدا ہر حال میں مستحب ہے۔ کسی وقت بھی مکروہ نہیں ہے۔ حلبی نے امام جعفر صادقؑ کی حدیث نقل کی۔

۶۴۳۔ پیشاب کرتے وقت بھی ذکر خدا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ ذکر خدا ہر حال میں مناسب و مستحب ہے کبھی بھی یاد خدا سے

---

[1] سورہ بقرہ آیت ۱۵۲

خستہ نہیں ہونا چاہیئے۔

آپ ہی کا ارشاد بھی ہے۔

۶۴۴۔ حضرت احدیت نے جناب موسیٰؑ سے کہا کہ کثرت مال پر خوش نہ ہونا اور ہر حال میں میرا ذکر کرتے رہنا۔

یاد رکھو مال کی کثرت گناہوں کو بھلا دیتی ہے اور میری یاد سے غفلت، دل کو سخت کر دیتی ہے۔

۶۴۵۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔

توریت کے اصلی نسخہ میں لکھا تھا کہ حضرت موسیٰؑ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا خدایا اگرچہ تیرے ذکر کو اعلیٰ وارفع سمجھتا ہوں لیکن کچھ محفلوں اور مجلسوں میں شرکت کرنا پڑ جاتی ہے تو کیا کروں۔

جواب الٰہی تھا۔ ہمارا ذکر ہر حال میں مناسب ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا بندے کو اس لئے مبتلائے مصیبت کرتا ہے تاکہ وہ گھبرا کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دے بشرطیکہ خدا کو اس کی ادا و دعا پسند ہو حدیث نمبر ۳ میں اس کی طرف اشارہ کر چکا ہوں۔

ابوالصباح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا، مومن کا مبتلائے بلا ہونا کیا اس کی گناہ کی وجہ سے ہے۔

۶۴۶۔ حضرت نے جواب میں فرمایا۔

نہیں۔ بلکہ اس لئے مبتلائے بلا ہوتا ہے تاکہ خدا بندہ

کے اضطراب، آہ و زاری اور شکوہ و دعا کو سنے اور اس پر نیکیاں مرحمت فرمائے اور گناہوں کو بخش دے۔

جس طرح ایک بندۂ مومن اپنے برادر مومن سے معذرت کرتا ہے اسی طرح خدا بھی اپنے بندوں سے معذرت کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

میری عزت و جلال کی قسم میں نے تجھے حقیر و ذلیل سمجھتے ہوئے نادار نہیں کیا ہے ذرا نظر تو اٹھاؤ جب بندہ عطائے الٰہی کو دیکھے گا تو کہے گا خدایا جس چیز کو تو نے مجھ سے روکا تھا اس سے مجھ کو نقصان نہیں ہوا۔

حضرت نے فرمایا۔ اے ابوالصباح خداوند عظیم کسی قوم کو جب دوست رکھتا ہے تب ہی مبتلائے امتحان و بلا کرتا ہے۔

اجر عظیم بلائے عظیم کے دوش بدوش ہے خدا کا ارشاد ہے کہ ہمارے کچھ ایسے بندے ہیں جن کے دین کی سلامتی اسی وقت ہے جب وہ تندرست و توانا اور مال و ثروت رکھتے ہوں لہذا میں یہ دونوں چیزیں دے کر انھیں آزماتا ہوں اور کچھ ایسے بندہ ہیں کہ جن کے دین کی سلامتی اسی میں ہے کہ مریض و نادار و فقیر رہیں لہذا انھیں اسی حالت میں رکھ کر آزماتا ہوں۔

خدا نے تو بندہ مومن سے یہ عہد لیا ہے کہ نہ دنیا میں کوئی اس کی تصدیق کرے گا اور نہ اس کے دشمن سزا پائیں گے۔

یعنی وہ مظلوم و بے یار و مددگار رہے گا۔ حسینی

حضرت نے فرمایا۔ اللہ جب کسی بندہ کو عزیز رکھتا ہے تو اس کو بلاؤں میں غوطہ زن کرتا ہے اور جس وقت بندہ اس کو آواز دیتا ہے تو خدا جواب دیتے ہوئے فرماتا ہے میرے بندہ میں قادر ہوں کہ تجھے نجات دیدوں لیکن اس بلا کے عوض جو تیرے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے وہ تیرے لئے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب نے اہل دنیا کے ذریعہ پہنچنے والی ایذا رسانی کی شکایت کی تو آپ نے جواب میں فرمایا بندۂ مومن دنیا میں ہمیشہ رنج و اندوہ میں ہے۔

۶۴۷۔ حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

جنّت میں ایک ایسی منزل ہے جس پر نہ کوئی چھت ہے اور نہ وہ کسی ستون پر ٹھہرائی گئی ہے اس منزل تک کوئی اپنے نیک اعمال سے نہیں پہنچ سکتا ہے۔

اصحاب نے پوچھا پھر اس میں کون لوگ ہوں گے تو حضرت نے فرمایا۔

"رنج و محن برداشت کرنے والے"

وبال جان

۶۴۸۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے۔

اگر کسی اجتماع میں اللہ اور ہم اہلبیتؑ کا ذکر نہ ہو تو یہ

اجتماع قیامت کے دن حسرت و ندامت کا سبب ہوگا۔

پھر حضرت نے فرمایا۔

ہمارا ذکر خدا کا ذکر ہے اور ہمارے دشمن کا ذکر شیطان کا ذکر ہے۔

۶۴۹۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا

اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ روز قیامت اس کا پلڑا اعمال گراں بار رہے تو ہر جلسہ و جلوس سے اٹھتے ہوئے یہ پڑھے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

۶۵۰ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب ملائکہ ان لوگوں سے گذرتے ہیں جو مصروف ذکر ہوتے ہیں تو ملائکہ ان افراد کے سروں پر رک جاتے ہیں اور ان کی آہ و زاری کے ساتھ خود بھی روتے اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں اور جس وقت یہ ملائکہ آسمان پر پہنچتے ہیں تو خطاب الٰہی آیا اے میرے ملائکہ تم کہاں تھے؟ درانحالیکہ حضرت احدیت کو اس کا علم ہے کہ وہ کہاں تھے۔ ملائکہ جواب دیتے ہیں۔ خدایا ہم لوگ ایک ایسی بزم میں تھے جس میں تیری تسبیح اور تمجید کی جا رہی تھی اور وہ لوگ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔

خداوند کریم اس خبر پر فرماتا ہے کہ میں نے جہنم سے ان لوگوں کو آزاد کیا اور تم لوگ گواہ رہنا میں نے ان لوگوں کو بخش دیا اور

جو خوف ان کے دلوں میں تھا اُس سے اُنھیں بچا لیا۔
ملائکہ پھر کہیں گے خدایا! ان لوگوں کے درمیان ایک شخص وہ بھی تھا جو تیرے ذکر میں مصروف نہیں تھا تو جواب باری تعالیٰ ہوگا کہ چونکہ یہ شخص ان لوگوں کے ساتھ تھا لہٰذا اسے بھی بخشا اور جو بھی خدا کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ ہوگا وہ کبھی بھی شقاوت بدبختی نہیں دیکھے گا۔

جگاؤ

غافلوں کے درمیان ذکر خدا کے استحباب کو دو دلیل سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

ا - اگر غافلوں کے درمیان ذکر خدا نہ ہو تو ممکن ہے کہ یہ غافل افراد کسی بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو جائیں لہٰذا ذکر کرنے والوں کی برکت سے ہو سکتا ہے بلاؤں سے بچ جائیں۔ لہٰذا ان غافلوں کے درمیان ذکر خدا کرنا ضروری و مستحب ہے۔

ب - امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

۶۵۱ - غافلوں کے درمیان ذکر خدا کرنے والوں کی وہی حیثیت ہے جو فراریوں کے درمیان جہاد کرنے والوں کی ہے۔

۶۵۲ - یہ ارشاد بھی آپ ہی کا ہے۔
آنحضرتؐ نے فرمایا جو بے خبروں کے درمیان خدا کو یاد

کرے اس مجاہد کی طرح ہے جو فراریوں کے درمیان مصروف جہاد ہو اور جو فراریوں کے درمیان جنگ کرے گا مستحق جنت ہے۔

۶۵۳۔ حضرت ختمی مرتبتؐ نے فرمایا۔

اگر کسی نے بازار کے شور و ہنگامہ میں جب سب خرید و فروخت میں مصروف ہوں اور لوگوں کے دلوں سے یاد خدا محو ہو۔ خدا کو خلوص نیت سے یاد کیا تو خدا اس کے نامہ اعمال میں ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور قیامت کے دن اسے ایسا بخشے گا کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا،

وقت ذکر

ذکر کے بہترین اوقات چار ہیں۔

بعد غروب ۔ سحر ۔ اول صبح ۔ بعد عصر۔

۶۵۴۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔

باری تعالیٰ فرماتا ہے اے اولاد آدمؑ ایک گھنٹہ صبح کے بعد ایک گھنٹہ عصر کے بعد مجھے یاد کرو میں تمہارے اہم کاموں کا خود ذمہ دار رہوں گا۔

۶۵۵۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں

ابلیس ملعون طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت اپنے لشکر کو ادھر اُدھر مامور کرتا ہے لہٰذا ان دونوں وقتوں میں زیادہ خدا کو یاد کرو اور ابلیس اور اس کے لشکر کے شر و اغوا سے پناہ مانگتے رہو اور اپنے بچوں کو بھی اس وقت شر

ابلیس سے بچاؤ چونکہ یہ غفلت کے اوقات ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیۂ کریمہ وظلالھم بالغدو والآصال[1] کے ذیل میں فرمایا۔

۶۵۶۔ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے وہ گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

سب بے خبر ہوں

مستحب ہے کہ ذکر کرنے والا لوگوں کی نظروں سے بچ کر ذکر کرے چونکہ یہ روش اخلاق سے قریب تر اور ریا سے محفوظ ہے۔

حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوذرؓ سے فرمایا۔

۶۵۷۔ اے ابوذرؓ! خدا کو "خالصانہ" یاد کرو، تو ابوذرؓ نے سوال کیا یہ کیا ہے تو فرمایا لوگوں کی نظروں سے بچ کر۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۶۵۸۔ جس نے خدا کو مخفی یاد کیا گویا اس نے ذکر بے حساب کیا منافقوں کا انداز یہ تھا کہ خدا کو خلوتوں میں نہیں جلوتوں میں یاد کرتے تھے۔ انھیں لوگوں کے لئے خدا کا ارشاد تھا۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں ورنہ برائے نام خدا کو یاد کرتے ہیں[2]

---

[1] سورہ رعد آیت ۱۰ [2] سورہ نسا آیت ۱۴۲

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۶۵۹۔ جس نے مجھے تنہائیوں میں یاد کیا میں اسے مجمع عام میں یاد کروں گا۔

۶۶۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ملک صرف وہی لکھتا ہے جس کو سنتا ہے لیکن وہ ذکر جس کو بندہ دل کی زبان سے ادا کرتا ہے اس ذکر کی عظمت سے خدا کے علاوہ کوئی باخبر نہیں۔ قرآن کریم نے اسی ذکر کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اپنے رب کو دل ہی دل میں با آہ وزاری اور چپکے چپکے یاد کرو[1]۔

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ کسی جنگ میں لشکر اسلام وارد میدان ہوا اور زور زور سے خدا کی تہلیل وتکبیر وتسبیح شروع کردی اس انداز کو دیکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۶۶۱۔ اے لوگو! سنو سنو تم لوگ کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ اس کو پکار رہے ہو جو سمیع بھی ہے اور تم سے قریب بھی ہے۔

---

[1] سورہ اعراف آیت ۲۰۵

ذکر کی قسمیں

۶۶۲۔ حمد۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سعید قماط نے سوال کیا کوئی جامع دعا تعلیم فرمائیں تو حضرت نے فرمایا

ہر نماز پڑھنے والا رکوع سے سر بلند کرتے وقت کہتا ہے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ۔ خدایا اس کے کلام کو سُن جو تیری حمد کرتا ہے۔ لہٰذا خدا کی حمد کرو ہر نمازی کی دعا میں شریک رہو گے۔

۶۶۳۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ہر وہ کلام جس کا آغاز حمد خدا سے نہ ہو ناقص و ناتمام ہے۔

۶۶۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

جس کسی نے صبح کو بیدار ہونے کے بعد چار بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" کہا تو اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا اور جس نے اسی طرح سوتے وقت بھی چار بار کہا تو اس نے شب کا شکر ادا کر دیا۔

آپ ہی کا یہ ارشاد بھی ہے۔

۶۶۵۔ جس کسی نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ[1] زبان پر جاری کیا تو آسمان کے وہ ملائکہ جو ثواب حمد لکھنے پر

---

[1] ساری حمد خدا کے لئے ہے جیسا کہ وہ اس کا سزاوار ہے۔

مامور ہیں ـــــ قلم روک کر بارگاہ احدیت میں عرض کرتے ہیں خدایا تیری ذات لامحدود کو ہم لوگ تو نہیں درک کر سکتے لہٰذا اس بندہ کی حمد کا کیا ثواب لکھیں تو جواب آتا ہے ـــ فقط یہی حمد لکھ دو میں خود اس کی جزا دوں گا۔

دعا سے پہلے

۶۶۶۔ **تمجید**۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے ہر وہ دعا جس کے پہلے اللہ کی تمجید و بزرگی کا تذکرہ نہ ہو تو وہ دعا ناتمام و ناقص ہے لہٰذا دعا سے پہلے اللہ کی بزرگی کا اظہار پھر اس کی ثنا کیا کرو۔

راوی نے حضرت سے پوچھا کم از کم اللہ کی تمجید کیونکر کی جا سکتی ہے تو حضرت نے فرمایا اس طرح کہو۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

خدایا تو وہ اول ہے جس کے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو وہ آخر ہے کہ تیرے بعد کوئی چیز نہیں اور تو وہ ظاہر و غائب ہے کہ تجھ سے کوئی شی مخفی و پوشیدہ نہیں اور تیری ذات عزیز و حکیم ہے۔

پھر راوی نے حضرت سے سوال کیا کم از کم حمد کا اطلاق

کس پر ہوتا ہے تو حضرت نے فرمایا یہ کہو

۶۶۷۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلَا فَقَھَرَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَطَنَ فَخَبَرَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَیُمِیْتُ الْاَحْیَاءَ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

حمد مخصوص ہے اس ذات اقدس الٰہی کے لئے جو ہر چیز پر غلبہ رکھتا ہے۔

حمد مخصوص ہے اس ذات گرامی کے لئے جو ہر چیز کے اسرار سے باخبر ہے۔

حمد مخصوص ہے اس خدائے عظیم کے لئے جو زندوں کو مُردہ کرتا ہے اور مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

تہلیل و تکبیر

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام کا ارشاد فضیل نے نقل کیا ہے۔

۶۶۸۔ خدا کی تہلیل و تکبیر زیادہ کرو کیونکہ اس کے نزدیک تہلیل و تکبیر سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے

۶۶۹۔ بہترین عبادت لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔

تسبیح

۶۷۰۔ یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جس کسی نے سو بار "سبحان اللہ" کہا کیا ان لوگوں میں شمار ہوگا جو اللہ کا ذکر بہت زیادہ کرتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا ہاں۔

۶۷۱۔ اڑتا تخت

حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر سو فرسخ پر پھیلا ہوا تھا پچیس ۲۵ فرسخ میں جن پچیس میں انسان پچیس فرسخ میں پرندے اور پچیس میں حیوانات ہوتے تھے۔

حضرت کے لئے ایک ہزار گھر شیشوں کے لکڑی پر تعمیر کئے گئے تھے، ان گھروں میں تین سو بیویاں اور سات سو کنیزیں تھیں۔

جنوں نے دو فرسخ طولانی سونے کے تاروں اور ریشم کے دھاگوں سے ایک فرش تیار کیا تھا، حضرت کا منبر اس فرش کے درمیان میں رکھا جاتا اور چھ ہزار سونے و چاندی کی کرسیاں گرداگرد لگائی جاتیں، حضرات انبیاء سونے کی کرسیوں پر اور علماء چاندی کی کرسیوں پر تشریف فرما ہوتے ان کرسیوں کے اطراف میں انسان ہوتے ان کے پیچھے جنات و شیاطین اور سروں پر پرندے سایہ کی خاطر

سایہ فگن رہنے اور صبا کے دوش پر یہ بساط سلیمانی ایک ماہ کی راہ ایک روز میں طے کرتی۔

زمین و آسمان کے درمیان تخت سلیمان علیہ السلام اُڑ رہا تھا کہ وحی الٰہی آئی سلیمانؑ میں نے آپ کے اقتدار میں مزید اضافہ کرتے ہوئے ہوا کو حکم دیدیا ہے کہ وہ آپ تک ہر شخص کی گفتگو پہنچاتی رہے۔

لہٰذا اسی سفر میں ہوا نے ایک کسان کی گفتگو حضرت سلیمانؑ تک پہنچائی جو حسرت سے کہہ رہا تھا سلیمانؑ کے پاس اس قدر وسیع حکومت ہے ابھی کسان کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت سلیمانؑ اس کی گفتگو سے باخبر ہو گئے فوراً بساط کو زمین پر اترنے کا حکم دیا اور کسان کے پاس پہنچے اور اس سے فرمایا۔ میں تمھارے پاس اس لئے آیا ہوں تاکہ بتا دوں جس چیز کی قدرت نہیں رکھتے اس کی آرزو نہ کیا کرو۔

تیری تسبیح جو بارگاہ حق تک پہنچ جائے وہ ان نعمتوں سے بہتر ہے جو خدا نے خاندان داؤد علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔

روایت میں ہے۔

تسبیح کا ثواب خدا کے خزانہ میں باقی رہ جاتا ہے لیکن سلیمانؑ کی حکومت کا نام و نشان نہیں۔

حمد و تسبیح

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں داؤد جان

۶۷۲۔ امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے۔
سُبْحَانَ اللہ اعمال کے آدھے ترازو کو بھر دیتا ہے
اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، پورے ترازو کو۔
لیکن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کا ورد
زمین و آسمان کو بھر دیتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔
اگر کسی نے حسب ذیل ذکر کو — چالیس بار ورد کیا تو خدا
۴۵ ہزار نیکیاں عطا فرماتا ہے اور ۴۵ ہزار گناہ محو فرماتا
ہے۔ اور ۴۵ ہزار درجے بلندیوں کے عنایت فرماتا ہے۔
اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک دن
میں بارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہو خدا اس ذکر کے ورد
کرنے والے کو جنت میں جگہ کرامت کرتا ہے۔ ذکر یہ ہے۔

۶۷۳ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
اِلٰھًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا
وَلَدًا۔

میں گواہی دیتا ہوں تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو
وحدہٗ لاشریک ہے تو اکیلا، یکتا اور بے نیاز ہے نہ کوئی تیرا
مصاحب ہے اور نہ کوئی تیری اولاد۔

۶۷۴۔ کم خرچ

حضرت ختمی مرتبت علیہ السلام نے فرمایا۔

میں چاہتا ہوں پانچ ایسے کلمات تمھیں بتا دوں جس کا زبان پر جاری کرنا آسان ہو لیکن اس کا ثواب، ترازو اعمال پر زیادہ ہو یہ وہ کلمات ہیں جن سے رحمٰن راضی ہے اور شیطان گریزاں۔

یہ وہ کلمات ہیں جو خزانۂ جنّت اور عرش اعظم سے ظاہر ہوئے ہیں ان کا شمار باقیات الصالحات میں ہے تب اصحاب نے کہا ضرور آپ وہ کلمات تعلیم فرمائیں۔ وہ کلمات یہ ہیں

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

جب آپ اس ذکر کو تعلیم فرما چکے تو پانچ مرتبہ فرمایا کیا کہنا اس ذکر کا کیا کہنا اس ذکر کا یہ وہ ذکر ہے جس سے پلۂ اعمال گراں ہو جاتا ہے۔

درخت دینا

۶۷۵۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ ایک شخص زمین میں درخت لگا رہا ہے آپ رکے اور اس مرد سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو تمھیں ایک ایسے درخت کا پتہ بتاؤں جس کی جڑیں مضبوط اور نمو زیادہ ہے جس کے پھل لذیذ و دیرپا ہیں؟ مرد نے کہا فرمائیے۔ تو حضرت نے فرمایا۔

جب صبح و شام کرو تو کہو۔
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

اللہ ان کے عوض جنت میں ایک پھل دار درخت اگائے گا اور یہ وہ نیکی ہے جو باقی رہ جانے والی ہے۔

حضرت کے بیان کو سن کر اس باغبان نے کہا یا رسول اللہ آپ گواہ رہیئے گا میں نے اس باغ کو نادار و فقیر مسلمانوں کے لئے صدقہ قرار دیا۔

اس کے اس انداز پر حضرت احدیت نے قرآن کی اس آیت کو نازل فرمایا۔

جس نے سخاوت کی، تقوی اختیار کیا اچھی بات کی تصدیق کی ہم اس کے لئے راحت و آسانی کے اسباب مہیا کر دیں گے[1]

سلگتا باغ

۶۷۶۔ حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے۔ جس نے "سُبْحَانَ اللّٰہِ" کہا اللہ اس کے لئے بہشت میں ایک درخت پیدا فرمائے گا۔

جس نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہا اللہ اس کے لئے بہشت

---

[1] سورہ لیل آیت ۵ - ۷

میں ایک درخت اُگائے گا۔
جس نے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کہا اللہ اس کے لئے بہشت میں ایک درخت اُگائے گا۔
جس نے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہا اللہ اس کے لئے بہشت میں ایک درخت اُگائے گا۔
قریش کا ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ اس طرح تو جنت میں ہمارے بہت درخت ہو جائیں گے تو حضرتؐ نے فرمایا آگ کے شعلے ان درختوں کی طرف نہ بھیجنا کے سارے درخت جل جائیں اِسی کی طرف قرآن اشارہ کرتا ہے۔

اے ایماندارو! خدا و رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو[1]

اونچا درخت

۶۷۷۔ اصحاب کے درمیان سے گذرتے ہوئے آنحضرتؐ نے پوچھا کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں کے سارے ساز و سامان یکجا کر کے تلے اوپر رکھ دو تو کیا اس طرح آسمان کو چھو سکتے ہو؟
اصحاب نے جواب دیا نہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کیا چاہتے ہو کہ تمھیں ایک ایسے درخت کی راہنمائی کروں جس کی جڑیں زمین میں ہیں اور شاخیں آسمان میں۔

---

[1] سورہ محمد آیت ۳۳

سب نے بہ یک زبان کہا یا رسول اللہ فرمائیے حضرت نے فرمایا جب نماز واجب سے فارغ ہو تو تینتیس مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر" کہو۔

یہ تسبیح مثل ایک درخت کے ہے جس کی شاخیں آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہیں، اس تسبیح کی برکت سے انسان پانی میں ڈوبنے، مکان میں دبنے، آگ سے جلنے، درندوں کے گزند، کنویں میں گرنے اور بلائے آسمانی سے محفوظ رہتا ہے۔ یہی وہ تسبیح ہے جس کو باقی رہنے والی نیکی کہتے ہیں۔

۶۷۸۔ ادھوری تعمیر

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جب مرسل اعظم کو معراج پر لے جایا گیا تو آنحضرت نے وہاں ایک علاقہ دیکھا جو مشک زار تھا اور وہاں ملائکہ سونے و چاندی کی اینٹوں سے ایک قصر تعمیر کر رہے تھے لیکن تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے وہ رک جاتے تھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ رک کیوں جاتے ہو تو ان فرشتوں نے جواب دیا کہ انتظار کر رہا ہوں سامان تعمیر فراہم ہو جائے، میں نے پوچھا وہ کیا ہے تو فرشتہ نے جواب دیا۔ مومن کی تسبیح۔

جب مومن سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر" کہتا ہے تو ہماری تعمیر جاری

رہتی ہے اور جب چُپ ہو جاتا ہے تو رک جاتا ہوں۔

استغفار

۶۷۹ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا دادا جان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
بہترین دعا استغفار ہے،
یہ ارشاد بھی آپ ہی کا ہے۔

۶۸۰۔ جس طرح تانبا زنگ آلود ہوتا ہے اسی طرح دل بھی زنگ آلود ہوتا ہے لہذا دل کے زنگ کو استغفار سے صاف کرو۔

یہ بھی فرمایا۔

۶۸۱۔ جس نے کثرت سے استغفار کیا خدا اس کو ہر غم سے نجات عنایت اور ہر زحمت سے رہائی اور بے وہم وگمان جگہوں سے رزق عطا فرماتا ہے۔

۶۸۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جب بندہ کثرت سے استغفار کرتا ہے تو اس کا صحیفۂ عمل چمکتا ہوا آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے۔

۶۸۳۔ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔
استغفار سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جس طرح درخت سے پتا جھڑتا ہے۔ استغفار کے بعد پھر گناہ کرنے والا گویا خدا کا مذاق اڑاتا ہوتا ہے۔

۶۸۴ - امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں
آنحضرتؐ کی مختصر سے مختصر نشست کیوں نہ ہو جب بھی
بلند ہوتے پچیس ۲۵ بار استغفار فرماتے۔

۶۸۵ - امام رضا علیہ السلام کا یہ بھی ارشاد ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر صبح ستر بار استغفار
اور ستر بار توبہ کرتے، راوی نے پوچھا کس طرح تو امام
علیہ السلام نے فرمایا۔
استغفر اللہ ستر بار
اتوب الی اللہ 〃
امام رضا علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا۔

۶۸۶ - استغفار اور "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" بہترین عبادت
ہے۔
قرآن کا اشارہ بھی ہے۔
اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں
کے لئے استغفار کرو[1]۔

ذکر کا وقت

ذکر کا بہترین وقت سحر کا ہے اور صبح وعصر کے بعد
کا ہے۔

---

[1] سورۂ محمدؐ آیت ۱۹

۶۸۷- حضرات امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا۔
اپنے نامۂ عمل کا آغاز و انجام خیر سے کرو تاکہ درمیان کا عمل بخش دیا جائے۔

۶۸۸- امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا جس نے عصر کے بعد اس دعا کو ایک بار پڑھا تو خدا دونوں فرشتوں کو حکم دیتا ہے نامہ اعمال کے گناہوں کو محو کر دو۔

خدائے وحدہ لاشریک سے، جو حیّ و قیوّم و صاحب جلال و اکرام ہے مغفرت کا خواہاں ہوں۔
اسی خدا سے اس کی توجہ و توبہ کا آرزومند ہوں کیونکہ میں بندہ ذلیل و خاکسار و فقیر و بے نوا و بے مایہ و مسکین ہوں نہ اپنے سود و زیان کا مالک ہوں، نہ موت و حیات کا، اور نہ ہی حشر و نشر کا۔

۶۸۹- حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام فرماتے ہیں۔
وقت سحر استغفار کرنے والوں پر خدا کی صلوٰۃ و سلامتی ہے ابو مقام نامی ایک شخص حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہتا ہے کہ جس کام میں ہاتھ ڈالتا ہوں کامیاب نہیں ہوتا۔ حضرت نے فرمایا نماز صبح کے بعد دس بار کہا کرو۔

۶۹۰- سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَسْاَلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

پاک و منزہ ہے خدائے عظیم اور لائق حمد و ثنا ہے
اسی سے مغفرت کا طالب اور فضل و کرم کا سوالی ہوں۔

ابو تمقام ——— کا بیان ہے کہ کچھ ہی دن اس تسبیح کا ورد کیا تھا کہ وطن سے یہ پیغام پہنچا کہ فلاں عزیز کا انتقال ہو گیا ہے میرے علاوہ اس کے ورثا میں کوئی نہیں ہے جو اس کی میراث لے سکے لہذا میں وہاں گیا اور اس ترکہ کو اپنے قبضہ میں لیا وہ گھڑی اور آج کا دن کبھی محتاج نہیں ہوا۔

صبح کی دعائیں

حضرت امیر المومنین علیہ السلام صبح کے وقت فرماتے تھے۔

۶۹۱- "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ"

پاک و پاکیزہ ہے خدائے ملک و قدوس۔

پھر حضرت یہ فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحْوِيْلِ عَافِيَتِكَ وَمِنْ فُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَمِنْ وَرَكِ الشَّقَاءِ وَ مِنْ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا سَبَقَ فِي الْكِتَابِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِعِزَّةِ مُلْكِكَ وَشِدَّةِ قُوَّتِكَ وَبِعَظَمِ سُلْطَانِكَ وَبِقُدْرَتِكَ عَلٰى خَلْقِكَ۔

پھر حاجت طلب کرے۔

ترجمہ۔ خدایا! نعمت کے چھننے، عافیت و سلامتی کے زوال عذاب ناگہانی، بدبختیوں اور لوح محفوظ پر لکھی ہوئی بری تقدیر سے پناہ مانگتا ہوں۔

بارالہا! تجھے تیرے ملک و عزت کی قسم تجھے تیری مخلوق پر جو عزت و حکومت و قدرت و سلطنت حاصل ہے اس کا واسطہ۔ پھر حاجت طلب کرے۔

حضرت علیؑ صبح کے وقت کراماً کاتبین نامی دونوں فرشتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے تھے۔

۶۹۲۔ اے حافظ و کریم دونوں فرشتوں تمہیں مبارک ہو تم کو انشاء اللہ آج وہ چیزیں نامہ اعمال میں املا کراؤں گا جو میرے لئے آئندہ ذخیرہ ہوں گی۔

طلوع آفتاب تک حضرت تسبیح و تہلیل میں مشغول ہوئے اور اسی طرح عصر کے بعد۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۶۹۳۔ حضرت ختمی مرتبت کا ارشاد ہے — اگر کوئی چاہتا ہے روز قیامت جب خدا سے ملاقات کرے اور اس کے صحیفۂ اعمال پر شہادت توحید و شہادت رسالت تحریر ہو اور جنت کے آٹھوں دروازے اس کے استقبال میں کھلے ہوں اور منادی ندا کر رہا ہو کہ اے خدا کے ولی، جس دروازے سے جنت میں داخل ہونا چاہتے ہو داخل ہو جاؤ تو اس طرح

ہر صبح و شام کہے۔

مرحبا بالحافظین۔ کہہ کر داہنے شانے کی طرف متوجہ ہو حَیَّاکَمَا اللّٰہُ مِنْ کَاتِبَیْنِ۔ کہہ کر بائیں شانے کی طرف متوجہ ہو۔

ترجمہ۔ اے فرشتو! رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے آغاز صبح کرتا ہوں نہ اس کے علاوہ کوئی خدا ہے اور نہ کوئی اس کا شریک، محمدؐ اس کے رسول و بندے ہیں، میں معتقد ہوں کہ قیامت آکر رہے گی، خدا قبروں سے اٹھائے گا، اسی عقیدے پر زندہ ہوں اور اسی پر مروں گا اور انشاء اللہ اسی عقیدہ پر اٹھایا جاؤں گا۔

اے دونوں فرشتو! میرا اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا دو

حمد ہے اس خدا کی جس نے تاریکی شب کو اپنی قدرت سے برطرف فرمایا اور روز روشن کو لباس نور دیکر اپنی رحمت سے ظاہر فرمایا۔

۶۶۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جس کسی نے نماز صبح کے بعد کلام کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھی خدا اس کے چہرے کو جہنم کی تپش سے بچائے گا۔

رَبِّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَھْلِ بَیْتِہٖ

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔
اگر کسی نے نماز صبح کے بعد اس دعا کو پڑھ کر خدا سے اپنی حاجت طلب کی تو خدا اس کو روا فرمائے گا اور اس کے اہم کاموں کا خود ذمہ دار ہوگا۔

۶۹۵۔ اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ۔

یہ دعا مفاتیح میں اعمال نماز صبح کے بعد تحریر ہے وہاں مراجعہ ہو۔

خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں خدا کا درود و سلام ہو حضرت محمد مصطفٰے اور آپ کی عترت طاہرہ پر میں اپنے تمام کاموں کو خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ بندوں کے حالات پر بصیر ہے۔ خدا نے دشمن کے مکر سے محفوظ رکھا، جب اس نے کہا تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں تو پاک و پاکیزہ ہے اور میں ظالموں میں ہوں تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اُسے رنج و غم سے نجات دی اور ہم تو ایمانداروں کو یوں ہی نجات دیا کرتے ہیں۔

میرے لئے خدا کافی ہے وہ بہترین وکیل و کارساز ہے خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھ یہ لوگ اپنے گھروں کو واپس ہوئے اور کسی ناپسند باتوں کا بھی سامنا نہیں کرنا پڑا خدا کا منشاء انسانوں کے ارادوں پر حاکم ہے، خدا کی مشیت حاکم ہے خواہ انسانوں کو ناپسند ہی کیوں نہ ہو مجھے کسی مخلوق

کی ضرورت نہیں میرے لئے رب کافی ہے مجھے کسی محتاج کی پرورش کی ضرورت نہیں میرا رب میرے لئے کافی ہے۔
ہمارے لئے خدائے رازق کافی ہے مجھے کسی محتاجِ رزق کی ضرورت نہیں۔

عالمین کا پالنے والا میرا خدا میرے لئے کافی ہے بس وہ میرے لئے کافی ہے جو میرا کفیل صرف وہی میرے لئے کافی ہے جو میرا ہمیشہ دستگیر ہے۔

میرے لئے اللہ کافی ہے اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں اسی پر میرا توکل و بھروسہ ہے وہ صاحب عرش عظیم رب ہے۔

وقت زوال کی بہترین دعا یہ ہے جس کا تذکرہ بحار الانوار میں مجلسی نے کیا ہے۔

جس کے چند جملے لکھ رہا ہوں

۶۹۶۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ لَسْتَ بِاللّٰہِ اِستَحْدُثُنَاکَ وَلَا بِرَبٍّ یَبِیْدُ ذِکْرُکَ وَلَاکَانَ بَعَلَکَ شُرَکَاءَ۔

ج ص۸۴ ص۵۹ طبع بیروت

جمعہ کے دن آخر وقت کی بہترین دعاؤں میں دعائے سمات ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں جب سورج پہاڑ کی اوٹ میں چلا جاتا تھا تو حضرت ختمی مرتبت ڈبڈبائی

آنکھوں کے ساتھ خدا سے فرماتے ۔

۶۹۷۔ خدایا میری ظلم آلود شام تجھ سے طالب عفو ہے میری گناہ آلود رات تجھ سے مغفرت کی سوالی ہے میری خوف آگیں شب تجھ سے امان مانگ رہی ہے، میری خاکساریوں کی شب تجھ سے عزت کی خواہش مند ہے، میری نادریوں کی شام تجھ سے ملتمس غنا ہے میرا وجود خستہ و فانی تیرے وجود باقی و ابدی و سرمدی سے لو لگائے ہوئے ہے

معبود! لباس عافیت سے مزین فرما، اور اپنی رحمت میں غرق فرما اپنے کرم سے عزت عنایت فرما بد سرشت انسان و جنات و تیری مخلوق میں ہیں ان سے امان مرحمت فرما اے اللہ والے ارحم الراحمین ۔

الوداع روز

۶۹۸ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سلیمان جعفری سے فرما رہے تھے ۔

جب قریب غروب سورج کو ڈوبتے ہوئے دیکھو تو کہو۔ خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اسی سے طالب مدد ہوں ساری تعریفیں اسی ذات سے مخصوص ہیں، نہ اس کے کوئی فرزند ہے اور نہ کوئی زوجہ نہ اس کے صدود و اختیار میں کوئی اس کا شریک و ساتھی عاجزی و ناتوانی کی وجہ سے اس کا ولی و نصیر نہیں اس کی کبریائی کا بول بالا ہے

ساری تعریفیں ہیں اس خدا کے لئے جو دوسروں کی توصیف کرتا ہے لیکن اس کی تعریف و توصیف ناممکن ہے۔ ساری حمد اس خدا کے لئے ہے جو ہر شے کا عالم ہے لیکن خود اس کی کہنہ ذات ناشناختہ، وہ گردش نظر کی جسارتوں اور نہاں خانۂ دل کے اسرار سے باخبر ہے۔

خدا کے وجہ کریم اور اس کے نام عظیم کے ذریعہ اس کی شریر و موذی مخلوق سے پناہ مانگتا ہوں اور اسی کے اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ زمین کی گہرائیوں، روئے زمین اور زیر زمین موجود ہر شریر سے پناہ مانگتا ہوں۔

ذات اقدس الٰہی کے ذریعہ ہر اس مخلوق کے شر سے پناہ مانگ رہا ہوں خواہ میں نے اس کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو، ساری تعریفیں عالمین کے رب کے لئے ہے۔

حضرت نے پھر سلیمان جعفری سے کہا یہ دعا ہر درندے شیطان، شیطان کے چیلوں ڈنک مارنے اور ڈسنے والے جانوروں سے بچاتی ہے اور اس کا ورد کرنے والا چوروں اور غول شیطانی سے بے ہراس ہو جاتا ہے۔

پھر راوی نے حضرت سے کہا میں درندوں کا شکار کرتا ہوں بسا اوقات انھیں جنگلوں میں سونا پڑتا ہے بڑی وحشت میں رات گذارنا پڑتی ہے۔

حضرت نے فرمایا۔ جب ان جگہوں میں پہنچو تو داہنے پیر کو پہلے رکھو اور کہو۔ بسم اللہ و باللہ۔ اور جب نکلو تو

بائیں پیر کو پہلے نکالو اور اللہ کا نام لو تاکہ نامناسب امر کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

مرحوم صدوق لکھتے ہیں۔

۶۹۹- حضرت علی علیہ السلام ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں ان فقرات کو زبان پر جاری فرماتے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ اللَّيَالِي وَالدُّهُوْرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ اَمْوَاجِ الْبُحُوْرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَرَحْمَتُهُ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُوْنَ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ الشَّوْكِ وَالشَّجَرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ الشَّعْرِ وَالْوَبَرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ الْقَطْرِ وَالسَّمَطَرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ الْحَجَرِ وَالْمَدَرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ لَمْحِ الْعُيُوْنِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِي اللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَفِي الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ الرِّيَاحِ فِي الْبَرَارِيِّ وَالصُّخُوْرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنَ الْيَوْمِ اِلٰى يَوْمِ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شب و روز کے بقدر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دریا کی موجوں کے بقدر

خدا کے علاوہ کوئی خدا نہیں اس کی رحمت ہر اس چیز سے بہتر ہے جو جمع کرنے والے جمع کر رہے ہیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہر شجر و خار کے بقدر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہر موے بدن انسان و حیوان کے بقدر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بارش اور اس کے قطروں کے بقدر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہر پتھروں اور سنگ ریزوں کے بقدر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پلک جھپکنے کی تعداد کے بقدر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شب و روز کے گذرتے لمحات کے بقدر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ صحراؤں اور ریگ زاروں کی ہواؤں کے بقدر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اس وقت سے صبح قیامت تک آنے والے اگر کسی نے ہر روز اس کو دس دس بار پڑھا تو خدا اس کو ہر تہلیل کے بدلے جنت میں دُرّ و یاقوت کی ایک منزل عطا فرمائے گا ایک منزل سے دوسری منزلوں کا فاصلہ اس قدر طولانی ہوگا کہ اگر ایک تیز رفتار سوار طے کرنا چاہے تو سو سال میں طے کرے گا۔

اس ایک منزل میں ایک شہر ہوگا اور اس شہر میں ایک قصر ہوگا جو بغیر شگاف کے موتی سے تیار کیا گیا ہوگا اور ان شہروں میں بے شمار گھر، قلعے، اور ہر گھروں میں بے شمار دریچے، دروازے، آراستہ کمرے، مسندیں، کنیزیں، بیویاں،

بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں، سجے دسترخوان، نوکر چاکر نہریں، گھنے درخت اور زیورات و لباس ہوں گے جن کی توصیف سے زبانیں قاصر ہیں۔

جس وقت یہ بندہ گوشہ قبر سے اٹھے گا ہر موئے بدن سے ایک نور خارج ہوگا اور ستّر ہزار ملائکہ اس کے دائیں و بائیں اس کی ہمراہی کرتے ہوئے جنّت تک لے جائیں گے۔

جس وقت وارد بہشت ہوگا یہ ملائکہ اس کے پیچھے ہوں گے اور یہ سب کے آگے اس قصر کی طرف بڑھ رہا ہوگا جس کا ظاہری حصہ یاقوت سرخ کا ہوگا اور اندرونی حصہ سبز زبرجد سے بنا ہوگا اس جگہ ہر وہ نعمت ہوگی جو جنت میں خلق ہو چکی ہوگی۔

پھر ملائکہ اس سے سوال کریں گے اے ولی خدا جانتے ہو یہ شہر کیا ہے اور یہ کس عمل کا صلہ ہے؟

بندہ مومن۔ نہیں معلوم

بندہ مومن۔ تم لوگ کون ہو؟

ملائکہ۔ ہم لوگ وہ فرشتے ہیں جو دنیا میں تمھاری تحلیل کے گواہ تھے۔ یہ شہر اور جو کچھ بھی اس میں ہے یہ سب اسی کا صلہ ہے۔

لیکن یہ جو کچھ دیکھ رہے ہو اس سے بہتر اللہ نے تمھارے لئے اپنے گھر "دارالسلام" میں مہیا کیا ہے ——— اس کی نعمتوں کا سلسلہ لامتناہی ہے۔

سلگتا گھر

ابن درداء کے لئے مشہور ہے کہ کسی نے ان سے کہا تمھارے گھر میں آگ لگ گئی ہے۔ ابن درداء نے جواب دیا ہو نہیں سکتا ہے۔

دوسرا آدمی بھی یہی خبر لے کر آیا اس کے جواب میں بھی یہی کہا کہ ممکن نہیں ہے۔

تیسرا آدمی بھی دوڑتا ہوا آیا اور کہا تمھارے گھر میں آگ لگ گئی ہے، اس کے جواب میں بھی یہی کہا کہ جل نہیں سکتا ہے۔

تھوڑی دیر بعد جب آگ پر قابو پایا گیا تو لوگوں نے دیکھا سب کے گھر جل گئے صرف ابو درداء کا مکان سالم رہا لوگوں نے پوچھا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ تمھارا مکان جل نہیں سکتا ہے؟

ابو درداء نے جواب دیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ اگر کسی نے اس دعا کو صبح میں پڑھا تو دن کے حوادث و نقصانات سے محفوظ رہے گا اور اگر رات میں پڑھا تو شب کے گزند سے محفوظ رہے گا۔

دعا یہ ہے۔

۷۰۰۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاءْ

اَعْلَمُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ قَضَاءِ السُّوْءِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ وَمِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

بارالہا! تو میرا رب ہے تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں، تو رب عرش عظیم ہے تجھ ہی پر بھروسہ ہے، ہر تغیر و تحویل تیری ذات علی و عظیم کے ذریعہ ہے جو تو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا، مجھے معلوم ہے تو ہر شی پر قدرت و تسلط رکھتا ہے اور ہر شے تیرے حیطۂ اقتدار میں ہے۔

خدایا بے نفس شریر، سر نوشت شوم جنات و انسان کے شر اور ہر ذی روح کے شر سے پناہ عنایت فرما جس کی باگ ڈور تیرے دست قدرت میں ہے، میرے رب کا فیصلہ صحیح و برحق ہے۔

دعاؤں کے ذریعہ بیماریوں کے برطرف کرنے کے چند طریقے ہیں۔

۱۔ دعاؤں کا ورد مرض کو برطرف کر دیتا ہے۔ لہذا حضرت امام جعفر صادق علیہ کے صحابی ناقل ہیں کہ حضرت جب

مریض ہوئے تو آپ نے حضرت حق کو مخاطب فرمایا۔

خدایا! تو لوگوں کو صحت و بیماری میں مبتلا فرماتا ہے اور ان تک تیرا پیغام ہے۔ جن لوگوں کو میرے علاوہ خدا مانتے ہو وہ تم سے کسی تکلیف کو برطرف نہیں کر سکتے اور نہ موجودہ حالت کو بدلنے پر قادر ہیں[1]۔

پھر حضرت نے ان فقرات کو زبان پر جاری فرمایا۔

۷۰۱۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قَدْ غَیَّرْتَ اَقْوَامًا فَقُلْتَ: (قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِہٖ فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا) (۱) فَیَا مَنْ لَا یَمْلِکُ کَشْفَ ضُرِّیْ وَلَا تَحْوِیْلَہٗ عَنِّیْ اَحَدٌ غَیْرُکَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاکْشِفْ ضُرِّیْ وَحَوِّلْہُ اِلٰی مَنْ یَدْعُوْ مَعَکَ اِلٰھًا اٰخَرَ لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

اے معبود! تیرے علاوہ کوئی بھی میرے درد و رنج کا برطرف کرنے اور اس بلا سے نکالنے والا نہیں ہے۔

محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیج اور مجھے اذیتوں سے نجات مرحمت فرما اور میرے بدلے ان لوگوں کو مبتلائے بلا فرما جو تیرا شریک قرار دیتے ہیں۔

داؤد بن زید کہتے ہیں مدینہ میں شدید مریض ہوا اس کی

---

[1] اسراء، ۵۶

خبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ہوئی تو آپ نے مجھے تحریر فرمایا۔

سنا ہے تم مریض ہو گئے ہو تین کیلو گیہوں خریدو اور خود چت لیٹ جاؤ اور اپنے سینہ پر اس گیہوں کو تھوڑا تھوڑا گراڈالو ——— اور یہ دعا پڑھتے رہو۔

۷۰۲۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ اِذَا سَأَلَکَ بِہِ الْمُضْطَرُّ کَشَفْتَ مَا بِہِ مِنْ ضُرٍّ وَ مَکَّنْتَ لَہٗ فِی الْاَرْضِ، وَجَعَلْتَہٗ خَلِیْفَتَکَ عَلٰی خَلْقِکَ، اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ، وَاَنْ تُعَافِیَنِیْ مِنْ عِلَّتِیْ۔

پھر بیٹھ جاؤ اور اس گیہوں کو اکٹھا کر کے ہر مسکین کو ۵۰، گرام دیدو اور دیتے وقت بھی پھر اسی دعا کو پڑھنا۔

داؤد کہتے ہیں میں نے حضرت کے ارشاد پر عمل کیا تو خود بھی مرض کے چنگل سے نکل گیا اور جس کو بتایا اس کو بھی نجات ملی۔

ترجمہ دعا

خدایا! میں تجھ سے سوالی ہوں، اور تیرے اسماء حسنیٰ کا واسطہ جب کبھی مضطرب نے تیرے ان ناموں سے تجھ کو پکارا تو تو نے اس کی اذیت کو برطرف فرمایا اور زمین پر راحت بخشی اور

اپنے بندوں پر اپنا جانشین بناتے ہوئے قدرت واختیار بخشا۔ محمدؐ وآل محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرما۔ اور مجھ کو اس مرض سے رہائی عنایت فرما۔

علاج درد

اگر کہیں درد ہو یا جسم ٹوٹ پھوٹ جائے تو ان جگہوں پر ہاتھ رکھ کر چالیس مرتبہ یہ دعا پڑھی جائے تو خدا کے کرم سے شفا نصیب ہوگی۔

دعا یہ ہے۔

۴۰۳۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں
ساری تعریفیں اسی کے لئے مخصوص ہیں خدا میرے لئے کافی ہے اور وہ بہترین وکیل وناصر ہے۔
بابرکت ہے ذات اقدس جو ہر خلق کرنے والے سے احسن واعلیٰ ہے۔
اللہ علی وعظیم کے علاوہ کوئی قوت وقدرت نہیں۔

یونس بن عمار کسی مرض میں مبتلا تھے ان کے اس مرض کی وجہ سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ مرض خدا کے مخلص بندوں کو نہیں ہوتا۔ یونس نے اپنے مرض کی شکایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی اور لوگوں کے خیالات بیان کئے تو حضرت نے فرمایا جسم میں اگر کوئی نقص و عیب ہو تو اس سے کوئی منفور خدا نہیں ہوتا کیونکہ مومن آل فرعون کی انگلیاں کٹی ہوئی تھیں لیکن لوگوں کو انبیاء کی پیروی کی دعوت دے رہا تھا۔

پھر حضرت نے یونس بن عمار سے کہا۔

جب ایک تہائی رات رہ جائے تو اٹھو وضو کرو اور نماز پڑھو اور دوسری رکعت کے آخری سجدہ میں یہ کہو۔

۷۰۴۔ یَا عَلِیُّ، یَا عَظِیْمُ، یَا رَحْمٰنُ، یَا رَحِیْمُ، یَا سَامِعَ الدَّعْوَاتِ، یَا مُعْطِیَ الْخَیْرَاتِ، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَعْطِنِیْ مِنْ خَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ، وَاصْرِفْ عَنِّیْ مِنْ شَرِّ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ، وَاَذْهِبْ عَنِّیْ هٰذَا الْوَجَعَ فَاِنَّهٗ قَدْ اَغَاظَنِیْ وَاَحْزَنَنِیْ، وَاَلِحَّ فِی الدُّعَاءِ۔

اے علی وعظیم، اے رحمٰن ورحیم، اے دعاؤں کے سننے والے، اے خیر وخیرات کے عطا کرنے والے محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرما اور اپنے شایان شان خیر دنیا وآخرت مجھے عنایت فرما اور اپنی حیثیت وشان کے بقدر دنیا وآخرت کے شر کو مجھ سے برطرف فرما اے خدا مجھے اس درد سے نجات مرحمت فرما اس نے مجھے کبیدۂ خاطر اور رنجیدہ کر دیا ہے۔

حضرت نے مزید فرمایا۔

بااصرار خدا سے مانگتے رہنا۔

یونس کہتے ہیں کہ ابھی کوفہ نہیں پہنچا کہ حضرت حق نے مجھے عافیت وصحت مرحمت فرمائی۔

درد کی دوا

داؤد کہتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر کہیں درد ہو تو ہاتھ کو درد کی جگہ پر رکھ کر تین بار کہو۔

۷۰۵۔ اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ رَبِّیْ حَقًّا لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ لَھَا وَلِکُلِّ عَظِیْمَۃٍ فَفَرِّقْھَا عَنِّیْ۔

اے خدا، اے خدا، اے خدا تو میرا رب حقیقی ہے میں کسی کو تیرا شریک قرار نہیں دیتا۔

بارالہا! تو اس کام اور ہر امر کی پناہ گاہ ہے۔ لہذا اس درد کو مجھ سے برطرف فرما۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے درد کے برطرف کرنے کے لئے ایک دعا تعلیم فرمائی جس کا طریقہ یہ ہے۔

نماز فریضہ کے بعد داہنے ہاتھ سے اپنی ڈاڑھی کو پکڑے اور تین بار اس دعا کو ڈبڈبائی آنکھوں اور آہ و زاری کے ساتھ پڑھے۔

۷۰۶۔ بِسْمِ اللّٰهِ كَمْ مِنْ نِعْمَةٍ لِلّٰهِ فِي عَرْقٍ سَاكِنٍ وَغَيْرِ سَاكِنٍ عَلٰى عَبْدٍ شَاكِرٍ، وَتَأْخُذُ بِلِحْيَتِكَ الْيُمْنٰى بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَفْرُوضَةِ وَتَقُولُ: اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنِّي كُرْبَتِي، وَعَجِّلْ عَافِيَتِي وَاكْشِفْ ضُرِّي۔ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ وَاحْرُصْ اَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ مَعَ بُكَاءٍ وَدُمُوعٍ۔

ابوحمزہ کہتے ہیں میرے زانو میں درد تھا میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ذکر کیا تو آپ نے نماز کے بعد پڑھنے کے لئے یہ دعا تعلیم فرمائی۔

۷۰۷۔ يَا اَجْوَدَ مَنْ اَعْطٰى، وَيَا خَيْرَ مَنْ سُئِلَ، وَيَا اَرْحَمَ مَنِ اسْتُرْحِمَ ضَعْفِي وَقِلَّةَ حِيلَتِي

وَاعْفُنِیْ مِنْ وَجَعِیْ۔

اے عطا کرنے والوں میں سب سے زیادہ عطا کرنے والے اے حاجت رواؤں میں سب سے بہتر حاجت روا اے خدا تو ان سب سے زیادہ رحیم ہے جس سے رحم کی کی درخواست کی جاتی ہے۔ میری ناتوانی و بے چارگی پر رحم فرما اور مجھے درد سے نجات عنایت فرما۔

ابو حمزہ کہتے ہیں حضرت کے ارشاد پر عمل کیا اور درد سے چھٹکارا مل گیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں دادا جان حضرت امیر المومنین علیہ السلام بیمار ہوئے حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لائے اور دادا جان سے فرمایا یہ کہو۔

۷۰۸۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ تَعْجِیْلَ عَافِیَتِکَ، اَوْ صَبْرًا عَلٰی بَلِیَّتِکَ، اَوْ خُرُوْجًا اِلٰی رَحْمَتِکَ۔

بارالہا! تیری طرف سے جلد عافیت کا امیدوار ہوں یا مجھے اپنی ان بلاؤں پر صبر عنایت فرما یا پھر مجھے اپنے جوار رحمت میں بلالے۔

ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے درد کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا۔

بسم اللہ کہہ کر ہاتھ کو درد کی جگہ پر رکھو اور اس دعا کو سات بار پڑھو۔

۷۰۹۔ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰہِ، وَاَعُوْذُ بِقُدْرَةِ اللّٰہِ، وَ اَعُوْذُ بِرَحْمَةِ اللّٰہِ، وَاَعُوْذُ بِجَلَالِ اللّٰہِ، وَاَعُوْذُ بِعَظَمَةِ اللّٰہِ، وَاَعُوْذُ بِجَمْعِ اللّٰہِ، وَاَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ، وَاَعُوْذُ بِاَسْمَاءِ اللّٰہِ، مِنْ شَرِّ مَا اَحْذَرُ وَ مِنْ شَرِّ مَا اَخَافُ عَلٰی نَفْسِی۔

خدا کی عزت، خدا کی قدرت، خدا کی رحمت، خدا کے جلال، خدا کی عظمت، خدا کی سلطنت، خدا کے رسول، خدا کے اسماء حسنیٰ کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں ہر اس شر سے جس سے خائف و ہراساں ہوں۔

وہ شخص کہتا ہے میں نے اس دعا کو پڑھا درد کا دُور دُور تک پتہ نہیں تھا۔

ابراہیم بن اسرائیل ناقل ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ میری ایک کنیز کے گلے میں غدود نکل آیا تھا ندائے غیبی آئی۔ آپ نے اس کنیز سے فرمادیں

۷۱۰ یَا وَدُوْدُ، یَا رَحِیْمُ، یَا رَبُّ، یَا سَیِّدِی

کہے میں نے اس سے یہ اسماء بتائے اس نے اِس کا ورد کیا غدود جاتے رہے۔

پھر حضرت نے فرمایا۔ یہ دعائے جعفر بن سلیمان ہے۔

رنج وغم سے رہائی کی دعائیں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔
اے ابو حمزہ جب کبھی کسی خوفناک مسئلہ سے دوچار ہو تو کیوں نہیں کسی تنہائی میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرتے اور نماز کے بعد ستر بار اس دعا کو پڑھتے اور ہر بار دعا کے خاتمہ پر اپنی حاجت خدا سے طلب کرتے۔

۱۱۷۔ یَا اَبْصَرَ النَّاظِرِیْنَ، وَیَا اَسْمَعَ السَّامِعِیْنَ، وَیَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِیْنَ، وَیَا اَرْحَمَ الرَّحِمِیْنَ۔

اے دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ نظر رکھنے والے، اے سننے والوں میں سب سے زیادہ سننے والے، اے حساب کرنے والوں میں سب سے سریع حساب کرنے والے، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

روتے درخت

۱۱۸۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔
شیبہ ہذلی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور آپ سے عرض کیا، میں حد سے زیادہ بوڑھا ہو چکا ہوں اب کسی کام کی قوت نہیں ہے اب تک نماز روزہ حج وجہاد بجالاتا رہا، آپ کوئی ایسا ذکر مجھے تعلیم فرمادیں جو آسان بھی ہو اور

ہمیں ثواب بھی ملتا رہے۔

آنحضرت صلی اللہ نے فرمایا۔ پھر سے کہو کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے تین بار آنحضرت سے اپنی ناتوانی کا تذکرہ کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیبہ ہذلی سے فرمایا اردگرد کا کوئی درخت اور سنگ ریزہ ایسا نہیں جو تمہاری بے چارگی پر ترس کھا کر رویا نہ ہو۔

اے شیبہ ہذلی جب صبح کی نماز پڑھ لیا کرو تو کہو۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اس ذکر کے ذریعہ خدا تم کو ضعف نظر، دیوانگی، جذام، غربت اور پیری کی ناتوانی سے محفوظ رکھے گا۔

شیبہ ہذلی نے کہا یا رسول اللہ یہ تو دنیا کے لئے تھا آخرت کے لئے کوئی ذکر تعلیم فرمائیں تو آپ نے فرمایا۔

ہر نماز کے بعد پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ مِنْ عِنْدِكَ، وَاَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ، وَانْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَحْمَتِكَ، وَاَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ۔

بارالہا اپنی طرف سے میری ہدایت اور اپنے فضل و رحمت و برکت سے مجھے بہرہ مند فرما۔

اس مرد ضعیف نے آنحضرتؐ سے اس دعا کو لیا اور مسلسل اس کا ورد کرتا رہا اور اس قدر سختی سے عامل رہا کہ اس کا تذکرہ ایک شخص نے ابن عباس سے بھی کیا۔

آنحضرتؐ نے مزید فرمایا اگر یہ شخص عمداً اس دعا کو ترک نہ کرے تو قیامت کے دن بہشت کے آٹھ دروازے اس کے لئے کھول دیئے جائیں گے جس در سے چاہے جا سکتا ہے۔

دعائے ردبلا

مرحوم کلینی نے لکھا ہے کہ
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔
جب والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کسی ناگوار حادثہ سے متاثر ہوتے تو اس دعا کو پڑھتے۔

۷۱۳۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ، وَزَكِّ عَمَلِیْ، وَیَسِّرْ مُنْقَلَبِیْ، وَاَھْدِ قَلْبِیْ، وَاٰمِنْ خَوْفِیْ، وَعَافِنِیْ فِیْ عُمُرِیْ كُلِّهٖ، وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ، وَاغْسِلْ خَطَایَایَ، وَبَیِّضْ وَجْهِیْ، وَاعْصِمْنِیْ فِیْ دِیْنِیْ، وَسَهِّلْ مَطْلَبِیْ وَوَسِّعْ عَلَیَّ فِیْ رِزْقِیْ، فَاِنِّیْ ضَعِیْفٌ، وَتَجَاوَزْ عَنْ سَیِّیءِ مَا عِنْدِیْ بِحُسْنِ مَا عِنْدَكَ، وَلَا

تَفْجَعْنِيْ بِنَفْسِيْ ، وَلَا تَفْجَعْ بِيْ حَمِيْمِيْ ۔

وَهَبْ لِيْ يَا اِلٰهِيْ لَحْظَةً مِنْ لَحَظَاتِكَ تَكْشِفُ بِهَا مَا بِهٖ اِبْتَلَيْتَنِيْ وَتَرُدُّنِيْ بِهَا اِلٰى اَحْسَنِ عَادَاتِكَ عِنْدِيْ ، فَقَدْ ضَعُفَتْ قُوَّتِيْ ، وَقَلَّتْ حِيْلَتِيْ ، وَانْقَطَعَ مِنْ خَلْفِكَ رَجَائِيْ ، وَلَمْ يَبْقَ لِيْ اِلَّا رَجَاؤُكَ وَتَوَكُّلِيْ عَلَيْكَ ، وَقَدْ رَتْكَ يَا رَبِّ عَلٰى اَنْ تَرْحَمَنِيْ وَتُعَافِيَنِيْ كَقُدْرَتِكَ عَلٰى اَنْ تُعَذِّبَنِيْ وَتُبْتَلِيَنِيْ ، اِلٰهِيْ ذِكْرُ عَوَائِدِكَ يُؤْنِسُنِيْ ، وَالرَّجَاءُ لِاِنْعَامِكَ يُقَوِّيْنِيْ ، وَلَمْ اَخْلُ مِنْ نِعْمَتِكَ مُنْذُ خَلَقْتَنِيْ ، فَاَنْتَ رَبِّيْ وَسَيِّدِيْ ، وَمَفْزَعِيْ وَمَلْجَئِيْ ، وَالْحَافِظُ وَالذَّابُّ عَنِّيْ ، وَالرَّحِيْمُ بِيْ ، وَالْمُتَكَفِّلُ بِرِزْقِيْ ، وَعَنْ قَضَائِكَ وَقَدَرِكَ كُلَّمَا قَدَّرْتَ لِيْ فَلْيَكُنْ سَيِّدِيْ وَ مَوْلَايَ فِيْمَا قَضَيْتَ وَقَدَّرْتَ وَحَتَمْتَ تَعْجِيْلُ خَلَاصِيْ مِمَّا اَنَا فِيْهِ جَمِيْعَهٗ وَالْعَافِيَةُ فَاِنِّيْ لَا اَجِدُ لِدَفْعِ ذٰلِكَ اَحَدًا غَيْرُكَ ، وَلَا اَعْتَمِدُ

فِيهِ إِلَّا عَلَيْكَ، فَكُنْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ عِنْدَ حُسْنِ ظَنِّي بِكَ وَرَجَائِي لَكَ، وَارْحَمْ تَضَرُّعِي وَاسْتِكَانَتِي وَضَعْفَ رُكْنِي وَامْنُنْ بِذَلِكَ عَلَى كُلِّ دَاعٍ دَعَاكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ، وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ۔

خدایا محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام پر اپنی رحمت نازل فرما، مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میرے عمل کو پاکیزہ قرار فرما، میری واپسی کو آسان فرما، قلب کی ہدایت فرما، خوف و ہراس سے بچالے، تمام زندگی میں عافیت عطا فرما، میری حجت و دلیل کو پائیداری بخش میری خطاؤں کو بجل فرما، میرے چہرہ کو نورانی کر، لغزش دینی سے حفاظت فرما، میرے امور کو آسان فرما، چونکہ میں بہت ضعیف و ناتواں ہوں لہٰذا میرے رزق میں وسعت دے، میرے گناہوں کو اپنے حسن سلوک سے درگذر فرما۔ مجھے اپنے اقرباء اور خود اپنے لئے باعث غم و اندوہ قرار نہ دے۔

بارالہا! چشم زدن کے لئے میری طرف نظر کرم فرما تاکہ تیری بلائیں برطرف ہوجائیں اور مجھے اچھی عادتوں کی طرف پلٹا دیں۔

معبود! نظر کرم فرما، چونکہ راہ تدبیر محدود ہوگئی ہے،

تیرے تمام بندوں سے امید منقطع ہوگئی، اے رب تیرا ہی آسرا ہے اور تجھ ہی پر بھروسہ ہے، تو اس پر قادر ہے کہ مجھ پر رحم کرے اور معاف فرمائے جس طرح تو عذاب و بلا میں مبتلا کرنے پر قادر ہے۔

الٰہی! تیری نعمتوں کی یادوں نے مانوس کر دیا، اور انعام کی امید نے توانائی بخشی ہے آغاز تخلیق سے آج تک ایک لحظے کے لئے تیری نعمتوں سے محروم نہیں رہا ہوں، تو میرا رب میرا مولا میری پناہ گاہ جائے پناہ ہے، تو میرا حافظ و محافظ ہے تو مجھ پر مہربان اور میری روزی کا کفیل و ذمہ دار ہے۔

قضا و قدر کے ہر فیصلے تیری منشا سے ہیں، اے سید و آقا قضا و قدر کے جن حتمی فیصلوں میں گھرا ہوا ہوں اس سے فوری رہائی تیرے علاوہ کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ تیرے علاوہ کسی پر اعتماد بھروسہ بھی نہیں ہے۔

اے صاحب جلال و کرم مجھے تجھ سے جو حسن ظن و امید ہے اس کے مطابق عمل فرما۔ خدایا مجھ مسکین کی آہ و زاری و ناتوانی پر رحم فرما اور نہ فقط مجھ پر بلکہ ہر اس شخص پر جو آس لگائے ہوئے تجھے پکار رہا ہے۔ اے ارحم الراحمین محمد آل محمد علیہم السلام پر تیرا درود و سلام ہو۔

۱۴۷۔ جناب اسماء کہتی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر کسی کو کوئی غم و اندوہ، بلا و مصیبت یا دشواری و ناگواری ہو تو خدا کو مخاطب

کرتے ہوئے کہے۔

اللهُ رَبِّی لَا اُشْرِکُ بِهٖ شَیْئاً، تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِی یَمُوتُ».

خدا میرا رب ہے میں کسی کو اس کا شریک قرار نہیں دیتا اسی خدائے زندہ و پائندہ پر اعتماد و بھروسہ ہے۔

۱۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شدید رنج و بلا میں گرفتار ہے تو حالت سجدہ میں خدا سے دعا کرے لیکن وقت سجدہ، بازو و زانوں پر لباس نہ ہو اور سینہ زمین سے ملا ہوا ہو

فراخ روزی

۱۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے اگر کسی کی روزی تنگ ہو تو خدا سے اس طرح دعا کرے۔

یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مَنْ حَقَّهٗ عَلَیْکَ عَظِیْمٌ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَنْ تَرْزُقَنِیَ الْعَمَلَ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ مِنْ مَعْرِفَةِ حَقِّکَ وَاَنْ تَبْسُطَ عَلَیَّ مَا حَظَرْتَ مِنْ رِزْقِکَ۔

بارالہا! ان لوگوں کا واسطہ جن کی تیری بارگاہ میں قدر و منزلت ہے میری حاجت کو روا فرما محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام پر صلواۃ بھیج، اور مجھے ان امور میں مشغول و مصروف فرما جسے تو نے اپنی معرفت کی وجہ

میرے دل میں ڈالا ہے میری اس روزی کو کھول دے جس کو تو نے روک رکھا ہے۔

سو بلائیں

۱۷۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں۔
نماز صبح و مغرب کے بعد اگر کسی نے زانو بدلنے اور کلام کرنے سے پہلے سو بار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

کہے تو خدا اسے سو طرح کی بلاؤں سے بچاتا ہے، جذام، برص بادشاہوں کی ظلم و زیادتی اور شیطان کا اغوا، انھیں بلاؤں کی کڑیاں ہیں۔

ڈراؤنا خواب

اگر کسی نے ڈراؤنا خواب دیکھا ہے تو نیند سے اٹھنے کے بعد بلا فاصلہ سجدہ کرے اور سجدہ میں خدا کی حمد و ثنا کرے، محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیجے اور رو رو کر خدا سے مطالبہ کرے جس خوفناک منظر کو دیکھا ہے اس سے محفوظ رکھے اور زندگی کو عافیت و سلامتی عنایت فرمائے۔ اگر ایسا کیا تو انشاء اللہ خدا اپنے فضل و کرم سے اس خواب کو بے اثر بنا دے گا۔

۷۱۸ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔
اچھا خواب عطیہ الٰہی ہے لہٰذا اگر تم میں سے کسی نے اچھا خواب دیکھا تو اسے اپنے حقیقی دوست اور چاہنے والوں کے علاوہ کسی سے نقل نہ کرے اور اگر برا خواب دیکھا ہو تو اٹھ کر بائیں طرف تھوک دے اور شیطان پر لاحول پڑھے، اور اس خواب کو کسی سے بیان نہ کرے۔ پھر اس کا برا اثر ظاہر نہیں ہوگا۔
یہ ارشاد بھی آپ ہی کا ہے۔

۷۱۹ - اچھا خواب خدا کا عطیہ ہے اور برا خواب شیطان کا وسوسہ ہے
آپ نے یہ بھی فرمایا کہ

۷۲۰ - بندہ صالح کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے [۴۶]

۷۲۱ حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام فرماتے ہیں کہ اگر تم میں سے کسی نے خوفناک خواب دیکھا تو جس پہلو پر سویا ہے اس کو بدل دے اور اس آیۂ کریمہ کی تلاوت کرے جس کا ترجمہ یہ ہے۔
اس طرح کے خیالات شیطان کی طرف سے مومنوں کو دکھ دکھ پہنچانے کے لئے ہوتے ہیں حالانکہ وہ انھیں نقصان نہیں پہنچا سکتا جب تک خدا اجازت نہ دیدے[۱]
اللہ کے نیک بندو! حضرات ائمہ طاہرین اور انبیائے کرام نے جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے میں بھی خدا کے ذریعہ انھیں چیزوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور ہر اس ناگوار چیز سے بھی جس کو خواب و بیداری میں دیکھا ہے جو ہمارے دین و دنیا کے لئے

---

[۱] بحوالہ

ضرر کا باعث ہے۔ شیطان رجیم سے خدا اپنی پناہ میں رکھے۔
دعا یہ ہے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بِمَا عَاذَتْ بِہِ الْمَلَائِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَاَنْبِیَاؤُہُ الْمُرْسَلُوْنَ وَالْاَئِمَّۃُ الرَّاشِدُوْنَ الْمَھْدِیُّوْنَ وَعِبَادُہُ الصَّالِحُوْنَ مِنْ شَرِّ مَا رَاَیْتُ وَمِنْ شَرِّ رُؤْیَایَ اَنْ تَضُرَّنِیْ فِیْ دِیْنِیْ اَوْ دُنْیَایَ وَمِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

علی بن مہزیار نے محمد بن حمزہ علوی کو لکھا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مشکلوں کے برطرف کرنے کے لئے کوئی دعا معلوم کرلو، محمد بن حمزہ علوی نے حضرت کو اسی مقصد کے لئے خط لکھا حضرت نے جواب میں یہ دعا تحریر فرمائی اور برابر پڑھنے کی تاکید کی۔

۲۲۷۔ یَا مَنْ یَکْفِیْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَلَا یَکْفِیْ مِنْہُ شَیْءٌ اَکْفِنِیْ مَا اَھَمَّنِیْ فَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ یَکْفِیَ مَا ھُوَ مِنَ الْغَمِّ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

اے وہ جو ہر طرح سے میرے لئے کافی ہے اور میں کسی اعتبار سے اس کے لئے کافی نہیں ہوں، لہذا میرے اہم کاموں کو انجام پذیر فرما، انشاء اللہ امید ہے خدا رنج و مشکلات

کو برطرف فرمائے گا۔

حضرت علیؑ کا خواب

جنگ بدر سے ایک شب قبل حضرت علی علیہ السلام نے جناب حضر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور ان سے کہا کوئی ایسی دعا بتائیے جس سے دشمنوں پر غالب رہوں حضرت نے فرمایا۔

۲۳۔ یَا ھُوَ یَا مَنْ لَا ھُوَ اِلَّا ھُوَ پڑھا کیجئے۔

حضرت امیر المومنینؑ کے اس خواب کو حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان فرمایا تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔

"اے علیؑ یہ اسم اعظم ہے"

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں بدر کے دن میری زبان پر یہ ذکر برابر جاری رہا۔

روایت میں ہے کہ جس وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام سورہ توحید کی تلاوت فرماتے اس کے بعد حضرت احدیت کو اس طرح مخاطب فرماتے۔

۲۴۔ یَا ھُوَ، یَا مَنْ لَا ھُوَ اِلَّا ھُوَ، اغْفِرْلِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔

اے اللہ کے تیرے علاوہ کوئی اور نہیں مجھے بخش دے اور کافروں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔

درندوں سے بچاؤ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جب درندے سے روبرو ہو تو آیتہ الکرسی پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو انشاء اللہ وہ درندہ بھاگ جائے گا۔ دعا یہ ہے۔

۷۲۵۔ عَزَمْتُ عَلَيْكَ بِعَزِيمَةِ اللهِ وَعَزِيمَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ۔ وَعَزِيمَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاؤدَ وَعَزِيمَةِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ، فَاِنَّهٗ يَنْصَرِفُ عَنْكَ اِنْ شَاءَ اللهُ

تجھ پر خدا و رسول، حضرت سلیمانؑ حضرت امیر المومنینؑ اور حضرت ائمہ طاہرینؑ کی نفرین ہو۔

حدیث کے راوی کا بیان ہے کہ بارگاہ امام سے اس دعا کو لے کر نکلا ہی تھا کہ ناگاہ ایک درندہ کو دیکھا کہ میری طرف بڑھ رہا ہے میں نے اسی دعا کو پڑھنے لگا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے سر کو جھکا کر لپٹ گیا۔

۷۲۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دادا جان حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے جب درندوں سے روبرو ہو تو کہو

اَعُوْذُ بِرَبِّ دَانِيَال وَالْجُبِّ مِنْ شَرِّ كُلِّ اَسَدٍ

وَمُسْتَاسِدٍ

ہر درندہ کے شر سے رب دانیال و یوسف کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں۔

کنوئیں میں

مرحوم صدوق ایک حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ جس وقت "بخت نصر" بادشاہ نے حضرت دانیالؑ اور کچھ دوسرے خدا رسیدہ بندوں کو قید کیا تو کچھ دنوں بعد اسے حضرت دانیالؑ کی عظمت و مرتبت کا پتہ چلا اور یہ بھی بتانے والوں نے بتایا کہ بنی اسرائیل دانیالؑ کی رہائی و واپسی کی آس لگائے ہوئے ہیں، تو اس نے جل کر یہ حکم دیا کہ دانیالؑ کو ایک شیر کے ساتھ گہرے کنوئیں میں بھیک دیا جائے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی شیر اور حضرت دانیالؑ کو اندھے کنوئیں میں ڈالا گیا، لیکن شیر حضرت کے قریب نہ آیا۔

شب میں بادشاہ نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ملائکہ کے گروہ کنوئیں پر آرہے ہیں اور انھیں رہائی کی خوشخبری دے رہے ہیں۔

بادشاہ خواب سے بیدار ہوا اور اپنے کئے پر نادم ہوا جناب دانیال کو وہاں سے نکلوایا اور اپنی حکومت کا قاضی اور اپنا مشیر بنایا۔ یقیناً اگر انسان ذات احدیت پر تکیہ کرے تو وہ

نشیب چاہ سے تخت سلطنت اور فراز دار سے منبر منقبت تک پہنچا دیتا ہے۔ حسینی

نسخۂ امام

عبداللہ بن سنان سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب گرداب بلا و مصیبت میں پھنس جاؤ تو یہ کہو اللہ تمھیں نجات عنایت فرمائے گا۔ کلمات یہ ہیں۔

۴۲۷۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

مرحوم شیخ کلینی لکھتے ہیں۔ کسی جنگ میں مسلمانوں نے آنحضرت سے مچھروں اور کٹکیوں کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا جب بستروں پر جاؤ تو انھیں مخاطب کر کے کہو۔

نہ تمھیں بند گھروں کی پرواہ نہ بند دروازوں سے رکاوٹ تمھیں "ام الکتاب" کی قسم کہ شب سے صبح تک مجھے اور میرے اصحاب کو نہ ستانا۔ دعا یہ ہے۔

۴۲۸۔ اَيُّهَا الْاَسْوَدُ الْوَثَّابُ الَّذِیْ لَا يُبَارِیْ خَلْقًا وَلَا بَابًا عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ بِاُمِّ الْكِتَابِ اَلَّا تُؤْذُوْنِیْ وَاَصْحَابِیْ اِلٰی اَنْ يَّذْهَبَ اللَّيْلُ وَيَجِیْءَ الصُّبْحُ بِمَا جَاءَ۔

مرحوم شیخ کلینی لکھتے ہیں۔
محمد بن ہارون نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
بچوں کی بیماریوں کا شکوہ کیا۔
حضرت نے جواب میں یہ دعا تعلیم فرمائی۔

۷۲۹۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا رَبَّ لِیْ اِلَّا لَہُ الْمُلْکُ
وَلَہُ الْحَمْدُ لَا شَرِیْکَ لَہُ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ
کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ

اللہ اکبر، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں
اللہ اکبر اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں اس کے علاوہ میرا
کوئی رب نہیں وہی صاحب ملک ولائق حمد ہے اس کا کوئی
شریک نہیں، وہ اللہ پاک ومنزہ ہے جو چاہتا ہے وہ ہوتا
ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

اے رب ذوالجلال! اے موسیٰ وعیسیٰ وابراہیم کے
وعدوں کو پورا کرنے والے پروردگار! اے ابراہیم واسماعیل
واسحاق ویعقوب اوران کی اولادوں کے خدا، تیرے علاوہ
کوئی خدا نہیں تو اپنی ہر آیتوں اور نشانیوں کے بقدر پاک
ومنزہ ہے۔

تجھے قسم ہے ان کلمات کی جس سے انبیاء نے تجھے مخاطب فرمایا، یقیناً تو انسانوں کا رب ہے تو ازلی و ابدی ہے۔ تجھے ان کلمات کا واسطہ جو آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہیں ان کلمات کا واسطہ جس سے تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اپنے بندہ کو (بیمار بچے کا نام) کو آسمان سے نازل اور آسمان کی طرف بڑھنے والی بلاؤں اور زمین سے پیدا ہونے اور زمین میں داخل ہونے والی بلاؤں سے نجات مرحمت فرما۔ سلام ہو مرسلین پر اور ساری حمد ہے رب العالمین کے لئے۔

حضرت ہی کے قلم سے یہ دعا بھی تحریر تھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۷۳۰ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَاِلَى اللّٰهِ وَكَمَا شَاءَ اللّٰهُ وَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَجَبَرُوْتِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ وَمَلَكُوْتِ اللّٰهِ، هٰذَا الْكِتَابُ اجْعَلْهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ شِفَاءً لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ عَبْدِكَ وَابْنِ اَمَتِكَ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

اللہ کے نام سے آغاز کرتا ہوں اسی سے لو لگائے ہوئے طالب نصرت ہوں وہ خود مختار ہے۔ اللہ کی عزت اس کی قدرت اس کی جلالت و ملکوت کا واسطہ اس تحریر کو (بیمار کا نام)

شفا و صحت کا سبب قرار فرمایہ بیمار اور اس کا باپ تیرا بندہ ہے اور اس کی ماں تیری کنیز۔ درود و صلواۃ ہو رسول اللہ پر

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنؑ و حسینؑ پر ان کلمات کو دم فرمایا تھا۔

۷۳۱ اُعِیْذُکُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ وَ اَسْمَائِہِ الْحُسْنٰی عَامَّۃً مِنْ شَرِّ التَّامَّۃِ وَالْھَامَّۃِ، وَمِنْ شَرِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔

تم دونوں کو اللہ کے اسمائے حسنی اور کلمات تامہ کی پناہ میں دیتا ہوں خدا تم دونوں کو زہریلے جانوروں اور نظر بد سے محفوظ رکھے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں آنحضرت پھر ہماری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا کہ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے اسحاقؑ و اسماعیل کی بھی حفاظت کی تھی۔

۷۳۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اگر کسی نے

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

کہا ستر طرح کی بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے کم از کم جنون ہے۔

اور اگر گھر سے نکلتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا تو کراماً کاتبین دو فرشتے اس سے کہتے ہیں ہدایت یافتہ ہو۔

اگر بسم اللہ کے ساتھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

کہا تو یہ فرشتے کہتے ہیں تم محفوظ ہو گئے

اور اگر

تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہ کہا تو فرشتے کہتے ہیں تم بچ گئے اس وقت شیطان چیخ کر کہتا ہے اب کیا کروں ہر طرح سے محفوظ ہے۔

گھر سے نکلتے وقت

ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں حضرت امام محمد باقرؑ کی زیارت کے لئے بیت الشرف پر حاضر ہوا حضرت جب باہر تشریف لائے تو آپ کے لب مبارک جنبش میں تھے، میں نے حضرت سے پوچھا آپ کیا پڑھ رہے تھے تو حضرت نے فرمایا کیا تم نے محسوس کر لیا میں نے کہا۔ جی ہاں آپ پر فدا ہوں مجھے بھی بتائیے۔

حضرت نے فرمایا جس کسی نے گھر سے نکلتے وقت ان فقرات کو پڑھا خدا دنیا و آخرت کی ہر مشکل کو خود برطرف فرمائیگا۔

۷۳۳ بِسْمِ اللّٰہِ، حَسْبِیَ اللّٰہُ، تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ اُمُوْرِیْ کُلِّھَا، وَ

اَعُوْذُبِكَ مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ ،
كَفَاهُ اللّٰهُ مَا اَهَمَّهُ مِنْ اَمْرِ دُنْيَاهُ وَاٰخِرَتِهٖ ۔

خدا کے نام سے ابتدا کرتا ہوں وہی میرے لئے کافی
ہے اور اسی پر بھروسہ ہے ۔
بارالہا! تجھ سے ہر چیز کا سوالی ہوں اور دنیا و آخرت
کی رسوائی و ذلت سے پناہ مانگتا ہوں ۔

.... پہلے

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں تم میں سے
جب کوئی سونے کا ارادہ کرے تو پہلے اس دعا کو پڑھے ۔

۷۳۴ - اُعِيْذُ نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ وَاَهْلِيْ وَوُلْدِيْ وَ
خَوَاتِيْمَ عَمَلِيْ وَمَا رَزَقَنِيْ رَبِّيْ وَمَا خَوَّلَنِيْ بِعِزَّةِ
اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَجَبَرُوْتِ اللّٰهِ وَرَحْمَةِ اللّٰهِ وَ
رَأْفَةِ اللّٰهِ وَغُفْرَانِ اللّٰهِ وَقُوَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ
وَجَلَالِ اللّٰهِ وَبِصُنْعِ اللّٰهِ وَاَرْكَانِ اللّٰهِ وَبِجَمْعِ
اللّٰهِ وَبِرَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ۔
وَقُدْرَةِ اللّٰهِ عَلٰى مَا يَشَاءُ ، مِنْ شَرِّ السَّامَّةِ
وَالْهَامَّةِ ، وَمِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ، وَمِنْ شَرِّ

كُلِّ مَا دَبَّ عَلَى الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا يُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ رَبِّيْ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا، اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اپنے کو، اپنے دین، اہل وعیال اور بچوں کو پناہ میں دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اتمام کار اور اس کی دی ہوئی روزی اور عطا کے لئے حسن عاقبت کا خواہاں ہوں۔

اس کی عزت، عظمت، جبروت، سلطنت، رحمت مہربانی، مغفرت، قوت، قدرت، جلال، صنعت، استحکام، روز قیامت، ذات رسالت اور اس کی خود مختار قدرت کا واسطہ کہ ہر زہریلے حیوانوں اور جن و انسان کے شر و فساد سے محفوظ فرما۔ ہر اس شر سے نجات دے جو زمین سے ابھرتے یا آسمان سے نازل ہوتے ہیں، ہر اس ذی روح سے جس کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہے بے شک میرا رب ہی صراط مستقیم ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اس خدائے علی و عظیم کے علاوہ کوئی طاقت و توانا نہیں۔ آنحضرتؑ حضرات حسنین علیہم السلام کی اسی طرح حفاظت فرماتے اور ہم لوگوں کو بھی یہی حکم دیا ہے۔

حضرت کا دوسرا ارشاد یہ ہے۔

جب تم میں کوئی سونے کا ارادہ کرے تو داہنے رخساروں کے نیچے اپنا داہنا ہاتھ رکھے اور کہے۔

۳۵۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ لِلّٰہِ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ وَدِیْنِ مُحَمَّدٍ وَوِلَایَۃِ مَنِ افْتَرَضَ اللّٰہُ طَاعَتَہٗ، مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ، وَمَالَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ۔

خدا کا نام لے کر سونے جا رہا ہوں میری نیند آئین حضرت ابراہیم و دین حضرت محمدؐ پر ہے اور ان لوگوں کی دوستی پر جن کی اطاعت واجب کی گئی ہے خدا جو چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔

جس کسی نے اس دعا کو پڑھا چوری، لوٹ مار۔ مکان کے نیچے دبنے سے محفوظ رہے گا اور ملائکہ اس کے لئے استغفار کرتے رہتے۔

نہ نکلو مگر

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث ابوبصیر نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا اگر کسی نے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھی تو ہر طرح کی بلا و مصیبت سے بچا رہے گا۔

اَعُوْذُ بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ، وَمِنْ شَرِّ هٰذَا الْيَوْمِ الْجَدِيْدِ الَّذِیْ اِذَا غَايَتْ شَمْسُهٗ لَمْ يَعُدْ، وَمِنْ شَرِّ نَفْسِیْ، وَمِنْ شَرِّ غَيْرِیْ، وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ، وَمِنْ شَرِّ مَنْ نَصَبَهٗ لِاَوْلِيَاءِ اللّٰهِ، وَمِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ، وَمِنْ شَرِّ السِّبَاعِ وَالْهَوَامِّ، وَمِنْ شَرِّ رَكُوْبِ الْمَحَارِمِ كُلِّهَا، اَجِيْرُ نَفْسِیْ بِاللّٰهِ وَمِنْ كُلِّ سُوْءٍ، غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ، وَتَابَ عَلَيْهِ، وَكَفَاهُ الْمُهِمَّ وَحَجَزَهٗ عَنِ السُّوْءِ، وَعَصَمَهٗ مِنَ الشَّرِّ۔

میں بھی ان چیزوں سے پناہ مانگتا ہوں جس سے ملائکہ نے پناہ مانگی ہے میں آج کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے آج کا سورج لے کر آیا ہے جب یہ غروب کرے گا تو دن کا خاتمہ ہوگا پھر یہ دن پلٹ کر آنے والا نہیں ہے اور اسی طرح میں اپنے نفس کے شر، دوسروں کے شر شیطان کے شر، اولیائے خدا کے دشمنوں کے شر، زہریلے حیوانوں درندوں اور انسان و جنات کے شر سے بھی پناہ مانگ رہا ہوں اللہ کی مغفرت اور اس کی نظر کرم کا متمنی ہوں وہی ہر مہم کو سر کرتا ہے اور ناگواریوں سے بچاتا ہے اور اس کی سپر بنتا ہے۔

باب ششم

قرآن خود بھی "ذکر" ہے لہذا جتنے فائدے دعا اور ذکر میں بیان کئے گئے ہیں وہ قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں۔ آئندہ صفحات میں آپ ان روایات کو پڑھیں گے جن میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کے ذریعہ بلائیں ٹلتی ہیں، امیدیں بر آتی ہیں اور ان روایتوں کو بھی ملاحظہ فرمائیں گے جو تلاوت قرآن کی ترغیب و تشویق و ترغیب دلاتی ہیں۔

قرآن کو دعا اور ذکر پر اس اعتبار سے بھی برتری حاصل ہے کہ

۱۔ قرآن خدا کا کلام ہے۔

۲۔ قرآن میں اسم اعظم ہے۔

۳۔ قرآن علم کا موجزن چشمہ ہے۔

۳۷۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ قرآن کی آیات علم کا خزانہ ہیں لہذا جس وقت بھی یہ خزانہ کھلے تمھارا فریضہ ہے کہ دیکھو اس میں کیا ہے۔ یعنی غور کرو۔

چونکہ قرآن حکیم، آنحضرتؐ کی رسالت کا معجزہ ہے لہذا اس کی تلاوت آنحضرتؐ کے معجزہ کی ترویج کا سبب بھی ہے۔

تلاوت قرآن کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس کے ہر ہر حرف کے بدلے میں ثواب رکھا گیا ہے، یہ خصوصیت قرآن کے علاوہ کسی بھی دعا و ذکر کے لئے نہیں ہے۔

۷۳۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس سلسلے میں ارشاد ہے۔

اگر تلاوت قرآن کی وجہ سے کوئی شخص میری دعاؤں کو نہ پڑھ سکے تو میں اس کو شاکرین کا ثواب عطا کروں گا۔

جناب کلینی نے آنحضرتؐ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ

۷۳۹۔ اگر کوئی شخص قرآن کے بعد یہ خیال کرے کہ دوسرے قرآن سے بہتر کتاب رکھتے ہیں تو اس نے عظیم شے کو حقیر اور حقیر شے کو عظیم قرار دیا۔

آنحضرتؐ کا ارشاد ہے۔

۷۴۰۔ جب تم لوگ حالات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں گھر جانا تو قرآن سے متمسک ہونا کیونکہ وہ ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول ہے اور ایسا گواہ ہے جس کی گواہی معتبر ہے جس کسی نے قرآن کو اپنا راہنما قرار دیا وہ اسے جنت تک لے جائے گا اور جس نے پس پشت ڈال دیا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

قرآن حکیم راہ حق کے لئے واضح رہنما ہے۔ جس نے قرآن کے اصولوں کے مطابق فیصلے کئے وہ عدالت پر گامزن رہا اور جس نے اس پر عمل کیا مستحق اجر ہوا۔

۴۱۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔
اپنے گھروں کو تلاوت قرآن سے نورانی کرو قبرستانوں کی طرح اندھیرا نہ رکھو جس طرح یہود و نصاریٰ اپنی عبادت گاہوں میں تو عبادتیں کرتے ہیں لیکن اپنے گھروں کو ویران کئے ہوئے ہیں کیونکہ جس گھر میں کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ گھر اور اس کے رہنے والے بے حساب برکتوں سے بہرہ مند ہوتے ہیں اور جس طرح زمین والوں کے لئے ستارے چمکتے ہیں اسی طرح آسمان والوں کیلئے یہ گھر چمکتا ہوتا ہے۔

۴۱۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔
جب کسی گھر میں مرد مسلم قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہے تو آسمان والے اس گھر کو اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح زمین والے آسمان پر چمکتے ستارے کو دیکھتے ہیں۔

۴۱۹۔ حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے۔
اپنے گھروں میں قرآن کا بھی حصّہ رکھو کیونکہ جس گھر میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے اس کے رہنے والے آسائش میں رہتے ہیں خیر و برکت زیادہ ہوتی ہے اور تعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور جس گھر میں قرآن کی تلاوت نہیں اس کے رہنے والے سختی میں رہتے ہیں، خیر و برکت گھٹ جاتی ہے اور افراد خاندان کو نقصان بھی ہوتا ہے۔

۴۲۰۔ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

مومن کو چاہیے کہ موت نہ آنے تک قرآن کو پڑھنا سیکھ لے یا اس کے سیکھنے میں لگا ہوا ہو۔

۴۵۷۔ دیلمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث نقل کی ہے۔

قرآن کی تلاوت ذکر سے افضل ہے اور ذکر صدقہ سے اور صدقہ روزہ سے اور روزہ جہنم کی سپر ہے۔

حضرت کا یہ بھی ارشاد ہے۔

۴۵۶۔ حالت نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھنے والوں کو ہر حرف کے عوض میں سو نیکیاں اور بیٹھ کر پڑھنے والوں کو پچاس نماز کے علاوہ باوضو پڑھنے والوں کو پچیس[۲۵] اور بے وضو پڑھنے والوں کو دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں۔

پھر حضرت نے فرمایا۔ یہ خیال نہ کرنا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ یہ تین حرفوں کا مجموعہ ہے لہٰذا اس کی تیس نیکیاں ہیں

۴۵۷۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ اگر کسی نے نماز میں کھڑے ہو کر قرآن کی آیات کو پڑھا تو حضرت احدیث ہر حرف کے عوض سو نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں تحریر فرماتا ہے اور اگر نماز کے علاوہ پڑھا تو دس نیکیاں عطا فرماتا ہے، اور اگر صرف قرآن کو سنا تو ہر حرف کے عوض ایک نیکی کا مستحق ہوتا ہے اور اگر رات ہی میں قرآن کو ختم کر دے تو ملائکہ صبح تک اس پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ اور اگر دن میں ختم کیا تو شب تک اس کے

نگہبان فرشتے درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں۔
ایسے شخص کی دعا مستجاب ہے اور زمین و آسمان کے درمیان پائے جانے والے خیر و خیرات کا مستحق ہے۔
راوی نے حضرتؑ سے سوال کیا یہ نیکیاں تو اس کے لئے ہیں جو قرآن پڑھا ہوا ہو اور اگر کسی نے قرآن نہ پڑھا ہو اس کے لئے کیا ہے؟
تو حضرتؑ فرمایا۔
اے بھائی! اللہ جواد ہے بزرگ اور کریم، اگر کسی نے قرآن کے فقروں کو دھرا لیا تو خدا اس کو بھی وہی ثواب عطا فرمائے گا۔

۴۸۷۔ حضرت امام محمدؑ نے فرمایا۔
نماز میں کھڑے ہو کر قران پڑھنے والے کو ہر حرف کے عوض سو نیکیاں اور بیٹھ کر پڑھنے والے کو پچاس نیکیاں اور بغیر نماز قرآن پڑھنے والے کو دس نیکیاں پروردگار عالم عطا فرماتا ہے۔

۴۸۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا
نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھنے والے کو ہر حرف کے عوض پچاس نیکیاں خداوند کریم عطا فرماتا ہے اور پچاس گناہ محو فرماتا ہے اور پچاس درجے بلند فرماتا ہے۔
اسی طرح کھڑے ہو کر نماز میں قرآن کے ایک حرف کی تلاوت کرنے والے کو خداوند کریم سو نیکیاں عطا فرماتا

ہے، سو گناہ محو فرماتا ہے، سو درجے بلند کرتا ہے اور اگر کسی نے قرآن مجید کو ختم کر لیا تو اس کی ایک دعا دیر یا سویر سے قبول ہوتی ہے۔

راوی نے حضرت سے پوچھا کیا پورا قرآن ختم کرنے پر ایک دعا قبول ہوگی۔ حضرت نے جواب دیا۔ ہاں۔

۷۵۰۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ میں نے باباجان سے سنا کہ انھوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

قرآن کو جہاں تک جانتا ہے وہیں تک ختم کرے۔

۷۵۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ اگر کسی نے تلاوت کے بغیر کتاب خدا کے ایک حرف کو سنا تو خدا اسے ایک نیکی عطا فرماتا ہے اور ایک گناہ محو کرتا ہے اور ایک درجہ بلند بھی کرتا ہے۔

۷۵۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں دو جمعہ کے درمیان، یا اس سے کم و زیادہ عرصہ میں قرآن کریم کو ختم کیا لیکن روز ختم جمعہ رہا ہو تو خدا اس کی پاداش میں اسے ابتدائے دنیا کے پہلے جمعہ سے خاتمہ دنیا کے آخری جمعہ تک کی نیکیاں عطا فرماتا رہے گا۔

اور اگر مکہ مکرمہ کے علاوہ بھی اسی طرح انجام دیا تو اسے بھی یہی ثواب عنایت فرمائے گا۔

۷۵۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ شب کے وقت
دس آیات کی تلاوت والے غافلین میں شمار نہیں ہوتے۔
پچاس آیات کی تلاوت کرنے والے ذاکرین میں قرار پاتے ہیں۔
سو آیات کی تلاوت کرنے والے اطاعت گذار کہے جاتے ہیں۔
دو سو آیات کی تلاوت کرنے والے خدا سے ڈرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔
تین سو آیات کی تلاوت کرنے والے کامیاب افراد میں قرار پاتے ہیں
پانچسو آیات کی تلاوت کرنے والے مجتہدین میں لکھے جاتے ہیں ـــــ اور
ہزار آیات کی تلاوت کرنے والوں کو اس انسان کی نیکیاں دی جاتی ہیں جس نے گویا پندرہ ہزار مثقال سونا راہ خدا میں خرچ کیا ہے۔ ایک مثقال بیس، چوبیس قیراط ہوتے ہیں اور سب سے چھوٹا قیراط کوہ احد کے بقدر ہوتا ہے اور سب سے بڑا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ کے برابر ہوتا ہے۔

تھکا تاجر

۷۵۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔
اے فضیل! تم لوگوں میں سے جو لوگ تجارت کرتے ہیں ان کو چاہیے کہ جب گھروں کو پلٹیں تو جب تک قرآن سے کوئی سورہ نہ پڑھ لیں نہ سوئیں تاکہ ان کے نامہ اعمال میں ہر آیت کے عوض دس نیکیاں لکھی جائیں اور دس گناہ محو کئے جائیں۔

خانہ بے نور

۷۵۵۔ قرآن کریم کا گھروں میں رکھنا مستحب ہے۔ اسی سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا میری خواہش ہے کہ گھروں میں قرآن ہو چونکہ پروردگار عالم قرآن کی موجودگی کی وجہ سے اس گھر کو شیطان سے محفوظ رکھتا ہے۔

۷۵۶۔ تین چیزیں خدا سے شکایت کرتی ہیں
۱۔ ویران مسجد جس میں کوئی نماز نہ پڑھتا ہو۔
۲۔ جاہلوں کے درمیان عالم۔
۳۔ تلاوت نہ کرنے کی وجہ سے قرآن جس پر گرد و غبار پڑی ہو۔

۷۵۷۔ اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجھے قرآن حفظ ہے آیا دیکھ کر اس کی تلاوت کروں یا زبانی تو حضرتؑ نے فرمایا قرآن دیکھ کر تلاوت کرو۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ قرآن کی آیات کا دیکھنا عبادت ہے۔

۷۵۸۔ حضرت کا یہ ارشاد بھی ہے۔
دیکھ کر تلاوت کرنے والے کی آنکھوں کی روشنی بڑھتی ہے اور اس کے والدین کے عذاب میں کمی ہوتی ہے خواہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔

۷۵۹۔ حضرت نے اپنے جد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل فرمایا کہ
دیکھ کر قرآن کی تلاوت کرنا شیطان کے لئے سب سے زیادہ شاق ہے قرآن کریم کی گھر میں موجودگی شیطان کو بھگاتی رہتی ہے۔

حسرت قیامت

جن لوگوں نے قرآن کو حفظ کیا ہے انھیں چاہیے کہ بار بار دہراتے رہیں تاکہ بھولنے نہ پائیں چونکہ جو لوگ حفظ کرکے بھول جاتے ہیں میں قیامت کے دن حسرت میں مبتلا ہوں گے۔
ایک دن عبداللہ بن مسکان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں رنج و مصیبت نے بہت سی اچھی چیزوں کو بھلا دیا اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ کچھ قرآن بھی بھول گیا ہوں۔
قرآن کا نام آتے ہی حضرت کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوا اس کے بعد فرمایا

۷۶۰ - جو شخص قرآن کے کسی سورے کو حفظ کرنے کے بعد فراموش کر دیتا ہے یہ سورہ قیامت کے دن مجسم ہو کر اس کے سامنے ظاہر ہوگا اور سلام کرے گا جس پر یہ شخص سوال کرے گا تم کون ہو؟ میں تم کو پہچانتا نہیں ہوں تو یہ سورہ جواب دے گا میں فلاں سورہ ہوں جس کو تم نے بھلا دیا اگر یاد رکھا ہوتا تو میں تمھیں اس مرتبہ تک پہنچا دیتا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے پھر فرمایا۔

تمھارا فریضہ ہے کہ قرآن سیکھو کیونکہ کچھ لوگ وہ ہیں جو صرف اس لئے پڑھتے ہیں تاکہ قاری کہے جائیں۔ کچھ اس لئے پڑھتے ہیں تاکہ خوش الحان کہے جائیں، ان باتوں میں کوئی بھلائی نہیں ہے اس کے برخلاف کچھ لوگ وہ ہیں جنھوں نے قرآن کو اس لئے سیکھا تاکہ شب و روز اس کی تلاوت کر سکیں انھیں اس کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کہ انھیں کوئی قاری و خوش الحان کہے یا نہ کہے۔

۷۶۱ - حضرت کا یہ ارشاد بھی ہے۔

جس نے کسی سورہ کو فراموش کر دیا یہ سورہ قیامت کے دن جنّت کے ایک بلند مرتبہ سے حسین و جمیل شکل میں مجسم ہوگا جس وقت اس شخص کی نظر اس پر پڑے گی کہے گا۔

تم کون ہو کس قدر حسین ہو اے کاش ہمارے لئے ہوتی! اس وقت وہ سورۂ مجسّم جواب دے گا مجھے نہیں پہچانتے؟ میں فلاں سورہ ہوں جس کو تم نے بھلا دیا اگر یاد رکھا

ہوتا تو میں آج تم کو اس مرتبہ تک پہنچا دیتا۔

۷۶۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے لئے ہے کہ آپ نے فرمایا۔

خدا کی مخلوق کے درمیان قرآن اس کا عہد نامہ ہے لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اس عہد نامہ کو دیکھیں اور ہر روز اس میں سے پچاس آیات کی تلاوت کریں۔

۷۶۳۔ ہشیم بن عبید نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ ایک شخص نے قرآن پڑھا اور بھلا دیا پھر یاد کیا اور تین مرتبہ ایسا ہوا کیا قصور وار ہے؟

حضرت نے فرمایا نہیں۔

قرآن کے فوائد

قرآن کے دامن میں بے شمار لعل و جواہر، عجیب و غریب معجزے اور بے پناہ امراض کی دوا پوشیدہ ہے۔

قرآن کی رفعتوں کو نہ تو سر بہ فلک پہاڑوں سے تشبیہ دی جا سکتی ہے اور نہ تلاطم خیز دریاؤں سے تقابل کیا جا سکتا ہے۔

ماہر سے ماہر خطیب اور توانا سے توانا فقیہ اپنی خطابت و فقاہت میں قرآن کی پند و نصیحت اور حلال و حرام کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی طرح میدان فصاحت و بلاغت میں بھی ہر فصیح و بلیغ کو قرآن کی بلاغت و فصاحت سے استفادہ کرنا

ہوتا ہے۔

ایک کہنہ مشق ادیب قرآن کے معانی و مطالب کی موشگافی میں اپنے لئے فخر محسوس کرتا ہے۔

اسی لئے قرآن نے فرمایا اس کتاب آسمانی کے بعد اب کس بات پر ایمان لائیں گے[1] میں نے قرآن میں کوئی بات فروگذاشت نہیں کی ہے[2]

قرآن اپنے دامن ہر مرض کی دوا و شفا رکھتا ہے اس پر عمل عامل کو بے نیاز اور اس کی قرأت استجابت دعا کا ذریعہ ہے۔

علاج

بطور نمونہ یہاں کچھ دعاؤں کو پیش کر رہا ہوں ورنہ درد و مرض سے متعلق بے شمار نسخے ہیں جس کو آنحضرتؐ اور آپ کے اوصیائے طاہرین ہی بتا سکتے ہیں۔

۷۶۴۔ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے درد سینہ کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا قرآن سے شفا تلاش کرو چونکہ ارشاد باری ہے۔ قرآن سینوں کے امراض کے لئے شفا ہے[3]

۷۶۵۔ شیخ صدوق نے آنحضرتؐ کی حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے

---

[1] سورۂ اعراف آیت ۱۸۵، [2] سورۂ انعام آیت ۳۸ [3] سورۂ یونس آیت ۵۷

فرمایا۔ ہماری امت کے لئے شفا تین چیزوں میں ہے۔
قرآن کی آیت، شہد کا استعمال اور حجامت۔ گذشتہ زمانے میں بیماری کے برطرف کرنے کے لئے رگوں سے خون نکلواتے تھے اس کو حجامت کہتے ہیں۔ حسینی

۷۶۷۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا۔
اگر کسی نے سوتے وقت اور ہر نماز کے بعد آیت الکرسی کی تلاوت کی تو فالج اور سانپ بچھو جیسے جانوروں کے گزند سے محفوظ رہے گا۔

۷۶۸۔ جناب اصبغ بن بنانہ ایک طولانی حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت علیؑ سے عرض کرتا ہے: میرے شکم میں تکلیف ہے کیا اس کا علاج ہے؟
حضرتؑ نے فرمایا۔ مفت کا علاج ہے۔ آیۃ الکرسی کو اپنے شکم پر لکھو اور لکھ کر بار بار پی جاؤ انشاء اللہ تمہارا مرض جاتا رہے گا۔

بچاؤ

۷۶۹۔ حسین بن احمد منقری کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا۔
اگر کسی کو یقین ہو جائے تو ایک آیت قران اس کو مشرق و مغرب سے بے نیاز کر دے گی۔

۷۷۰۔ امام حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مفضل کو مخاطب

کرتے ہوئے فرمایا۔

اے مفضل! اپنے کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورہ قل ہو اللہ احد کے ذریعہ لوگوں کی نظروں سے بچا سکتے ہو، ان دونوں کو اپنے چاروں طرف اور زمین و آسمان کی جانب رُخ کر کے پڑھو۔

اور جب ظالم بادشاہ کے سامنے جانا ہو تو تین بار پڑھ کر ہاتھ کی مٹھی بند کر لو اور جب تک وہاں سے واپس نہ ہو جاؤ کھولنا نہیں۔

۷۷۱۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص سورۂ اسراء کی آیت نمبر ۱۱۰، ۱۱۱ کو سوتے وقت تلاوت کرے تو صبح تک ہر شیطان سرکش اور زبردست کے شر سے محفوظ رہے گا۔

۷۷۲۔ ائمہ طاہرینؑ سے یہ بھی مروی ہے کہ سورہ قدر کو اگر کسی ایسی چیز پر تلاوت کیا جائے جس کو چھپایا گیا ہے تو وہ محفوظ رہ جائے گی۔

۷۷۳۔ روایات میں ہے کہ سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۵۴ کو اگر سوتے وقت تلاوت کیا جائے تو شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

جس شخص کو حضرت امیر المومنینؑ نے یہ آیت تعلیم فرمائی تھی اسے ایک دیہات کا سفر درپیش ہوا سوتے وقت اس آیت کی تلاوت کرنا بھول گیا نیند میں شیطان نے

اس کی داڑھی پکڑ لی اس کے دوسرے شیطان ساتھی نے کہا کہ اس کو اُٹھ تو جانے دو، بیدار ہوتے ہی اس نے گذشتہ آیت کی تلاوت کی اور اپنے کو شر شیطان سے بچالیا۔

جب یہ شخص وہاں سے واپس ہوا تو حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے آپ کی تعلیم کردہ آیت میں سچائی و شفا دیکھی۔ اور پورا واقعہ نقل کیا۔

شیطان سے بچاؤ

۷۷۴۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص شیطان سے بچاؤ کے لئے سورہ بقرہ کی ابتدائی چار اور آخری تین آیتیں، پھر آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں تلاوت کرے تو نہ شیطان اس کے قریب آئے گا اور نہ قرآن فراموش کرے گا۔

۷۷۵۔ حاکم کے شر سے بچنے کے لئے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر کسی کو کسی بادشاہ و حاکم سے خوف ہو تو جب اس کے سامنے جائے تو کہے کٓهٰیٰعٓصٓ۔ اور ہر حرف پر داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو باری باری بند کرتا رہے، اور اسی طرح حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تلاوت کے ہر حرف پر بائیں ہاتھ کی

انگلیوں کو بند کرے اور سورہ طہٰ کی آیت عنت الوجوہ للحیّ القیوم وقد خاب من حمل ظلما[1] کی تلاوت کرے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اس کے سامنے کھول دے تو اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔

بلاؤں سے بچاؤ

۷۷۶۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمانا۔
جب تمھیں کسی چیز سے خوف ہو تو قرآن کریم میں سے جہاں سے چاہو سو آیتوں کی تلاوت کے بعد تین بار کہو۔
اَللّٰھُمَّ ادْفَعْ عَنِّی الْبَلَاءَ۔
خدایا مجھ سے بلا کو برطرف فرما۔

۷۷۷ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابو منذر ہشام سائب کلبی امام جعفر صادق کی خدمت میں باریاب ہوا حضرت نے اس سے فرمایا تم ہی تو ابو منذر ہو جو قرآن کی تفسیر بیان کرتے ہو؟
ابو منذر نے جواب دیا۔ جی ہاں
حضرت نے فرمایا۔ مجھے ان آیتوں کو تو بتاؤ جس کے لئے خداوند کریم کا ارشاد ہے۔
تم جب قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمھارے اور ان لوگوں کے

---

[1] سورہ طہٰ آیت ۱۱۱

درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک گہرا پردہ ڈال دیتے ہیں[1]۔

حضرت نے ابو منذر سے پوچھا کہ وہ کون سی آیتیں ہیں جس کی تلاوت کر کے حضرت رسول خدا اپنے کو کفار کی نگاہوں سے پوشیدہ کر لیتے تھے؟

ابو منذر نے جواب دیا نہیں معلوم

تب حضرت نے فرمایا۔ پھر کیوں کر اپنے کو مفسر قرآن کہتے ہو؟

ابو منذر نے حضرت سے عرض کیا۔ فرزند رسولؐ اگر مناسب ہو تو ان آیات کی راہنمائی فرمائیں۔

حضرت نے فرمایا وہ آیات یہ ہیں۔

ا۔ بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے جان بوجھ کر خدا نے اسے گمراہی میں چھوڑ دیا ہے اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے کہ یہ ایمان نہیں لائے گا اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے پھر خدا کے اور اس کی ہدایت کون کر سکتا ہے کیا لوگ اتنا بھی غور نہیں کرتے[2]۔

ب۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں، کانوں اور نظروں پر خدا نے مہر لگا دی ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے

---

[1] سورہ اسراء آیت ۴۵ [2] سورہ جاثیہ آیت ۲۳

اور یہی لوگ غافل ہیں[1]۔

ج ۔ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس کو خدا کی آیتیں یاد دلائی جائیں اور وہ ان سے روگردانی کرے اور اپنے گذشتہ کرتوتوں کو جو اس نے کئے ہیں بھول بیٹھے ہم نے ان کی اس روش کی بناء پر ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں تاکہ حق کو نہ سمجھ سکیں اور بہرا بنا دیا ہے تاکہ سن نہ سکیں اگر ان کو ہدایت کی دعوت دو تو ہرگز ہدایت یافتہ ہونے والے نہیں ہیں[2]

کسروی ناقل ہے کہ ـــــ میں نے ان آیات کو ایک ہمدانی شخص کو جو دیلم میں اسیر تھا بتایا اس نے ان کی تلاوت کی اور دشمن کے ٹھکانوں سے گذر گیا نہ کسی نے اسے روکا ٹوکا اور سلامتی سے وہاں سے نکل آیا۔

ابو منذر کا بیان ہے ـــــ میں نے ان آیات کو ایک قافلہ والوں کو بتایا جو کوفہ سے بغداد کی طرف جا رہے تھے یہ لوگ سات کشتیوں میں سوار تھے راہ میں ڈاکوؤں نے ان لوگوں کو گھیرا صرف وہی کشتی بچی جس میں ان آیات کی تلاوت ہوئی تھی۔

---

[1] سورہ نحل آیت ۱۰۸ [2] سورہ کہف آیت ۵۷

رہائی کے لئے

اگر ان آیات کو لکھ کر فرد بستہ[۴] پر آویزاں کر دیں تو آزاد ہو جائے گا

ا۔ اے رسولؐ ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح عطا کی تاکہ مشرکین نے آپ کو جو سبب گناہ دی ہے یا آئندہ دیں گے اسے برطرف کر دے اور آپ پر اپنی نعمت تمام کرے اور آپ کو صراط مستقیم پر گامزن رکھے[۱]۔

ان آیات کے بعد سورہ نصر اور اس کے بعد یہ آیتیں تحریر ہوں۔

ب۔ خدا کی نشانیوں میں ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری ہی جنس کی بیبیاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ سکون سے رہ سکو اور تم لوگوں کے درمیان محبت و الفت پیدا کی اس میں ارباب فکر و دانش کے لئے خدا کی بہت سی نشانیاں ہیں[۲]۔

ج۔ اس دروازہ سے درّنا داخل ہو جاؤ اور جب تم داخل ہو جاؤ گے تو ان پر غالب ہو جاؤ گے[۳]۔

---

[۱] سورہ فتح آیت ۱۰۲ [۲] سورہ روم آیت ۲۱ [۳] سورہ مائدہ آیت ۲۳
[۴] اس سے مراد قیدی بھی ہے اور وہ شخص بھی ہے جس کے یہاں اولاد رک دی گئی ہے۔ حسینی

د - ہم نے موسلا دھار پانی سے آسمان کے در کھول دیئے اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے تو دونوں پانی فیصلہ الٰہی کے مطابق ایک ہو گئے[1]

ر - موسیٰ نے عرض کیا پروردگار تو میرے سینہ کو کشادہ فرما یا میرا کام میرے لئے آسان فرما اور میری زبان کی لکنت کو برطرف فرما تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں[2]

س - اس دن انھیں ان کی حالت پر چھوڑ دیں گے کہ ایک دوسرے میں ٹکرا کے دریا کی لہر کی طرح گڈمڈ ہو جائیں گے اور جب صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو اکٹھا کریں گے[3]

ط - ہمارا ایک رسول تمھارے پاس آچکا جس کی شفقت کی یہ حالت ہے کہ اس پر شاق ہے کہ تم تکلیف اُٹھاؤ وہ تمھاری بہبودی کا حریص ہے ایمانداروں پر صدرجہ شفیق و مہربان ہے اے رسول اگر یہ لوگ تمھارے حکم سے منھ پھیر لیں تو آپ فرما دیں کہ خدا میرے لئے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے وہی خالق و مالک عرش عظیم ہے[4]

---

[1] سورہ قمر آیت ۱۱ - ۱۲ [2] سورہ طہٰ آیت ۲۵ تا ۲۸ [3] سورہ کہف آیت ۹۹ [4] سورہ توبہ آیت ۱۲۸ - ۱۲۹

دعائیں قبول

اگرچہ قرآن کریم میں یہ صلاحیت ہے کہ جس کسی جگہ سے اس کی آیات کی تلاوت کے بعد دعا کی جائے تو دعا مستجاب ہوتی ہے جس کا تذکرہ دوسرے باب میں کر چکا ہوں لیکن اس کے باوجود بعض آیات کی تلاوت کے بعد تاکید ہوئی ہے کہ دعا حتماً قبول ہوگی وہ آیات یہ ہیں۔

۷۷۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے فرمایا کہ ـــــ جس وقت حضرت حق نے سورہ حمٓ، آیۃ الکرسی، سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸ - ۲۶ - ۲۷ نازل کرنا چاہا تو عرش پر معلق ہوئیں حضرت احدیت اور ان آیات کے درمیان کوئی حجاب نہیں تھا ان آیات نے خدا سے عرض کیا۔

پروردگارا! مجھے گناہگاروں کے درمیان نازل فرما رہا ہے جو تیری نافرمانی کریں گے درانحالیکہ ہم طہارت و پاکیزگی کے ساتھ معلق ہیں۔

جواب حضرت حق آیا ـــــ میری عزّت و جلال کی قسم جس کسی بندہ نے بعد از نماز تمہاری تلاوت کی تو اسے جنت اور نعمت جنت کے ساتھ ساکن کروں گا، اپنی نگاہ مخصوص سے ستر بار ہر روز اس کی طرف نظر کروں گا ہر روز اس کی ستر حاجتوں کو روا کروں گا ان میں سے کم از کم یہ ہے کہ

گناہوں کو معاف کردوں گا اور ہر دشمن سے اس کو بچاتے ہوئے مدد کروں گا موت کے بعد بغیر روک ٹوک وارد بہشت ہوگا۔

سورہ کافرون کے بعد

۷۷۹۔ کسی روایت میں دیکھا تھا کہ ـــــ اگر کوئی صبح جمعہ طلوع آفتاب کے وقت دس بار سورہ قل یا ایہا الکافرون کی تلاوت کرے تو دعا مستجاب ہوتی ہے اسی طرح حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ۔

۷۸۰۔ اگر کسی نے قرآن کی سو آیتیں کسی جگہ سے تلاوت کی اور اس کے بعد سات بار ـــــ یا اللہ ـــــ کہا۔ تو اگر چٹان کو شگافتہ کرنے کی دعا بھی ہوگی تو خدا اس کی دعا کو قبول فرمائے گا۔

۷۸۱۔ دُرُست نامی شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشاد کو نقل کرتا ہے کہ حضرت نے فرمایا صد مکرم حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا۔

اگر کسی نے سوتے وقت سورہ ۔ الہاکم التکاثر " کی تلاوت کی تو عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

۷۸۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

ایک کتاب دریا میں گر گئی ساری تحریر پانی میں مٹ گئی صرف یہ آیت رہ گئی ـــــ الا الی اللہ

تصیر الامور[1]

۷۸۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا قرآن و فرقان دو چیزیں ہیں یا ایک
حضرت نے فرمایا۔ قرآن پورے مجموعہ کو کہتے ہیں اور فرقان ان آیات محکمات کو کہتے ہیں جن پر عمل کرنا واجب ہے۔
قرآن میں سب سے پہلے نازل ہونے والا ارشاد باری
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اقرء باسم ربک ـــــ ہے۔
اور سب کے آخر میں نازل ہونے والا کلام۔
اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ ہے۔

الٰہی پہرہ دار

۷۸۴۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اگر کسی نے سوتے وقت تین بار سورۂ قل ہو اللہ احد ـــــ کی تلاوت کی تو خداوند عالی پچاس ہزار ملائکہ کو اس کی حفاظت کیلئے مامور فرماتا ہے۔

۷۸۵۔ جناب صدق نے یہاں اضافہ فرمایا ہے کہ تین بار قل ہو اللہ احد کی تلاوت پچاس سالہ گناہ کا کفارہ ہے[2]

---

[1] سورہ شوریٰ آیت ۵۳ [2] کتاب توحید

۷۸۶ - گھر بھر

ابوبکر خضرمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ —— اگر کوئی مومن ہر نماز کے بعد قل ہو اللہ احد کی تلاوت کا عادی ہو جائے تو خدا اس کے لئے دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں عطا فرمائے گا اور اس کے والدین اور اولاد کو بخشش دے گا۔

بھولا نہیں

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حماد بن عیسیٰ سے فرمایا اگر چاہتے ہو کہ قرآن فراموش نہ کرو تو اس دعا کو پڑھو۔

۷۸۷ - اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ مَعَاصِيْكَ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِیْ، وَارْحَمْنِیْ مِنْ تَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيْنِیْ، وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ، وَالْزِمْ قَلْبِیْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِیْ، وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِیْ يُرْضِيْكَ عَنِّیْ، اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِكِتَابِكَ بَصَرِیْ، وَاشْرَحْ بِهِ صَدْرِیْ، وَاَطْلِقْ بِهِ لِسَانِیْ، وَاسْتَعْمِلْ بِهِ

بَدَنِیْ، وَقَوِّنِیْ بِهٖ عَلٰی ذٰلِكَ وَاَعِنِّیْ عَلَیْهِ، اِنَّهٗ لَا یُعِیْنُ عَلَیْهِ اِلَّا اَنْتَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

بارالہا مجھ پر رحم فرما تا کہ جب تک زندہ ہوں تیری نافرمانی نہ کروں اور کرم فرما کہ بے مقصد چیزوں میں نہ الجھوں اور توفیق مرحمت فرما کہ تیری مرضی کو مدنظر رکھوں اور میرے قلب کو اپنی کتاب کے حفظ کا پابند بنا، اور یہ سعادت عنایت فرما کہ اس طرح اس کی تلاوت کروں جو تیری رضا کا سبب قرار پائے۔

معبود نور قرآن سے دیدہ دل کو منور، سینہ کو کشادہ، زبان کو گویا اور وجود کو احکام قرآن کا پابند قرار فرما، اس راہ میں مجھے توانائی عطا فرما اور میری کمک کر چونکہ تیرے علاوہ کوئی مدد پہنچا نہیں سکتا ——— تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں۔

۷۸۸۔ بے نمازی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر کسی نے اپنی نیچگانہ نماز میں قل ہو اللہ ہو احد ——— کی تلاوت نہیں کی تو قیامت کے دن اس سے کہا جائے گا اے بندہ خدا تو نمازی نہیں ہے۔

۷۸۹۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا ——— کہ اگر کسی نے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان قل ہو اللہ نہ پڑھا تو دین

ابولہب پر مرے گا۔

۷۹۰۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا ـــــ اگر کسی نے بیماری و پریشانی میں قل ہو اللہ احد کی تلاوت نہ کی اور موت آجائے تو اہل جہنم میں شمار ہوگا۔

قرآن سے حملہ

۷۹۱۔ آنحضرت نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ قرآن سے متعلق گفتگو کر رہے ہیں اور ایک دوسرے پر آیات کے ذریعہ احتجاج کر رہے ہیں، اس منظر سے آنحضرتؐ غضبناک ہوئے اور فرمایا گذشتہ قومیں اسی انداز سے گمراہ ہوئیں اور تم لوگوں کی طرح آسمانی کتابوں کے بعض حصّہ کو بعض حصّوں کے خلاف پیش کرتی تھیں۔

یاد رکھو قرآن کی آیات ایک دوسرے کی تکذیب نہیں بلکہ تائید کرتی ہیں جو آیات تمہارے لئے واضح و آشکار ہیں اس پر عمل کرو اور جو روشن نہ ہوں اس کے لئے یہی عقیدہ رکھنا کافی ہے کہ خدا کا کلام ہے[1]

اسی مفہوم کی طرف امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی اشارہ فرمایا۔

---

[1] درمنثور ذیل آیت ، آل عمران

اگر کسی نے قرآن کے ایک کو دوسرے حصّہ کی ضد قرار دیا وہ کافر ہے۔

صحیح وقت

۷۹۲۔ عامر بن عبداللہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل فرمایا۔ جو کوئی سوتے وقت سورہ کہف کی آخری آیت کی تلاوت کرے گا تو جس وقت چاہے گا بیدار ہوگا۔

افضل عمل

۷۹۳۔ زہری نے امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا بہترین عمل کیا ہے تو آپ نے فرمایا ـــــ جو عمل آکر چلا جائے۔ میں نے حضرت سے اس کی وضاحت چاہی تو آپ نے فرمایا۔ قرآن شروع کر کے ختم کرنا چونکہ جو چیز شروع ہوتی ہے اس کا خاتمہ بھی ہوتا ہے۔

امام سے ملاقات

۷۹۴۔ حضرت امام محمد باقر نے فرمایا اگر کوئی شخص شب جمعہ سورہ بنی اسرائیل کی تلاوت کا عادی ہو جائے تو جب تک حضرت امام عصرؑ کی زیارت نہیں کرے گا موت نہیں آئے گی اور حضرت کے رکاب میں ہوگا۔

اسی طرح جو شب جمعہ سورہ کہف کی تلاوت کا عادی ہو جائے شہید مرے گا اور اللہ اس کو شہیدوں کے ساتھ قیامت میں محشور فرمائے گا۔

نماز قبول

۷۹۵۔ آپ ہی نے فرمایا۔ جس نے اپنی نماز وتر میں قل ہو اللہ احد قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق، کی تلاوت کی تو ندائے غیبی آتی ہے کہ اے بندہ خدا مبارک ہو تمہاری نماز وتر قبول ہوئی۔

گھر لوٹے

۷۹۶۔ عمر بن یزید نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ اگر کسی نے گھر سے نکلتے وقت دس بار قل ہو اللہ احد کی تلاوت کی تو واپسی تک خدا کی حفاظت و حمایت میں رہتا ہے۔

فصلوں کی حفاظت

اگر فصلوں، پھلوں کو کیڑے و دیمک وغیرہ نقصان پہنچا رہے ہوں تو چار لکڑی یا کاغذ کے ٹکڑوں پر حسب ذیل عبارت اور آیات لکھ کر کھیت کے چاروں گوشوں پر دفن کر دینے سے فصلیں محفوظ رہتی ہیں۔

اَیُّھَا الدُّوْدُ، اَیُّھَا الدَّوَابُّ وَالْھَوَامُّ وَالْحَیْوَانَاتُ، اُخْرُجُوا مِنْ ھٰذِہِ الْاَرْضِ وَالزَّرْعِ اِلَی الْخَرَابِ کَمَا خَرَجَ ابْنُ مَتّیٰ مِنْ بَطْنِ الْحُوْتِ فَاِنْ لَمْ تَخْرُجُوْا اُرْسِلَتْ عَلَیْکُمْ۔

اے دیمکو، مکوڑو، زہریلے کیڑو اور حیوانوں اس زمین اور کھیت سے خرابہ کی طرف نکل جاؤ جس طرح حضرت یونس مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلے تھے اور اگر نہیں نکلے تو تم لوگوں پر

آگ کے شعلے اور دھویں چھوڑ دیے جائیں گے جس سے تم لوگ بچاؤ نہیں کر سکتے ہو[1]

کیا ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے موت کے خوف سے اپنے گھروں کو چھوڑ دیا اور وہ ہزاروں آدمی تھے تو خدا نے ان سے فرمایا تم سب کے سب مرجاؤ اور وہ مر گئے[2]

---

[1] سورہ رحمٰن آیت ۳۵ [2] سورہ بقرہ آیت ۲۴۳

۱- یہاں سے نکل جاؤ بیشک تو مردود ہے[1]
۲- یہاں سے حالت انتظار و اضطراب میں نکلے[2]
۳- وہ خدا ہر عیب سے پاک و پاکیزہ ہے جس نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی۔[3]
۴- جس دن وہ لوگ اس کو دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ دنیا میں بس ایک صبح یا شام ٹھہرے تھے۔[4]
۵- ان لوگوں کو باغوں اور چشموں سے دور بھگایا۔[5]
۶- کھیتوں، عمدہ مکانوں اور عیش و چین کی چیزوں کو چھوڑ گئے۔[6]
۷- ان لوگوں پر نہ زمین و آسمان روئے اور نہ انھیں مہلت دی گئی۔[7]
۸- نکل جا کیونکہ تیری یہ مجال نہیں کہ تو یہاں رہ کر غرور کرے یہاں سے نکل بلاشبہ تو ذلیل لوگوں میں سے ہے۔[8]
۹- یہاں سے برے حال و ذلت کے ساتھ خارج ہو۔[9]

---

[1] سورہ حجر آیت ۳۴ [2] سورہ قصص آیت ۲۱ [3] سورہ اسرا آیت ۱
[4] سورہ نازعات آیت ۴۶ [5] سورہ شعراء آیت ۵۷ [6] سورہ دخان آیت ۲۶-۲۷ [7] سورہ دخان آیت ۲۸ [8] سورہ اعراف آیت ۱۳
[9] سورہ اعراف آیت ۱۸۔

ہم وہاں سے ضرور انھیں ذلیل و خوار کر کے نکال دیں گے اور وہ رسوا ہوں گے۔

ایک سفر

۷۹۷۔ سمرہ بن جندب نے آنحضرت کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص باوضو مسجد کے لئے روانہ ہو اور گھر سے نکلتے وقت کہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی خلقنی فھو یھدین

اللہ کے نام سے آغاز سفر کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا وہی میری ہدایت فرمائے گا۔ بندہ کے اس انداز پر خدا اسکو ایمان کی ہدایت فرماتا ہے۔

اگر یہ آیت پڑھی

والذی ھو یطعمنی ویسقین[۲]

وہی مجھے کھلاتا و پلاتا ہے

بندہ کے اس بیان پر خدا اس کو بہشت کی غذا سے سیر و سیراب فرمائے گا اور اگر راہ میں اس نے یہ بھی کہا۔

اذا مرضت فھو یشفین[۲]

جب بیمار پڑتا ہو تو شفا عنایت فرماتا ہے۔ خداوند غفور اس آیت کی تلاوت کو اس کے لئے گناہوں کا کفارہ قرار

---

[۱] نمل ۱۰ [۲] سورہ شعراء آیت ۵۹ [۳] سورہ شعراء آیت ۸۰ تا ۸۸

دیتا ہے۔

اور اگر اس آیت کی بھی تلاوت کر لی۔

والذی یمتینی ثم یحیین[1]

وہی مارتا بھی ہے اور وہی زندہ بھی کرتا ہے

تو خدا اس کو حیات شہدا کا اجر اور سعادتمند زندگی کرامت فرماتا ہے۔

اور اگر یہ ٹکڑہ بھی زبان پر جاری کیا۔

والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین

اسی خدا سے امیدوار ہوں کہ روز قیامت میری خطاؤں کو بجل فرمائے گا۔ خدا اس جملہ کے جواب میں اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے خواہ کفِ دریا کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

اور جب یہ کہتا ہے۔

رَبِّ ھَبْ لِی حکماً وَّالحقنی بالصّالحین[2]

خدایا مجھے علم و فہم عطا فرما اور صالحین کے ساتھ ملحق فرما۔

تو خدا اس سوال کے جواب میں علم و حکمت عطا فرماتا ہے اور گذشتہ و آئندہ کے نیکوکاروں کے ساتھ محشور فرمائے گا۔

اور اگر یہ آیت بھی پڑھی۔

واجعل لی لسان صدق فی الاخرین

---

[1] سورہ شعراء آیت ۸۱ تا ۸۵ [2] سورہ شعراء

آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ۔
جس وقت بندہ اس آیت کی تلاوت کرتا ہے تو خدا اس کے لئے صفحہ سفید پر لکھتا ہے کہ فلاں بن فلاں سچوں میں ہے۔ اور جس وقت اس آیت کی تلاوت کی۔

واجعلنی من ورثہ جنۃ النعیم

خدایا مجھے بھی جنت نعیم کے وارثوں میں قرار فرما۔ خدا اس کے اس تقاضے پر بہشت میں اسے گھر عطا فرمائے گا۔ اور اگر اس آیت کی بھی تلاوت کی تو خدا اس کے والدین کو بخش دیتا ہے۔

واغفر لابی انہ کان من الضالین

جاگتا مقدر

۷۹۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ اگر کسی نے سوتے وقت سورہ کہف کی آخری آیت تلاوت کی تو اس کی آرام گاہ سے ایک نور مسجد حرام تک چمکتا رہتا ہے اور اس نور کے اردگرد ملائکہ سونے والے کے لئے صبح تک استغفار کرتے رہتے ہیں۔

نیک نام

دو سبب تھے جس کی وجہ سے اس کتاب کو اسمائے حسنیٰ پر خاتمہ دینا چاہتا تھا۔

پہلی بات تو یہ تھی کہ اس کتاب کا مقصد لوگوں کو دعا کے موضوع سے باخبر کرنا تھا اور دعا کرنے والوں کو حکم ہے کہ وقت دعا اللہ کو اس کے اچھے ناموں سے پکاریں۔

للہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا

حضرت باری تعالیٰ کے ناموں کی تعداد طولانی ہے لیکن عام طور سے مشہور ننانوے[99] ہیں۔

۸۲۶ مرحوم صدوق فرماتے ہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ کے ننانوے نام ہیں جس نے اس کو ان ناموں سے پکار کر دعا کی خدا اس کی حاجت قبول فرمائے گا اور جس نے حفظ کیا جنت میں جائے گا۔

دوسری بات یہ تھی کہ میں چاہتا تھا کہ میری یہ کتاب مالک حقیقی کے "اسمائے حسنیٰ" پر ختم ہو اور ساتھ ہی ساتھ ان اسماء کی نہایت اختصار کے ساتھ شرح بھی ہو جائے تاکہ جو لوگ پڑھیں یا حفظ کریں انھیں توحید سے قریب کر سکے۔

۸۲۷ ایک دوسری حدیث میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے ننانوے[99] ناموں کو اس طرح بیان فرمایا۔

اَللّٰهُ ، الوَاحِدُ ، الاَحَدُ ، الصَّمَدُ ، الاَوَّلُ ،
الاٰخِرُ ، السَّمِيْعُ ، البَصِيْرُ ، القَدِيْرُ ، القَاهِرُ ،
العَلِيُّ ، الاَعلىٰ ، البَاقِي ، البَدِيْعُ ، البَارِئُ ،
الاَكْرَامُ ، الظَّاهِرُ ، البَاطِنُ ، الحَيُّ ، الْحَكِيْمُ ،
العَلِيْمُ ، الْحَلِيْمُ ، الحَفِيْظُ ، اَلْحَقُّ ، الْحَسِيْبُ ،
الْحَمِيْدُ ، الحَفِيُّ ، الرَّبُّ ، الرَّحْمٰنُ ، الرَّحِيْمُ ،
الذَّارِي ، الرَّازِقُ ، الرَّقِيْبُ ، الرَّؤُوْفُ ،
الرَّائِيْ ، السَّلَامُ ، المُؤْمِنُ ، الْمُهَيْمِنُ ، العَزِيْزُ ،
الجَبَّارُ ، المُتَكَبِّرُ ، السَّيِّدُ ، السُّبُّوْحُ ، الشَّهِيْدُ ،
الصَّادِقُ ، الصَّانِعُ ، الظَّاهِرُ ، العَدْلُ ، العَفُوُّ ،
الغَفُوْرُ ، الغَنِيُّ ، الغِيَاثُ ، الفَاطِرُ ، اَلْفَرْدُ ،
الفَتَّاحُ الْفَالِقُ ، الْقَدِيْمُ ، الْمَلِكُ ، القُدُّوْسُ ،
القَوِيُّ ، القَرِيْبُ ، القَيُّوْمُ ، القَابِضُ ، القَاسِطُ ،
قَاضِيُ الْحَاجَاتِ ، الْمَجِيْدُ ، الْمَوْلىٰ ، المَنَّانُ ،
المُحِيْطُ ، الْمُبِيْنُ ، المُقِيْتُ ، المُصَوِّرُ ، الْكَرِيْمُ ،
الكَبِيْرُ ، الكَافِي ، كَاشِفُ الضُّرِّ ، الوَتْرُ ، النُّوْرُ ،
الْوَدُوْدُ ، الْوَهَّابُ ، النَّاصِرُ ، الوَاسِعُ ، الْهَادِيْ ،

الوَفِیُّ، الوَکِیْلُ، الوَارِثُ، البَرُّ، البَاعِثُ، التَّوَّابُ،
الجَلِیْلُ، الجَوَادُ، الخَیْرُ، الخَالِقُ، خَیْرُ النَّاصِرِیْنَ،
الدَّیَّانُ، الشَّکُوْرُ، العَظِیْمُ، اللَطِیْفُ الشَّافِیُ۔

تشریح اسمائے حسنیٰ

۱۔ **اللہ**۔ معبود کے ناموں میں مشہور اور اہم نام ہے سارے اسمائے حسنیٰ کی بازگشت اسی "اللہ" کی طرف ہوتی ہے۔

۲۔۳۔ **الواحدُ۔ الاحدُ**۔ یہ دونوں نام اجزاء کی نفی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

واحد اس کو کہتے ہیں جو باعتبار ذات اکیلا ہو اور احد اس کو کہتے ہیں جو باعتبار معنی اکیلا ہو۔

واحد عاقل و غیر عاقل دونوں کے لئے استعمال ہوتا لیکن احد صرف عاقل کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

واحد گنتی میں دو کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے لیکن احد گنتی میں شمار نہیں ہوتا۔

۴۔ **الصمدُ**۔ وہ ذات جس پر مصیبتوں اور ضرورتوں کے وقت اعتماد و بھروسہ کیا جائے۔

لغت میں صمد کے معنی ارادہ کے ہیں لہٰذا عرب بولتے ہیں "صَمَدْتُ ھٰذا الامر" جسم و جسمانیات سے منزہ ذات پر بھی لفظ صمد بولی جاتی ہے۔

۵ - **الاولُ** - وہ ذات جو سب سے پہلے ہو جسے ہر مخلوق موجود پر تقدم و اولویت حاصل ہو۔

۶ - **الاخرُ** - وہ ذات جو ہر موجود کے فنا ہو جانے کے بعد بھی باقی رہے لیکن یہ ذہن میں رہے کہ جس طرح اوّل "آغاز" کی ترجمانی نہیں کرتا اسی طرح "آخر سے انتہا" کے مفہوم کو نہیں سمجھنا چاہیئے۔

۷ - **السمیعُ** - اس ذات کو کہتے ہیں جو، ہر آشکار و مخفی باتوں کو بغیر کسی ذریعہ و وسیلہ کے سن لے کبھی کبھی دعاؤں کے سننے والے اور توبہ کے قبول کرنے والے کو بھی "سمیع" کہتے ہیں۔

بسا اوقات آوازوں اور صداؤں کے عالم پر بھی لفظ سمیع بولی جاتی ہے۔ بہرحال سمیع کے جتنے معانی ہوں سب ہی خداوند عالم پر صادق آتے ہیں۔

۸ - **البصیرُ** - وہ ذات جو ہر دیکھنے والی چیز اور ہر مخفی شے سے باخبر ہو۔

۹ - **القدیر** - وہ ذات جس کی قدرت و طاقت سے ہر چیز زیر ہو اور اس کے ارادہ و اختیار سے الگ نہ ہو سکے۔

۱۰ - **القاہر** - وہ ذات جو بڑے سے بڑے پر غالب رہے، موت سے اپنے بندوں کو رام کرے اور ہر شے پر اس کی بالاتری و برتری باقی رہے۔

۱۱ - **العلیُ** - وہ ذات جس میں مخلوق کے صفات نہ پائے

جائیں اور جس کی تعریف سے بندہ عاجز ہو۔
کبھی کبھی علیؓ ۔ اس ذات کو بھی کہتے ہیں جو قدرت کی وجہ سے مخلوق پر برتری رکھے یا اپنا نظیر نہ رکھنے کی وجہ سے دوسروں پر مسلط ہو۔
بسا اوقات ۔ علیؓ ۔ اس فرد پر بھی بولا جاتا ہے جو بے دینوں اور جاہلوں کے افکار و خیالات سے بالاتر و مبرّیٰ ہو۔

۱۲۔ **الاعلیٰ** ۔ کے معنی غالب کے ہیں قرآن مجید نے حضرت موسیٰؑ سے اسی معنی میں فرمایا تھا۔
"لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى طٰہٰ ۶۸
ڈریئے نہیں آپ غالب ہیں۔

۱۳۔ **الباقی** ۔ اس ذات پر بولا جاتا ہے جس کو کبھی فنا نہ ہو اور بقا کا زمانہ محدود بھی نہ ہو۔
خداوند عالم کی بقا کا مطلب جہنم و جنت کی بقا نہیں ہے بلکہ اس کی ذات ازلی و ابدی ہے۔
ازلی ۔ جو ہمیشہ سے ہے اور ابدی جو ہمیشہ رہے گا۔

۱۴۔ **البدیع** ۔ وہ ذات جس نے کائنات کو بغیر کسی نمونہ کے خلق کیا ہو۔ اسی مفہوم کو قرآن نے ادا کیا ہے۔
قل ما کنت بدعًا من الرسل
اے رسول کہہ دیجئے میں انبیاء کے درمیان نیا نہیں ہوں۔

۱۵ - **الباریؒ** - خالق کے مفہوم کو ادا کرتا ہے - اسی لئے کہا جاتا ہے - " براء اللہ الخلق " اللہ نے کائنات کو پیدا کیا

۱۶ - **الاکرمؒ** - کریم کے معنی میں ہے قرآن کریم نے

وَلَا يَصْلٰهَآ اِلَّا الْاَشْقَى (سورہ لیل ۱۵)

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى (سورہ لیل ۱۷)

مذکورہ دونوں آیت میں اشقی و اتقی کو شقی اور تقی کے معنی میں استعمال کیا ہے -

کلام عرب میں اس کی مثال اس شعر میں ہے

ان الذی سمك السماء نبی لنا

بیتا قوائمه اعزّ و اطول

۱۷ - **الظاہر** - اس ذات کو کہتے ہیں جس کی ہستی کو محکم دلیلیں اور نورانی علامتیں اشکار کرتی ہیں کوئی چیز اسکی ہستی پر، پردہ نہیں ڈال سکتی -

شاعر کہتا ہے -

وفی کل شی له ایةٌ

تدل علی انّه واحد

کبھی کبھی ظاہر غالب کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسے قرآن کی یہ آیت -

فاصبحوا ظاهرين (سورہ صف ۱۴)

۱۸ - **الباطن** - وہ ذات جو فکر و نظر کی گرفت سے باہر ہو -

یعنی دلائل و برہان سے ظاہر ہے لیکن عقل و خرد کے لئے مخفی ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ "باطن" "بطون" سے بنا ہو "بطون" کے معنی "خبر" کے ہیں اسی لئے عربی میں راز دار کو "بطانۃ الرجل" کہتے ہیں، بہر حال اس رخ سے بھی خدا پر "باطن" بولا جا سکتا ہے چونکہ وہ بندوں کے حالات سے باخبر ہے۔

۱۹- **الحیّ** - اس ذات کو کہتے ہیں جو فعل و ادراک کی مالک ہو نہ موت اسے آئے اور نہ زندگی کے لوازمات کا محتاج ہو

۲۰- **الحکیم** - اس ذات کو کہتے ہیں جس نے اشیاء کو نہایت استحکام کے پیدا کیا اور حکمت کے تحت ہر چیز کو مناسب شکل و صورت عطا کی۔

حکیم کو عالم بھی کہتے ہیں لغت میں حکم علم کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

یعطی الحکمہ من یشاء

وہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے۔

حکیم کا اطلاق اسپر ہوتا ہے جو اشیاء کو مناسب وقت و زمان میں خلق فرماتا ہے کسی طرح اعتراض کا موقع نہیں دیتا۔ حکیم اس کو بھی کہتے ہیں جو ضروری کام کو چھوڑتا نہیں اور میرے کام انجام نہیں دیتا۔

۲۱- **العلیم** - وہ ذات جو ہر مخفی باتوں سے باخبر ہو جس سے

کائنات بے خبر ہے۔
خود اس کا ارشاد ہے۔
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (حدید ۶)
دلوں کی باتوں کو جانتا ہے
لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ (سباء ۳)
زمین و آسمان کی ذرہ برابر کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔

۲۲۔ **الحلیم** ۔ اس کو کہتے ہیں جو دوسروں کی خطاؤں کو جَلّ کردے اس کی ذات پر گناہگاروں، جاہلوں اور نافرمانوں کی شرارتوں کا اثر نہ ہوتا ہو

۲۳۔ **الحفیظ** ۔ وہ ذات جو کائنات کی حفاظت کرے اور خطرات میں پھنسے انسانوں کو نجات عنایت فرمائے۔

۲۴۔ **الحقّ** ۔ جس کی ذات حق ہو، ہر وجود برحق پر لفظ حق بولا جاتا ہے اسی لئے جنت وجہنم کے لئے کہتے ہیں۔
الجَنَّةُ حَقٌّ "وَالنَّارُ حَقٌّ"

۲۵۔ **الحسیب** ۔ وہ ذات جو سب کے لئے کافی ہو اسی کی طرف قرآن میں اشارہ ہے۔
حَسْبُكَ اللّٰهُ ۔ (انفال ۶۴)
اللہ آپ کے لئے کافی ہے۔
"حسیب" حساب کرنے والے کو کہتے ہیں۔

جس کی طرف قرآن کی اس آیت میں اشارہ ہے۔
کفی بنفسك الیوم علیك حسیبا (اسراء ۱۴)
آج تم خود اپنے حساب کے لئے کافی ہو
حساب داں اور عالم کو بھی حسیب کہتے ہیں۔

۲۶۔ **الحمید**۔ جو اپنے اچھے کاموں کی وجہ سے ہر راحت و غم میں قابل تعریف و ستائش ہو۔

۲۷۔ **الحفیُّ** کے معنی علم کے ہیں قرآن نے اس معنی کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔
کانك حفیٌّ عنها۔ (اعراف ۱۸۷)
گویا آپ قیامت سے باخبر ہیں۔
حفی لطف و کرم کرنے والے پر بھی بولا جاتا ہے۔

۲۸۔ **الرَّبُّ**۔ وہ ذات جو کسی چیز کی مالک ہو قرآن نے فرمایا۔
ارجع الی ربك (یوسف ۵۰)
اپنے مالک کی طرف جاؤ۔

۲۹۔ **الرحمٰن**۔ وہ ذات جو تمام مخلوقات پر رحم کرے اس کی رحمت میں کافر مومن فاسق اور صالح سب شریک ہیں رحمٰن سب کے لئے سامان زندگی فراہم کرتا ہے۔

۳۰۔ **الرحیم**۔ وہ ذات جو صرف مومنین کو رحمت سے نوازے۔
کان بالمؤمنین رحیما۔ (احزاب ۴۳)
رحمٰن و رحیم صیغہ مبالغہ ہے اور رحمت سے نکلا ہے

اور رحمت کے معنی نعمت کے ہیں۔
جس کی طرف قرآن نے اشارہ فرمایا ہے۔
مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (انبیاء ۱۰۷)
رحیم غیر خدا کو بھی کہا جا سکتا ہے لیکن رحمٰن صرف ذات خدا سے مخصوص ہے چونکہ رحمٰن اس کو کہتے ہیں جو دوسروں کو بلاؤں اور پریشانیوں سے رہائی دلا سکے اور خدا کے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں ہے۔ قرآن و بارش پر بھی رحمت بولا جاتا ہے، اور نرم دل افراد پر بھی رحیم صادق آتا ہے نرم دلی کی سب سے معمولی حد جب کسی میں پیدا ہوتی ہے تو وہ دوسروں کے لئے دعا کرتا ہے۔
چونکہ رحمت کے معنی "رقت قلب کے ہیں اور خدا کے لئے یہ قابل تصور نہیں ہے لہذا جب اس کے لئے رحمت بولا جاتا ہے تو اس کے معنی مخلوق سے بلاؤں کو برطرف کرنا اور انھیں نعمتوں سے نوازنا مراد لیا جاتا ہے۔

۳۱۔ **البارئ** ۔ اس کے معنی بھی خالق کے ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے اللہ ذرء الخلق و برأھم۔
زیادہ تر آخر کے ہمزہ کو حذف کر کے پڑھا جاتا ہے۔
مثلاً البادی۔

۳۲۔ **الرزّاق** ۔ اس ذات کو کہتے ہیں جو رزق کی ذمہ دار ہو اور روزی رسانی میں کافر و مومن کا فرق نہ رکھتی ہو۔

۳۳۔ **الرّقیبُ** ۔ وہ محافظ جس کی نظروں سے کوئی چیز

غائب نہ ہو۔ قرآن نے اشارہ فرمایا۔
مایلفظ من قول الا رقیب عتید۔
(سورہ ق ۱۸)

۳۴۔ **الرؤف** ۔ وہ ذات جو اپنے بندوں پر لطف وکرم کرے، رؤف، رحیم کے مقابلہ میں محدود ہے۔

۳۵۔ **الرائی** ۔ عالم کے مفہوم میں ہے قرآن حکیم نے رویت کو علم کے معنی میں استعمال فرمایا ہے۔
ارشاد ہو رہا ہے۔
الم تر اکیف فعل ربك بعاد (فجر ۶)
کبھی کبھی رائی دیکھنے والا اور رویت دیکھنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

۳۶۔ **السلام** ۔ یعنی جو ہر عیب ونقص سے مبرا ہو مسلمان بھی اسی سے بنا ہے چونکہ حقیقی مسلمان وہ ہے جس سے دوسرے محفوظ ہوں۔
سلام وسلامت دونوں مصدر ایک معنی کو بتانے میں جس طرح رضاع ورضاعت قرآن فرماتا ہے،
"لھم دارالسلام" (انعام ۱۲۷)
اس آیۂ کریمہ میں سلام سے مراد ذات رب العزت بھی ہوسکتی ہے اور "دارالسلام سے مراد "اللہ کا گھر" یعنی بہشت بریں، چونکہ جو بھی اس میں وارد ہوگا ہر طرح کی آفت وبلا سے محفوظ رہے گا۔

۳۷ - **المومن** - ایمان کے معنی لغت میں تصدیق کے ہیں لہذا مومن کو مومن اس لئے کہتے ہیں چونکہ وہ پروردگار عالم کے وعدوں کی تصدیق کرتا ہے اور مومن کی تمناؤں کو رد نہیں کرتا۔

لیکن جب ذات باری کے لئے مومن استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی امان کے ہیں چونکہ رب کریم اپنے بندوں پر بلا و مصیبت سے امان عنایت فرماتا ہے اسی کی طرف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے۔

۸۲۸ - پروردگار عالم کو مومن اس لئے کہتے ہیں چونکہ اطاعت گذار اس کے عذاب سے امان میں ہیں۔ اور بندہ مومن کو مومن اس لئے کہا جاتا ہے چونکہ وہ اللہ کی تصدیق کرتا ہے اور اللہ اس کو امان عنایت فرماتا ہے۔

۳۸ - **المہیمن** - شاہد و گواہ کو کہتے ہیں قرآن نے اشارہ فرمایا ہے۔

ومهيمنا عليه (مائدہ ۴۸)

خدا کو اس لئے مہیمن کہا جاتا ہے چونکہ وہ مخلوق کی ہر نقل و حرکت کا شاہد و گواہ ہے۔

زمین و آسمان میں ایک ذرہ بھی ایسا نہیں جو اس کی نظروں سے پوشیدہ ہو۔

★ مہیمن - امین کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے

★ " " حافظ " " " "

★ یہین گذشتہ آسمانی کتابوں میں اللہ کا نام تھا۔

۳۹۔ **العزیز**۔ اس ذات کو کہا جاتا ہے جو کسی سے مغلوب نہ ہو۔ قرآن حکیم فرماتا ہے۔

وعزنی فی الخطاب۔ (ص ۲۳)

★ کبھی کبھی بادشاہ کو بھی عزیز کہتے ہیں جیسا برادران یوسف کے کلام میں ملتا ہے۔

یَا ایھا العزیز۔ (یوسف ۷۸)

۴۰۔ **الجبّار**۔ وہ ذات جو مخلوقات کی غربت و پریشاں حالی کو برطرف کرے، اور زندگی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا کفیل ہو۔

★ کبھی جبّار اس جگہ پر بولا جاتا ہے جہاں انسان پہنچ نہ سکے اسی لئے درخت کی جس شاخ تک ہاتھ نہیں پہنچتا اس کو "جبّار" کہتے ہیں۔

★ جبر کے معنی کسی کو کسی کام پر مجبور کرنے کے بھی ہیں۔ جب کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۸۲۹۔ لاجبر ولا تفویض ولکن امر بین الامرین۔

حضرت کی مراد اس ارشاد سے یہ ہے کہ نہ اللہ نے انسانوں کو گناہ پر مجبور کیا ہے اور نہ مسئلہ دیں میں خود مختار بنایا ہے کہ جو چاہیں اپنی پسند سے انجام دیں بلکہ خدا نے

اسلام کے حدود معین فرمائے ہیں۔

۴۱۔ **المتکبّر**۔ وہ ذات جو بندوں کی تعریف سے بالاتر ہو۔ اس کی مخلوق میں کوئی بھی اس کے فرماں سے سرِ مو بھی نہ کر سکے۔

عربی قاعدہ کی رو سے متکبر "کبریا" سے بنا ہے۔

۴۲۔ **السیّد** کے معنی مَلِک کے ہیں، — قوم کے بڑے بزرگ کو سیّد کہا جاتا ہے۔

قیس بن عاصم سے کسی نے پوچھا کیسے قوم کے سیّد و سردار بنے؟

جواب دیا لوگوں کو اذیت نہیں دی، جو ہو سکا ان لوگوں میں بخشش کی اور حکم خدا کو بجا لایا۔

حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۸۳۰۔ علیؑ سیّدُ العرب

(حضرت) علی سید العرب ہیں۔

اس ارشاد پر عائشہ نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا آپ "سیدِ عرب" نہیں ہیں تو آپ نے فرمایا۔ میں سیدِ اولاد آدمؑ ہوں۔

عائشہ۔ یا رسولؐ اللہ سید کسے کہتے ہیں؟

رسول اکرمؐ۔ جس کی اطاعت واجب ہو۔ جس طرح میری اطاعت واجب ہے۔

۴۳۔ **السبّوح**۔ عربی میں سبّوح کے وزن پر قدوس آتا ہے

تیسرا کوئی لفظ اس وزن پر نہیں ہے۔

۴۴۔ **الشہید**۔ وہ ذات جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو۔ شہید کو عالم۔ شاہد۔ علیم بھی کہا جاتا ہے قرآن حکیم نے شہید کو علیم کے معنی میں استعمال فرمایا ہے۔

شھد اللہ انہ ... (آل عمران ۱۸)

۴۵۔ **الصادق**۔ وہ ذات جس کا وعدہ سچا ہو اور سچائی کے عوض میں جو ثواب دیتا ہے اس میں کمی نہ کرے۔

۴۶۔ **الصانع**۔

★ ہر چیز کے بنانے والے کو کہتے ہیں۔

★ جس چیز کو خلق کرے وہ اپنی خلقت میں نئی اور انوکھی ہو۔

★ اس کی بنائی چیز اس سے شباہت نہ رکھتی ہو۔

★ صانع اور مصنوع میں مغایرت ہو۔

یہ ساری چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ اکیلا ویکتا ہے اس میں اور اس کی مخلوق میں دوئی ہے۔

۴۷۔ **الطاہر**۔ وہ ذات جو بشری تقاضوں اور انسانی ضرورتوں سے پاک و منزہ ہو۔ نہ اس کے اولاد ہو نہ بیوی نہ احساس سردی و گرمی ... اس کے صفات کا عقل ادراک و احاطہ نہ کر سکے۔

۴۸۔ **العدل**۔ ہوا و ہوس نہ رکھتا ہو نہ اس کے فرمان

میں ظلم وستم کا شائبہ ہو۔
عدالت کی نسبت انسان کو اس وقت دی جاتی ہے جب اس کی رہن سہن، بول چال اور فیصلوں سے لوگ راضی ہوں۔

۴۹۔ **العفو**۔ وہ ذات جو ان گناہوں کو معاف کرے۔ جن سے انسان ہلاک ہو سکتا ہے اور نیکیوں کو چند برابر کر کے پلٹائے۔

★ عفو کے معنی وہ ذات جو بدکار و گناہگار سے اس کی جرأت کا انتقام نہ لے۔

★ عفو کے معنی اثر کو مٹانے کے بھی ہیں اسی لئے عرب کہتے ہیں عفتِ الریح الاثر۔ ہوا نے اثر کو زائل کر دیا۔

۵۰۔ **الغفور**۔ آخرت میں جس کی مغفرت عظیم ہو۔
غفر کے معنی ڈھکنے کے ہیں اسی لئے خود (ہلمٹ) کو مغفر کہتے چونکہ وہ سر کو چھپا لیتا ہے۔
غفور اور عفو میں فرق یہ ہے کہ عفو کا دائرہ غفور کے مقابلہ میں وسیع تر ہے چونکہ غفور میں ہو سکتا ہے خداوند کریم اثر گناہ کو باقی رکھتے ہوئے چھپا دے لیکن عفو میں اثر گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

۵۱۔ **الغنیُ**۔ وہ ذات جو اپنی مخلوق سے بے نیاز ہو اور خود کبھی کسی چیز کی محتاج نہ ہو، چونکہ وہ خود کامل ہے لہذا

ہر شے پر قدرت رکھتی ہے اور ہر شے اپنے وجود میں اس کی محتاج ہے۔ اسی لئے اس کو غنی مطلق کہتے ہیں۔

۵۲۔ **الغیاثُ** - وہ ذات جو بے قرار و مضطر کی حاجت روائی فرمائے غیاث کے لغوی معنی فریادی کی فریاد کو سننے والے کے ہیں اس جگہ غیاث مصدر واقع ہوا ہے چونکہ بہت زیادہ فریاد رسی فرماتا ہے۔

۵۳۔ **الفاطرُ** - وہ ذات جو مخلوقات کو بغیر کسی نمونے کے پیدا کرے۔

۵۴۔ **الفردُ** - وہ ذات جو اپنی خدائی میں یک و تنہا ہو کبھی کبھی الفرد اس موجود پر بھی بولا جاتا ہے جس کا کوئی شریک نہ ہو۔

۵۵۔ **الفتّاحُ** - وہ ذات جو اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کرے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے۔

فتح الحاکم بین الخصمین۔

اسی معنی میں قرآن حکیم اشارہ فرماتا ہے۔

ربنا افتح بیننا و بین قومنا (اعراف ۸۹)

فتّاح کے دوسرے معنی اس ذات کے ہیں جو روزی و رحمت کو اپنے بندوں پر باز فرمائے۔

۵۶۔ **الفالقُ** - اس ذات کو کہتے ہیں جو رحم مادر سے بچہ کو، دانہ سے شجر و شگوفے کو، اور زمین سے اس کے ذخیروں کو باہر لائے۔

اللہ نے تاریکی سے صبح کو نکالا، آسمانوں سے پانی کو برسایا

اور دریا میں موسیٰؑ کے لئے راستہ کو آشکار فرمایا۔
ارشاد قرآن کریم ہے۔
فالفلق فکان کل فرق ... (شعراء ۶۳)

۵۷۔ **القدیم** ۔ وہ ذات جو ہر اعتبار سے تقدم رکھتی ہے۔ تقدم سے مراد یہ نہیں کہ وہ سب سے پہلے سے ہے چونکہ اس کے لئے سابق میں عدم نہیں ہے۔

۵۸۔ **الملک** ۔ وہ ذات جو جامع مالکیت رکھتی ہو، مالکیت کی کوئی قسم اس کے دائرے سے باہر نہ ہو۔
ملکوت یہ بھی اللہ کے ملکوں میں سے ایک ملک ہے جس کے آخر میں ت کا اضافہ ہوا ہے جس طرح رحموت اور رہبوت میں اضافہ ہوا ہے۔ عرب کی بول چال میں ہے رھبوت خیرٌ مِن رحموت "ڈرنا ترحم سے بہتر ہے۔

۵۹۔ **القدوسُ** ۔ وہ ذات جو ہر عیب سے پاک و پاکیزہ ہو اور اپنا مثل و اولاد نہ رکھتی ہو۔

★ تقدیس کے معنی طہارت و پاکیزگی کے ہیں قرآن نے اشارہ فرمایا ہے۔ و نقدس لك (بقرہ ۳۰)

★ حظیرۃ القدس ۔ آخرت میں ایک جگہ ہے جہاں دنیاوی درد و آلام و امراض نہیں ہوتے۔

★ کہا جاتا ہے کہ قدوس قدیم آسمانی کتابوں میں بھی خدا کا نام تھا۔

۶۰۔ **القوی** ۔ قادر کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے

یعنی وہ ذات جو ہر چیز پر قدرت رکھتی ہو۔
لغوی اعتبار سے قوی اس کو کہتے ہیں جس کی قوت ایسی کامل ہو جس پر کسی طرح سے ضعف طاری نہ ہو سکے اور کسی سے مدد نہ مانگے۔

۶۱۔ **القریبُ** ۔ وہ قریب جو پکارنے والوں کی آوازوں کو سنتا اور قبول کرتا ہو اسی طرف اجیب دعوۃ الداع بقرہ ۱۸۵ میں اشارہ فرمایا ہے اس نے اپنی قربت کا تذکرہ قرآن کریم میں فرمایا تو کہا میں رگِ گرن سے زیادہ قریب ہوں۔
اگرچہ خدا اس قدر قریب ہے لیکن اس کے باوجود اپنے بندوں سے علیحدہ ہے اس کی قربت صحیح عقیدہ اور بھرپور اطاعت سے حاصل ہوتی ہے قربت کے وہ اصول جو مخلوق میں پائے جاتے ہیں وہ خدا کے لئے تصور نہیں کئے جا سکتے۔

۶۲۔ **القیّومُ** ۔ وہ ذات جو بغیر فنا کے باقی رہے۔ قیم اس کو کہتے ہیں جو ہر چیز کو اپنی توجہ سے برقرار رکھے قیام بھی قیم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۶۳۔ **القابضُ** ۔ اس ذات کو کہتے ہیں جو روزی کم کر کے بندوں کو صبر کے ذریعہ آزمائے اور آخرت میں اس کے صبر کا بہترین اجر عنایت فرمائے۔

★ قابض جو موت کے ذریعہ روح پر قبضہ کرے۔
★ قابض کے معنی ملکیت کے ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے۔ فلاں چیز فلاں صاحب کے قبضہ میں ہے۔

قرآن فرماتا ہے۔
والارض جمیعاً قبضة (زمر ۶۷)

۶۴۔ **الباسط**۔ وہ ذات جو اپنے رحم وکرم اور فضل و بخشش کی وجہ سے روزی کو بڑھاتی ہے تاکہ بندوں کی ضرورت باقی نہ رہے۔

۶۵۔ **القاضی**۔ وہ ذات جو اپنے بندوں پر حکمرانی کرے تاکہ بندے اس کے ہر امر و نہی کو بجالائیں۔

قاضی۔ قضا سے بنا ہے خدا کی طرف قضا کی نسبت تین معنی رکھتی ہے۔

★ حکم کرنا لازم کرنا قرآنی ارشاد ہے
وقضی ربك الا تعبدوا (اسراء ۲۳)

★ خبر دینا، اعلان کرنا قرآنی ارشاد ہے
وقضینا الی بنی اسرائیل (اسراء ۴)

★ تمام کرنا قرآنی ارشاد ہے۔
فقضھن سبع سماوات۔ (حمٰ سجدہ ۱۲)
اسی لئے آج بھی کہا جاتا ہے۔ فلاں نے فلاں کی حاجت پوری کیا۔

۶۶۔ **المجید**۔ کرم و بخشش کرنے والا۔

★ اسی لئے سخی کو "مرد ماجد" کہتے ہیں۔
★ کریم و عزیز کو بھی ماجد کہتے ہیں۔ قرآن "مجید" برج ۲۱
★ لغت میں صاحب شرف کو بھی صاحب مجد کہتے ہیں۔

مجید کبھی ممجّد کے معنی بولا جاتا ہے یعنی وہ شخص جس کی لوگ عزّت و توقیر کریں۔

۶۷۔ **المولیٰ** ۔ مدد کرنے والا ۔ وہ ذات جس نے لوگوں کے اجر و ثواب کی ذمہ داری خود لے لی ہو۔

قرآن فرماتا ہے۔

اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم (بقرہ ۲۵۷)

کبھی مولیٰ ۔ اولیٰ شائستہ ترکے معنی میں استعمال ہوتا ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی امامت کے لئے جو خطبہ دیا تھا اس میں مولیٰ اسی معنی میں تھا۔ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ

مولیٰ ۔ ولی (سرپرست) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اسی لئے بچہ کا ولی لڑکی کا ولی استعمال کرتے ہیں چونکہ وہ بچہ کے تمام امور کا ذمہ دار و سرپرست ہوتا ہے اللہ کو بھی ولی اسی معنی میں بولتے ہیں چونکہ وہ بندوں کی ضروریات کا کفیل و سرپرست ہوا کرتا ہے۔

۶۸۔ **المنان** ۔ عطا و بخشش کرنے والا۔ قرآن فرماتا ہے

وامنن او امسک (ص ۳۹)

۶۹۔ **المحیط** ۔ یعنی وہ جو تمام چیزوں پر احاطہ رکھتا ہو کوئی شے اس کے دائرہ علم و قدرت سے باہر نہ ہو

اللہ کی قدرت اور اس کے محیط علم کا تذکرہ قرآن حکیم میں جگہ جگہ پر ملتا ہے۔

★ لایعزب عنہ مثقال ذرۃ ... (سبا ۳)
★ لو کان البحر مدادا ... (کہف ۱۰۹)
★ ولو ان ما فی الارض من شجر ... لقمان ۲۷

بڑے سے بڑا تو اناخداوند قہار کی قدرت و گرفت سے باہر نہیں ہے خواہ ناچیز چیونٹی اور ناتواں شیر خوار ہو، عرش عظیم و فرش خاکی سب پر اس کی بالادستی برقرار ہے۔ قرآن نے اشارہ فرمایا ہے۔

★ وھو علی کل شی قدیر .. (مائدہ ۱۲۰)
★ وما خلقکم ولا بعثکم الا (لقمان ۲۸)
★ انما امرہ اذا اراد شیئا ... (یس ۸۲)

۷۰۔ **المبین** ۔ وہ اللہ جو اپنی نشانیوں اور آثار کی وجہ کے ظاہر و آشکار ہے جس کی تدبیر و بیان واضح ہے۔

۷۱۔ **المقیت** ۔ صاحب اقتدار

قبیلہ قریش اسی معنی میں استعمال کرتا تھا۔ لہذا زبیر بن عبد المطلب کے لئے ہے،

وذی صِغنٍ کففتُ النفسَ عنہ
وکنتُ علی مَساءَتِہٖ مُقیتاً

اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ میں نے حاسد سے اپنے کو بچایا درانحالیکہ انتقام پر قدرت رکھتا تھا۔

★ مقیت حفیظ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی خداوند کریم جس چیز کو جتنی حفاظت درکار ہے حفاظت فرماتا ہے

★ مقیت اس کو کہتے ہیں جو روزی عطا کرے۔

★ مقیت نگہبان کو بھی کہتے ہیں۔

۷۲۔ **المصور**۔ وہ اللہ جس نے مخلوقات کو مختلف شکل و صورت میں پیدا کر کے ایک دوسرے سے امتیاز بخشا اسی کا ارشاد ہے

صورکم فاحسن صورکم (مومن ۶۴)

۷۳۔ **الکریم**۔ سخاوت و بخشش کرنے والا۔

اسی لئے سخی کو "مرد کریم" کہتے ہیں۔

کریم عزیز کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے فلاں شخص فلاں کے مقابلہ میں کریم تر ہے قرآن میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔

انہ لقران کریم (واقعہ)

۷۴۔ **الکبیر**۔ بزرگ۔ اسی لئے قوم کے بڑے کو بزرگِ قوم یعنی "کبیر القوم" کہتے ہیں

۷۵۔ **الکافی**۔ جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا اس کی حاجت کو خود پورا فرماتا ہے کسی دوسرے پر نہیں ڈالتا خود اسی کا ارشاد ہے

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (طلاق ۳)

۷۶۔ **کاشف الضر**۔ بے قرار کی مصیبت کو برطرف کرنے والا
قرآن حکیم نے فرمایا۔
اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ ... (نمل ۶۲)

۷۷۔ **الوتر**۔ ایک

۷۸۔ **النور**۔ اللہ کے نور سے اہل نظر کو بصارت اور گمراہ کو ہدایت ملتی ہے۔
نور کے معنی روشنی کے ہیں حقیقت میں خدا منیر ہے لیکن منیر کو نور مصدر استعمال کرتے ہیں چونکہ ذات خدا ہی زمین و آسمان اور کائنات کے لئے منشاء نور ہے

۷۹۔ **الوہاب**۔ بے حساب عطا و بخشش کرنے والا۔

۸۰۔ **الناصر**۔ مددگار اسی معنی میں نصیر بھی ہے۔

۸۱۔ **الواسع**۔ وہ ذات جس کی بے نیازی سے بندوں کی ضرورت برطرف ہو اور جو ان کی رونزیاں پہنچاتا ہوں
لغوی اعتبار سے واسع کا مصدر سعۃ ہے جس کے معنی بے نیاز کے ہیں۔
وُسع کے معنی توانائی کے ہیں اسی لئے کہتے ہیں بقدر وسعت کام کرو۔

۸۲۔ **الودود**۔ وُدّ سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں پروردگار عالم اپنے نیک بندوں کو دوست رکھتا ہے اور ان کے اعمال کو قبول کرتا ہے اور اپنے نیک بندوں کو لوگوں میں محبوب بناتا ہے
قرآن کہتا ہے۔

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا

یہاں ۔ودود ۔ مَوْدُوْد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۸۳ ۔ الہادی ۔ وہ ذات جس نے اپنی ہدایت سے ساری مخلوق کو سرفراز فرمایا فطرت توحید پر پیدا فرما کر عزت دی عقل و الہام کی قوت دے کر توحید تک پہنچنے کے ذرائع فراہم فرمائے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعہ اپنی نشانیوں کو مزید مضبوط فرمایا قرآن حکیم نے مختلف آیات میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے ۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ ... (انفال ۴۲)

فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى ... (فصلت ۱۷)

خلاصہ یہ کہ اللہ نے انسان کو نور توحید سے عزت بخشی اس کی طرح اشارہ ہے ۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ ... (روم ۳۰)

حدیث میں ہے ۔

کل مولود یولد علی الفطرۃ وانما ابواہ یھود انہ وینصرانہ ویمجسانہ

انبیائے کرام کے ذریعہ دین کو سربلند کیا اور لوگوں کو دین کی طرف دعوت و رغبت دی اور انکار دین پر سزا معین فرمائی اور ان میں انبیاء کرام کے ذریعہ انسان کی توفیقات میں اضافہ فرمایا ۔

انسان تو انسان اللہ نے حیوانوں تک کی ہدایت فرمائی

ان کی بقا کے لئے جو چیزیں ضروری تھیں اس کی انھیں راہنمائی فرمائی۔

۸۴۔ **الوافیؔ** ۔ وہ ذات جو اپنے وعدے پورے کرے۔

۸۵۔ **الوکیلؔ** ۔ ذات باری ہماری متولی ہے ہمارے وجود و بقاء کے لئے اپنے کو ذمہ دار قرار دیا ہے۔

وکیل کے معنی پناہ گاہ کے بھی ہیں۔

وکیل کے معنی کفیل کے بھی ہوتے ہیں چونکہ ربّ العزت اپنے بندوں کی روزی اور ان کے خیر و شر کا ذمہ دار ہے لہذا کفیل ہے۔ خود اس کا ارشاد ہے۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔ (العمران ۱۷۳)

۸۶۔ **الوارثؔ** ۔ رب العزت کی ذات وہ ذات ہے جب ساری زمین و جائداد کے مالک فنا ہو جائیں گے تو وہ سب کا مالک و وارث قرار پائے گا۔

۸۷۔ **البرؔ** ۔ وہ خدا جو اپنے بندوں پر مہربان و محسن ہے اس کا احسان و لطف ساری کائنات پر سایہ فگن ہے۔

برّ کبھی صادق کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے اسی لئے عرب میں بولتے ہیں بَرَّتْ یمینُ فلاں۔ فلاں کی قسم سچ تھی۔

۸۸۔ **الباعثؔ** ۔ وہ خدا جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ فرمائے گا اور جزا و سزا دے گا۔

۸۹۔ **التوّابؔ** ۔ وہ ذات جو توبہ کو قبول کرے اور بندوں

کے گناہوں کو معاف فرمائے بشرطیکہ بندہ توبہ شکنی نہ کرے ورنہ پھر توبہ کرنا پڑے گا۔

۹۰۔ **الجلیل** ۔ صاحب عظمت وقدرت جلال والا "اللہ" اس کی عظمت کے مقابلہ میں سارے صاحب جلالت حقیر ہیں۔

۹۱۔ **الجواد** ۔ وہ ذات جو حد سے سوا بخشش فرمائے اور احسان واکرام کرے۔

جواد اور کریم کے درمیان فرق یہ ہے کہ جواد بغیر سوال کے دیتا ہے اور کریم سوال پر دیتا ہے۔

بعض نے اس کے برعکس کہا ہے

جود کے معنی سخاوت کے ہیں اسی لئے مرد جواد کے معنی مرد سخی کے ہیں لیکن خدا کے لئے سخی استعمال نہیں ہوتا۔

۹۲۔ **الخبیر** ۔ جو باریک بین ہو اور چھوٹی سے چھوٹی چیز پر نظر رکھے۔ اسی لئے عالم خبیر بولتے ہیں چونکہ وہ دقیق چیزوں پر نظر رکھتا ہے۔

خبر کے معنی علم کے ہیں اسی لئے بولا جاتا ہے "میں باخبر ہوں" یعنی عالم ہوں۔

۹۳۔ **الخالق** ۔ جس نے کائنات کو بغیر کسی نمونہ کے پیدا کیا وہ خود فرماتا ہے۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ ... (فاطر ۳)

کبھی خلق کے معنی انداز اور مقدار کے ہیں جیسا کلام

حضرت عیسیٰ میں ملتا ہے۔
اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ ... (العمران ۴۹)

۹۴۔ **خیر الناصرین** ۔ ذات خداوند کریم بار بار اپنی نصرت کا مظاہرہ کرتی ہے جس طرح "خیر الراحمین" ہونے کی وجہ سے بار بار رحمت کا مظاہرہ کرتی ہے۔

۹۵۔ **الدیان** ۔ جو اپنے بندوں کو ان کے عمل کی جزا دے دین کے معنی جزاء کے ہیں ۔ اسی لئے کہتے ہیں ۔
کما تُدِین تدان ۔ جیسے کو تیسا ۔ اسی مفہوم کو شاعر کہتا ہے ۔
کما یُدین الفتی یومًا یُدان بہ
من یزرع الثوم لا یقلعہ ریحانا

۹۶۔ **الشکور** ۔ وہ ذات جو مختصر عبادت پر ثواب عظیم و نعمت وافر رحمت فرمائے ۔ اور بندوں کے مختصر شکر پر راضی ہو جائے ۔ ارشاد قرآن ہے
اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ۔ (فاطر ۳۴)
★ لغت میں نیکی کے اعتراف کا نام شکر ہے ، لیکن مجازا اللہ نے اطاعت گذاری کی جزاء کو شکر سے تعبیر فرمایا ہے ۔

۹۷۔ **العظیم** ۔ اللہ کی شان عظیم ہے وہ صاحب جلالت و عظمت ہے ۔

۹۸۔ **اللطیف** ۔ پروردگار عالم اپنے بندوں پر مختلف

ذریعوں سے لطف فرماتا ہے جس کو بندہ خود بھی محسوس نہیں کر پاتا۔

لطف کبھی نیکی و احترام کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

لطف کبھی حیرت انگیز کام پر بھی بولا جاتا ہے حدیث میں ہے۔

۸۳۳ - خدا کے لطیف ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس نے عجیب و غریب دنیا کو خلق فرمایا جس طرح عظیم دنیا کو خلق فرما کر عظیم کہلایا۔

خدا کے لطیف ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بندوں کے لئے طاعت و بندگی کے حالات فراہم کرتا ہے اور گناہوں سے بچنے کے موقع سامنے لاتا ہے۔

۹۹ - الشافی - پروردگار عالم بغیر کسی وسیلہ کے سلامتی و صحت عطا فرماتا ہے۔ مختصر دعا سے بلاؤں کو رد کرتا ہے۔

معمولی عمل بڑی بڑی جزا مرحمت فرماتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے بیان کو قرآن نے نقل فرمایا ہے۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (شعراء ۸۰)

توضیح - کسی کو یہ خیال نہ ہونے پائے کہ بس ننانوے ہی اللہ کے نام ہیں میں نے ان ناموں پر اس لئے اکتفا کی چونکہ شرف کے اعتبار سے دوسرے ناموں پر انھیں برتری حاصل ہے ورنہ معصومین علیہم السلام کی دعاؤں میں کہیں زیادہ اسمائے حسنیٰ ذکر ہوئے ہیں۔

توحید ذات

خدا کے صفات دو ہیں۔

۱۔ صفات ذات ۲۔ صفات فعل۔

صفت ذات وہ صفت ہے جو عین ذات ہے۔

مثلاً۔ حیّ۔ علم۔ قدیم۔ ازلی۔ ابدی۔ سرمدی

صفات فعل وہ صفت ہے جس کا ربط اس کے فعل سے ہے مثلاً قادر۔ خالق۔ رحیم جب تک مقدور، مخلوق، اور مرحوم نہ ہو صفات فعل ظہور پذیر نہ ہوں گے۔

۸۳۴۔ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جس نے اپنے گمان کے دائرے میں خدا کی عبادت کی وہ کافر ہے جس نے اسم بغیر مسمی کی پرستش کی وہ بھی کافر ہے، اور اسم و مسمی کی عبادت کرنے والا مشرک ہے لیکن جس نے خداوند عالی کے بنائے ہوئے اسماء کو معنی پر حمل کرتے ہوئے ورد کیا۔ اور اپنا عقیدہ بنالیا تو وہی حقیقی مومن اور اصحاب امیر المومنین علیہ السلام میں شامل ہے۔

۸۳۵۔ جناب ہشام بن حکم راوی ہیں۔

اللہ کے ننانوے نام ہیں اگر ہر اسم ایک معنی رکھتے ہوتے تو ہر نام ایک خدا ہوتا لہٰذا حق یہ ہے کہ اللہ ایک معنی واحد ہے اور سارے نام اسی پر دلالت کرتے ہیں۔

فضیلت دعائے یا من اظہر الجمیل

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔
جبرئیل مسکراتے ہوئے بہت خوش خوش نازل ہوئے
اور کہا۔

السّلام علیک یا رسول اللہ۔
میں نے کہا۔ علیک السلام یا جبرئیل
جبرئیل۔ اللہ نے آپ کے پاس ایک ہدیہ بھیجا ہے
میں نے پوچھا۔ وہ ہدیہ کیا ہے۔
جبرئیل۔ خزانہ عرش کے کلمات ہیں
میں نے پوچھا۔ وہ کلمات کیا ہیں؟
جبرئیل نے کہا۔ یہ ہیں۔

ترجمہ۔ اے وہ ذات جو اچھائی کو ظاہر کرے، برائی کو چھپائے، جو گناہگار سے فوری مواخذہ نہ کرکے آبرو کو بچالے اے بے پناہ خطاؤں کے بخشنے والے، اے خوش اسلوبی سے درگذر کرنے والے اے بہت معاف کرنے والے، اے آغوش رحمت باز کرنے والے، اے سرگوشی کرنے والوں کے ہم نشین، اے ہر درد دل کو سننے والے، اے کریم الوجہ اے بے پناہ لطف کرنے والے، اے استحقاق سے قبل نعمتوں کی پہل کرنے والے، اے میرے سید، اے میرے رب، اے میرے مولا، اے میری آخری

آرزو، اے اللہ تجھ سے سوالی ہوں کہ مجھے جہنم کی آگ سے بچالے۔

میں نے جبرئیل سے پوچھا اس دعا کا ثواب کیا ہے؟

جبرئیل۔ اوہ اوہ۔ ثواب بتایا نہیں جاسکتا ہے اگر ساتوں زمین و آسمان کے ملائکہ مل کر قیامت تک بیان کرنا چاہیں تو ایک جز سے زیادہ کے فضائل بیان نہیں کرسکتے ہیں جس وقت بندہ "یا مَن اَظْهَرَ الجَمِیْلَ وَسَترَ القَبِیْحَ" کہتا ہے اللہ دنیا میں اس کی پردہ پوشی کرتے ہوئے رحمت سے ڈھک دیتا ہے اور آخرت میں سنوار دے گا اور دنیا و آخرت میں ہزار طرح سے پردہ پوشی کرے گا۔ اور جب "یَا مَنْ لَمْ یُؤاخذ بالجریرۃ ولَمْ یَهْتِكْ السِّتر" کہتا ہے تو اللہ قیامت کے دن اس کا حساب نہیں کرے گا اور جس دن ہر شخص کے اعمال آشکار کردیئے جائیں گے اس کے اعمال پر پردہ ڈال دے گا۔

اور جب یا عظیم العفو۔ کہتا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے چاہے کف دریا کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

اور جب یا حسن التجاوز کہتا ہے تو اللہ اس کے سارے گناہ کبیرہ مثلاً چوری، شراب خواری اور بھیانک

جرائم سے درگذر فرماتا ہے۔

اور جب۔ یا واسع المغفرۃ۔ کہتا ہے تو اللہ رحمت کے ستر دروازے کھولتا ہے اور جب تک یہ شخص دنیا سے مرتا نہیں اس وقت تک رحمت خدا میں غوطہ زن رہتا ہے۔

اور جب۔ یا باسط الیدین بالرحمۃ۔ کہتا ہے تو اللہ کا دست رحمت اس پر سایہ فگن رہتا ہے۔

اور جب۔ یا صاحب کل نجوی یا منتھی کل شکوی۔ کہتا ہے تو اللہ اس کو قیامت تک وہ اجر دے گا جو مصیبت زدہ، مریض، صحت مند، پریشان حال، مسکین اور فقیر کو عطا فرمائے گا دے گا۔

اور جب۔ یا عظیم المن، کہتا ہے تو اللہ قیامت کے دن اس کی تمام آرزوں کو بر لائے گا۔

اور جب۔ یا کریم الصفح کہتا ہے تو اللہ اس کا انبیاء جیسا اکرام فرمائے گا۔

اور جب یا مبتدءًا بالنعم قبل استحقاقھا کہتا ہے تو اللہ اس کو تمام شاکرین کے ثواب کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔

اور جب۔ یا ربّنا یا سیدنا۔ کہتا ہے تو اللہ اپنے ملائکہ کو گواہ بناتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم لوگ گواہ رہنا میں نے اس کو معاف کیا اور جنت جہنم اور ساتوں زمین و آسمان میں

جن لوگوں کو پیدا کیا ہے ان کی تعداد کے بقدر سورج، چاند، ستارے، بارش کے قطرے سنگ ریزے درختوں اور پہاڑوں کے برابر اجر عنایت کروں گا بلکہ عرش و کرسی جو کچھ ہے اس کے بقدر اجر دوں گا۔

اور جب - یا مولانا - کہتا ہے تو اللہ اس کے دل کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔

اور جب - یا غایۃ رغبتاہ - کہتا ہے تو اللہ اسکی تمام خواہشات بلکہ تمام دنیا والوں کی خواہشات کے برابر آرزوں کو پورا فرمائے گا۔

اور جب - اسئلک یا اللہ ان لاتشوہ خلقی بالنار - کہتا ہے تو خداوند جبار و جلیل فرماتا ہے میرے بندہ نے جہنم سے رہائی کا مطالبہ کیا میرے ملائکہ گواہ رہنا میں نے اس کو اس کے والدین کو بھائیوں افراد خاندان اولاد اور پڑوسیوں کو جہنم سے آزاد کیا اور ایک ہزار آدمیوں کے لئے اس کی سفارش کو قبول کروں گا۔

آخر میں جبرئیل نے مجھ سے کہا۔

اس دعا کو صرف پرہیزگاروں کو بتائے گا کبھی بھی منافقین کو نہ دیجئے گا چونکہ اس دعا کے پڑھنے والے کی حاجت بہرحال مستجاب ہوگی انشاء اللہ یہ وہی دعا ہے جس کو بیت معمور کے گرد طواف کرنے والے پڑھا کرتے ہیں۔

دعا یہ ہے۔

"یَا مَنْ اَظْهَرَ الْجَمِیْلَ وَسَتَرَ الْقَبِیْحَ، یَا مَنْ لَمْ یُؤَاخِذْ بِالْجَرِیْرَةِ وَلَمْ یَهْتِكِ السِّتْرَ، یَا عَظِیْمَ الْعَفْوِ، یَا حَسَنَ التَّجَاوُزِ، یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ، یَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ بِالرَّحْمَةِ، یَا صَاحِبَ كُلِّ نَجْوٰی، وَیَا مُنْتَهٰی كُلِّ شَكْوٰی، یَا كَرِیْمَ الصَّفْحِ، عَظِیْمَ الْمَنِّ، یَا مُبْتَدِئًا بِالنِّعَمِ قَبْلَ اسْتِحْقَاقِهَا، یَا سَیِّدَنَا، یَا رَبَّنَا، یَا مَوْلَانَا، یَا غَایَةَ رَغْبَتِنَا اَسْأَلُكَ یَا اَللّٰهُ، اَنْ لَا تَشْوِیَهٗ خَلْقِیْ بِالنَّارِ"

بار الٰہا۔ اس حدیث پر کتاب کو تمام کرتا ہوں تجھ سے التجا ہے جو لوگ اس کتاب کے مطالب، مضامین اور فصول و ابواب پر عمل کریں میں ان میں سر فہرست قرار پاؤں۔

جو لوگ اس تالیف کے ذریعہ راہ نجات کو طے کریں مجھے بھی ان کا ہم سفر قرار دینا۔

اس کتاب کو دینداروں اور خود میرے لئے ذخیرہ آخرت قرار فرما تو ہی ہر خیر کا مصدر ہے۔

خدایا ۔ محمد آل محمد علیہم السلام پر ہر آن و لمحہ رحمت نازل فرما
تو لائق تسبیح اور محمدؐ و آل محمدؐ مستحق درود و سلام ہیں ۔
احمد بن فہد ۱۶ رجادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ شب دوشنبہ
تکمیل ترجمہ ۔ ۲۳ رجادی الثانیہ ۱۴۲۵ھ عصر سہ شنبہ

سید حسین مہدی حسینی

مرکز تحقیقات الحیاۃ ۔ ممبئی

الحمد للہ وحدہ و صلواتہ علی محمد و آلہ

فہرست کتاب

دعا..... ۱۱

دعا کی ضرورت..... ۱۳

مومن کا اسلحہ..... ۱۵

مجھے پکارو..... ۱۸

عطائے الٰہی..... ۲۰

ایسے مانگو..... ۲۱

معراج کی رات..... ۲۵

توضیح..... ۲۷

جواب شبہ..... ۳۴

پہلا فائدہ..... ۳۴

دوسرا فائدہ..... ۳۶

تیسرا فائدہ..... ۳۷

چوتھا فائدہ..... ۳۸

ہم راضی..... ۵۰

ایک منظر..... ۵۵

روایات..... ۵۵

ترازوئے بلا..... ۵۷

دونمازی ۵۹
مجھے سمجھا دے ۶۰
یہ کیا ہوا ۶۱
وہ آ گئے ۶۲
اسباب دعا ۶۴
وقت دعا ۶۵
ظہر و عصر کے درمیان ۶۸
وقت نماز عشاء ۶۸
ڈھلتی شب ۶۹
ایک تنہائی رات ۷۰
ایک سوال ۷۰
جانے نہ دو ۷۲
فائدہ ۷۶
شب قدر ۷۷
شب عید قربان ۷۸
روز عرفہ ۷۸
طلوع سحر طلوع آفتاب ۷۹
مکان دعا ۷۹
عرفات ۸۰
حرم الٰہی ۸۰
خانہ خدا ۸۱
قبر امام حسین علیہ السلام ۸۱
امام مریض ۸۲
سلیقۂ دعا ۸۳
تخت کی آمد ۸۵

قرض کے لئے ۸۷
دعائے وسعت رزق ۸۸
دربار منصور ۸۹
ادائیگی قرض کے لئے ۸۹
دعائے قوت حافظہ ۹۱
بُرا ہمسایہ ۹۲
ڈوبتا سورج ۹۲
دوسرا عشرہ ۹۳
حرم امام حسین علیہ السلام ۹۴
بند وظیفہ ۹۴
نیکیاں ۹۸
دعائے فقیر ۹۹
صدقہ ۱۰۰
مجبور سانپ ۱۰۳
منیٰ کا فقیر ۱۰۴
صدقہ کی قسمیں ۱۰۵
فضیلت علم ۱۰۷
چولی دامن ۱۰۸
الٹی چٹان ۱۱۷
طالب علم کے فرا ۱۱۹
علم کی قسمیں ۱۲۱
پیسہ کماؤ ۱۲۲
ضرورت زندگی ۱۲۲
نکما شوہر ۱۲۳
نکتہ اول ۱۲۳

نکتہ دوم ۱۲۳
فرزند چشم ۱۲۵
نکتہ سوم ۱۲۵
اخراجات ۱۲۷
بچوں کے بیچ ۱۲۸
بڑوں کے بیچ ۱۲۹
عرش کے نیچے ۱۳۰
اولاد و والدین کے حقوق ۱۳۱
تڑپتی میت ۱۳۲
امیر گھر ۱۳۳
لڑکیوں کی برکتیں ۱۳۸
برہم باپ ۱۳۹
عزیز و اقارب ۱۴۰
زوجہ ۱۴۰
توکل ۱۴۳
ہارا حاکم ۱۴۴
جبرئیل پہنچے ۱۴۶
اخلاص ۱۵۱
عزت ۱۵۱
امان ۱۵۲
جنگل کا شیر ۱۵۳
نہ مانگو ۱۵۵
بدترین بندہ ۱۵۷
واپس ہوا ۱۵۸
بخشش کب اور کیسے ۱۶۲

ہم کس میں ہیں..... ۱۶۳
بڑی شقاوت..... ۱۶۵
بڑی حسرت..... ۱۶۵
فرشتہ کو بھگایا..... ۱۶۸
بولتی دولت..... ۱۶۹
دولت کے خطرات..... ۱۷۰
جنت میں کیا ہے..... ۱۷۴
آہ عمر..... ۱۷۸
کھلا خزانہ..... ۱۸۱
حیلۂ شیطان..... ۱۸۲
فقیر بے نیاز..... ۱۸۳
آہ سرد..... ۱۸۵
عزت ملی..... ۱۸۷
بھوکا نبی..... ۱۸۸
باغ بک گیا..... ۱۹۸
حکومت چھوڑ دی..... ۱۹۹
فضائل عقیق..... ۲۰۶
شکایت..... ۲۰۸
فضائل فیروزہ..... ۲۰۹
زبان غیر..... ۲۱۱
مضطرب ماں..... ۲۱۴
ایک درد..... ۲۱۵
نصیحت..... ۲۱۶
داستان..... ۲۱۶
جن کی دعائیں رد ہیں..... ۲۲۱

اولاد نہ ملی ۲۲۳
آداب دعا ۲۲۸
اٹھ بیٹھے ۲۳۰
قارون کی ۲۳۰
ایک سوال ۲۳۴
جہنم سے واپسی ۲۳۵
مردریاکار ۲۳۷
خوف خدا ۲۳۸
اللہ والے ۲۳۹
انتظار ۲۴۳
خود کہو ۲۴۶
کوئی نہ سنے ۲۴۶
آمین ۲۴۹
خشوع ۲۵۰
حمد باری ۲۵۲
صلوٰۃ ۲۵۶
جہنم سے واپسی ۲۵۷
جوانی پلٹی ۲۶۰
بولتی مخلوق ۲۶۲
بھاری ترازو ۲۶۳
مددگار دعا ۲۶۴
کیسے روؤں ۲۷۲
رونے کی کوشش ۲۷۲
اعتراف گناہ ۲۷۸
اپنی غلطی ۲۷۸

چھوٹا پہاڑ..... ۲۷۹
خطرہ سے پہلے..... ۲۸۳
بڑا فائدہ..... ۲۸۶
محبت کا اثر..... ۲۸۹
باپ کی میراث..... ۲۹۱
ملعون کون؟..... ۲۹۲
اچھی بزم..... ۲۹۴
فرشتہ نے دیکھا..... ۲۹۵
دیکھنا عبادت..... ۲۹۶
حاجت راوئی..... ۲۹۸
حج کا سفر..... ۲۹۹
امام حسنؑ کی سفارش..... ۳۰۱
گورنر گھر سے باہر..... ۳۰۲
دانۂ خرما..... ۳۰۷
داستان..... ۳۲۵
آثار گناہ..... ۳۳۲
ظلم..... ۳۳۲
قتل..... ۳۳۲
مباہلہ..... ۳۳۵
ریا..... ۳۳۸
ریا کے خطرے..... ۳۴۱
ایک سوال..... ۳۵۲
جواب..... ۳۵۲
ریا کا علاج..... ۳۵۳
کبھی نہیں..... ۳۶۶

فخر ۳۶۸
پہچان ۳۷۱
علاج ۳۷۳
پرواز عمل ۳۷۸
ذکر ۳۸۶
عقل ۳۸۶
بجلی نہیں گرتی ۳۸۷
مومن کے ۳۹۲
بڑوں کی بڑی بات ۳۹۲
دوانار ۳۹۴
میں کس کا ۳۹۸
میرا مہمان ۳۹۸
ہر حال میں ۴۰۰
وبال جان ۴۰۳
جگاؤ ۴۰۵
وقت ذکر ۴۰۶
سب بے خبر ہوں ۴۰۷
ذکر کی قسمیں ۴۰۹
دعا سے پہلے ۴۱۰
تہلیل و تکبیر ۴۱۱
تسبیح ۴۱۲
اڑتا تخت ۴۱۲
حمد و تسبیح ۴۱۳
کم خرچ ۴۱۴
درخت دینا ۴۱۵

سلگتا باغ ۴۱۶
اونچا درخت ۴۱۷
ادھوری تعمیر ۴۱۸
استغفار ۴۱۹
ذکر کا وقت ۴۲۰
صبح کی دعائیں ۴۲۲
الوداع روز ۴۲۷
سلگتا گھر ۴۳۲
علاج درد ۴۳۶
رنج وغم سے رہائی کی دعائیں ۴۴۲
روتے درخت ۴۴۲
دعائے رد بلا ۴۴۴
فراخ روزی ۴۴۸
سو بلائیں ۴۴۹
ڈراؤنا خواب ۴۴۹
حضرت علیؑ کا خواب ۴۵۲
درندوں سے بچاؤ ۴۵۳
کنوئیں میں ۴۵۴
نسخۂ امام ۴۵۵
گھر سے نکلتے وقت ۴۵۹
نہ نکلو مگر ۴۶۲
تلاوت قرآن ۴۶۵
تھکا تاجر ۴۷۲
خانہ بے نور ۴۷۲
حسرت قیامت ۴۷۳

قرآن کے فوائد ۴۷۵
علاج ۴۷۶
بچاؤ ۴۷۷
شیطان سے بچاؤ ۴۷۹
حاکم کے شر سے بچنے کے لئے ۴۷۹
بلاؤں سے بچاؤ ۴۸۰
رہائی کے لئے ۴۸۳
دعائیں قبول ۴۸۵
سورہ کافرون کے بعد ۴۸۶
الٰہی پہرہ دار ۴۸۷
گھر بھر ۴۸۸
بھولا نہیں ۴۸۸
بے نمازی ۴۸۹
قرآن سے حملہ ۴۹۰
صحیح وقت ۴۹۱
افضل عمل ۴۹۱
امام سے ملاقات ۴۹۱
نماز قبول ۴۹۲
گھر لوٹے ۴۹۲
فصلوں کی حفاظت ۴۹۲
ایک سفر ۴۹۵
جاگتا مقدر ۴۹۷
نیک نام ۴۹۸
تشریح اسمائے حسنیٰ ۵۰۱
فضیلت دعائے یا من اظھر الجمیل ۵۲۹

Acc No. Date
Section Status
Cl. No. Class
WAHABI BOOK LIBRARY

Odattol Daee

(The Asset of Supplicant)

How to be a servant
of AllaH and to praise him

انصاریان پبلیکیشنز
پوست بکس نمبر ۱۸۷
قم۔ جمہوری اسلامی ایران
فون نمبر: ۷۷۴۱۷۴۴ فیکس نمبر: ۰۹۸_۲۵۱_۷۷۴۲۶۴۷
Email: ansarian@noornet.net
www.ansariyan.org&www.ansariyan.net